

# نماز



میں  
خشوع و خضوع  
کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟

امام ابنِ رجب حنبلی حضرت ملاحی قاری

مفت محمد خان قادری

3175

عالمی دعوتِ اسلامیہ

1۔ فصیح روڈ اسلامیہ پارک لاہور 7594003

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ

# خشوع

میں

خشوع و خضوع

کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟

- امام ابن رجب حنبلی
- حضرت ملا علی قاری
- مفتی محمد خاں قادری

عالمی دعوتِ اسلامیہ

۱۔ فصیح روڈ، اسلامیہ پارک، لاہور۔

86312

~~58812~~

نام کتاب ..... نماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟

مؤلفین ..... امام ابن رجبؒ

حضرت ملا علی قاریؒ

مفتی محمد خاں قادری

بار دوم ..... ربيع الاول ۱۴۱۸ھ جولائی ۱۹۹۷ء

تعداد ..... ۱۱۰۰

ناشر ..... عالمی دعوتِ اسلامیہ

۱۔ فصیح روڈ لاہور

طالب ..... ملک محبوب الرسول قادری

خطاطی ..... سید قمر الحسن ضنیغ قادری

قیمت ..... روپے

3175

# الافدار

اپنے اس کاوش کو

## سیدۃ نساء العاطمین حضرت فاطمہ الزہراء

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کی خدمتِ اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔  
کہ جنے کی ساری زندگی "خشوع و خضوع" کے معراج  
تھی۔

محمد خان قادری

جامعہ رحمانیہ، شادمان لاہور

ارشادِ باری تعالیٰ!

وَأَقْبَلِ

أَقْبَلِ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ  
كَلَّمْتَنِي صَاحِبِ السُّعُونَ

ترجمہ

یقیناً وہ مومن کامیاب ہیں جو نماز خشوع و خضوع کے

ساتھ ادا کرتے ہیں



ضمیمہ

# فہرست

	ابتدائیہ
۱۷	اسلام میں نماز کا مقام
۱۹	احادیث مبارکہ میں نماز کی اہمیت
"	نماز دین کا ستون ہے
۲۰	نماز ایمان کی علامت ہے
"	قیامت میں پہلا سوال
۲۱	نماز درستگی اعمال کا معیار
"	نماز جنت کی چابی ہے
۲۲	خدا کے مال محبوب ترین عمل
"	نماز اسلام کا سر ہے
۲۳	حضرت فاروق اعظمؓ کا اہم مراسلہ
"	اہم نوٹ
۲۴	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت
"	ہر نبی کی امت کو وصیت

## ترکِ نماز پر وعید

۲۶

"

"

۲۷

۲۹

"

"

۳۰

"

۳۱

"

۳۲

"

۳۳

۳۴

"

۳۶

۳۷

۳۸

۴۰

۴۲

اہلِ دوزخ کا جواب — ہم نمازی نہ تھے

ترکِ نماز مشرکین کا عمل ہے

نماز مؤخر کرنے والوں کی سزا

احادیثِ نبوی اور ترکِ نماز

آدمی اور کفر کے درمیان فرق نماز کا ہے

جس نے نماز ترک کی اس نے شرک کیا

اذان سن کر نماز کے لیے نہ آنا کفر ہے

دوزخ کے دروازے پر نام

اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری ختم

تارکِ نماز کا کوئی دین نہیں

تارکِ نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں

بے نماز قارون، فرعون اور یامان کے ساتھ اٹھیں گے

میری امت کا اٹھ جانے والا آخری عمل نماز ہے۔

نماز کے فوائد و برکات

نماز افلاس و تنگ دستی دور کرتی ہے

نماز گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہے

نماز گناہوں سے کس طرح روکتی ہے؟

نماز غفلت کا علاج ہے

نماز گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ

- ۴۲ حضور کی تمام امت کے لیے خوشخبری
- " نماز آتشِ معصیت کو ٹھنڈا کر دیتی ہے
- ۴۴ نمازی کو ہی روزِ قیامت سجدہ ریزی نصیب ہوگی
- " نماز سے مشکلات و پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں
- " پریشانی کے وقت حضور کا معمول
- ۴۶ من اتنا پرانا پانی ہے کہ برسوں سے نمازی بن نہ سکا
- " ہمیں کونسی نماز کا حکم ہے؟
- ۴۷ اقامتِ نماز کا معنی
- ۴۹ قرآن اور نماز کے حقوق و شرائط
- " ظاہری و باطنی طہارت
- ۵۰ ریاکاری سے پاکیزگی
- " اوقاتِ مقررہ میں نماز ادا کرنا
- ۵۱ نماز کی محافظت
- ۵۲ نماز پر مداومت
- " حقیقتِ نماز سے غافل نہ ہونا
- ۵۳ نماز ذوق و شوق سے ادا کرنا
- ۵۴ نماز میں حضورِ قلب، خشوع و خضوع کا ہونا۔
- ۵۵ خشوع و خضوع کا مفہوم
- " لفظ "خشوع" کا معنی
- ۵۶ معنی خشوع کے بارے میں مختلف اقوال
- ۵۸ قرآن اور خشوع و خضوع



- ۵۹ احادیثِ نبویہ اور نماز میں خشوع
- ” نماز سر اپا خشوع ہے
- ” نمازی کی منقرت اور بخشش
- ۶۰ خشوع والی نماز ماقبل گناہوں کی بخشش کا سبب بنتی ہے
- ” حضور قلب والی نماز سے نمازی ایسے ہو جاتا ہے جیسے آج پیدا ہوا ہو
- ” حضور قلب والا شخص ہی مومن ہے۔
- ۶۱ بغیر خشوع نماز، نمازی کے منہ پر دے ماری جاتی ہے۔
- ” جس طرح توتے مجھے ضائع کیا خدا تجھے ضائع کرے۔
- ۶۲ بغیر خشوع نماز پر اللہ نظر رحمت نہیں فرماتا
- ” خشوع والے نمازی کے ساتھ اللہ کا عہد
- ۶۳ خشوع کا مرکز دل ہے
- ۶۴ خشوع نفاق سے پناہ مانگو
- ۶۵ ہر عمل میں رضاۓ الہی حضور قلب کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔
- ” نماز میں خشوع اور یکسوئی کے حصول کا طریقہ
- ۶۸ ۱۔ اذان کے بعد دل کو مستوجہ کرنا
- ” حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اجنبی ہو جانا
- ۶۹ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جسم پر لڑتے
- ۷۰ امام حسنؑ مسجد کے دروازے پر
- ” امام زین العابدین کے رنگ کافق ہونا
- ۷۱ ۲۔ میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے
- ” اللہ کی بندے کی طرف توجہ
- ۷۲

- ۷۲ میری ذات توجہ کے لیے سب سے بہتر ہے
- " نماز میں اللہ کی طرف متوجہ نہ ہونا ہلاکت ہے
- ۷۵ غیر کی طرف متوجہ ہونے والے کی نماز نہیں
- " چہرہ مسخ ہونے کا خطرہ
- ۷۵ توجہ ہٹانے والی اشیاء کی ممانعت
- ۷۶ پریشان کن بھوک سے نجات
- ۷۷ بول و براز سے نجات
- " غلبہٴ نیند کے دقت
- " شاید یہ میری آخری نماز ہو - ۳
- ۷۹ تدبیر اور سمجھ کر نماز ادا کرنا - ۴
- ۸۱ اعمال میں تدبیر
- ۸۲ حضور کا رکوع اور خشیتِ الہی
- " تیرے قدموں میں آنا میرا کام تھا
- ۸۳ سجدہ کمال قرب خداوندی ہے
- ۸۴ - ۵ - نماز کو رب سے ہم کلامی سمجھ کر ادا کیا جائے۔
- ۱۷۷ ۶. تعدیل ارکان
- ۸۶ تعدیل ارکان نہ کرنے والے کی موت فطرتِ اسلام پر نہ ہوگی
- ۹۱ نماز میں چوری
- " حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل
- ۹۲ آپ کا قیام
- ۹۳ دلچسپ سوال اور اس کا جواب

- ۹۲ آپ کا سجدہ
- ۹۳ ہمیں وصال تو نہیں ہو گیا
- ۹۵ آپ کی نماز کے حسن و جمال کا کیا کہنا
- ۹۶ ۷۔ اللہ تعالیٰ کے بیشمار احسانات کی یاد
- ” تعلق کی پہلی بنیاد شکر ہے
- ۱۰۰ ۸۔ خوف و شوق کی کیفیت میں آنسو بہانا
- ۱۰۱ دلوں کی سختی اللہ کو پسند نہیں
- ۱۰۲ حضور علیہ السلام کا آنسو بہانا
- ۱۰۳ آنسوؤں سے چہرہ اداڑھی مبارک اور زمین کا تر ہونا
- ۱۰۴ ۹۔ مقبولان بارگاہِ ایزدی کی نماز کا مطالعہ
- ۱۰۵ نماز میں آنسوؤں کی برسات
- ۱۰۸ صحبتِ نبوی سے فیض یاب لوگوں کی نماز
- ۱۰۹ ۱۰۔ نماز سے محبت و عشق
- ۱۱۱ قبر میں نماز پڑھنا
- ” حضرت ثابت بنانی کا قبر میں نماز ادا کرنا

إِنَّمَا شَاءَ رَبِّي فَأَتَعَالَى

الَّذِينَ آمَنُوا أَن تَحْسَبَ قُلُوبُهُمْ

لِذِكْرِ اللَّهِ وَفَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ



”کیا اہل ایمان پر وہ وقت نہیں آیا کہ اللہ کے  
ذکر اور اس کے طرف سے نازل کردہ حق کے لیے خوف سے  
دلے جائیں؟“



# ارشاد نبوی!

اول علم

یرفع من الناس

الخشوع

لوشك ان تدخل المسجد الجامع  
فلا تری فیہ ارجلاً خاشعاً

ترجمہ

سب سے پہلے لوگوں میں سے جس چیز کا علم اٹھالیا جائیگا  
وہ خشوع ہے حتیٰ کہ کسی جامع مسجد میں بھی کوئی صابہ خشوع  
دکھائی نہیں دے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## گزارش!

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو عبادات کا حکم دیتے ہوئے ان کے کچھ شرائط و آداب بھی بیان کر دیئے ہیں۔ اگر انسان ان شرائط کے ساتھ عبادات بجلائے تو اسے ان کے ظاہری و باطنی فوائد حاصل ہوں گے اور اگر ان آداب سے کسی نے غفلت برتی تو اس کا عمل رسم و عادت ہو سکتا ہے مگر عبادت نہیں ہو سکتا۔ نماز اسلام میں اہم و اعلیٰ عبادت ہے مگر جب اسے اس کی شرائط و آداب کے ساتھ ادا کیا جائے۔ اگر ان کی پروا نہ کی جائے تو یہ عمل بجائے اللہ تعالیٰ کے قُرب کے دُوری کا سبب بن جاتا ہے۔

آج اولاً تو ہمارا معاشرہ نمازی ہی نہیں رہا اور اگر کوئی نماز ادا کرتا ہے تو وہ اس کے آداب و شرائط کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتا۔ بلکہ نماز اس طرح ادا کی جاتی ہے جیسے اس سے پیچھا چھڑایا جا رہا ہے۔ نہ رکوع پورا نہ سجدہ میں اطمینان، قومہ و جلسہ کا تصور ہی ختم ہوتا جا رہا ہے۔ تقریباً ساری عمر نماز ادا کرنے والے لوگ اسے رسماً اور عادتاً ادا کرتے رہتے ہیں۔ اسے دربارِ خداوندی میں حاضری سمجھ کر ادا نہیں کرتے۔ خشوع و خضوع کا تو نام ہی نہیں، حالانکہ وہ روح نماز ہے۔ حضرت شہادین اولیں رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے اس بات کی نشاندہی ان الفاظ میں فرمائی :

اول ما يرفع الناس سب سے پہلے جو لوگوں سے اٹھا  
المخشوع - (مسند احمد، ۶: ۲۶) لیا جائے گا وہ خشوع و خضوع ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ  
اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خشوع کے اٹھ جانے کا عالم یہ ہوگا،

يوشك ان تدخل مسجد تم جامع مسجد میں جاؤ گے تو

الجامع فلا تری فيه حياءً وہاں ایک نمازی بھی خشوع والا

خاشعاً - (الترمذی، ۲۶۵۵) دکھاٹی نہیں دے گا۔

امام احمد بن حنبل نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک فرمان بھی

نقل کیا ہے :

ياتي على الناس زمان لوگوں پہ ایسا وقت آئے گا کہ لوگ

يصلون ولا يصلون نماز پڑھتے ہوئے نمازی نہ ہوں

(الصلاة وما يلزمها) گئے۔

آج ہمارے دور میں یہ صورت حال اپنے عروج پر ہے۔ نماز بالکل رسم بن کر رہ گئی ہے۔ نہ اس میں ظاہری آداب کا خیال اور نہ باطنی آداب کا۔ لہذا اشد ضرورت ہے کہ اس موضوع پر لکھا پڑھا جائے تاکہ بھولا ہوا سبق یاد آجائے۔ کافی عرصہ ہوا ہم نے اس موضوع پر کچھ کام کیا مگر اس کی طباعت کی ہمت اس شرمندگی کی وجہ سے نہیں ہوئی کہ ہماری نماز دوسروں سے بھی کم درجہ کی ہے بلکہ اب تک اللہ کے حضور کھڑے ہونے کا چج بھی نہیں آیا۔ اس لئے شاید مؤثر نہ ہو۔ اس کے بعد تین کتب میرے مطالعہ میں آئیں۔

۱۔ التنشؤ فی الصلاة ، شیخ ابن حبیب حنبلی ۹۵ھ

۲۔ فصول مهمہ فی حصول المتمہ - حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ  
 ۳۔ الرحمة المهداة فی فضل الصلاة - امام یوسف بن اسمعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ  
 اولین کتاب " نماز میں خشوع و خضوع " دوسری تعدیل ارکان " نماز کو ٹھہر ٹھہر  
 کراد کرنا اور تیسری نماز کی اہمیت و فضیلت کے بارے میں تھی۔  
 اب ارادہ کیا کہ ان کتب کے تراجم شائع کئے جائیں تاکہ اسلاف کے کام  
 سے لوگ مستفید ہوں۔ الحمد للہ اس میں کامیابی نصیب ہو رہی ہے۔  
 امام نبھانی کی کتاب کا ترجمہ فاضل نوجوان الحافظ الحاج محمد طاہر نجھی نے  
 کیا ہے اور وہ الگ " اہمیت و فضیلت نماز " کے عنوان سے شائع ہو  
 گیا ہے۔ جبکہ دوسری دونوں کتب کا ترجمہ زیر نظر مجموعہ میں ہے ہم نے اپنا کام  
 بھی اس میں شامل کر دیا ہے تاکہ ان بزرگوں کی وجہ سے ہماری کاوش کی خامیوں  
 کا ازالہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہم سب کو  
 ہمیشہ اپنی بارگاہ میں حاضر فرمائے اور اس کے آداب کو ملحوظ رکھنے کی توفیق  
 عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خادم اسلام

محمد خاں قادری

جامع رحمانیہ، شادمان لاہور

۲۲ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ (۲۵ اپریل ۱۹۹۵ء)

بروز منگل بعد نماز مغرب



ارشادِ نبوی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

صَلُّوا

وَلَا يَصَلُّوا

ترجمہ

لوگوں پر ایسا دور آئے گا کہ وہ نماز پڑھنے  
کے باوجود نمازی نہ ہوں گے۔

(الصلاة لاحمد : ۵۶)



# اسلام میں نماز کا مقام

اسلام نے شہادتِ توحید و رسالت کے بعد جس قدر نماز کی ادائیگی پر زور دیا ہے کسی اور فریضہ کی ادائیگی پر نہیں دیا۔ قرآن مجید میں نماز کا ذکر، اس کے قیام پر ترغیب اور اس کے احکام و مسائل کا صراحتاً یا اشارتاً تذکرہ بقول مفسر قرآن حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی سات سو جگہ موجود ہے۔

اسلام میں نماز ہر مسلمان عاقل، بالغ، امیر و غریب، عورت و مرد، بیمار و تندرست، نوجوان و بوڑھے، مسافر و مقیم پر ہمیشہ ہر حال میں فرض ہے۔ نماز اسلام کا وہ واحد عملی فریضہ ہے جس سے کوئی بالغ مسلمان، جب تک اس کے ہوش و حواس قائم ہیں، سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی کھڑے ہو کر اس فرض کی ادائیگی پر قادر نہیں تو بیٹھ کر ادا کرے۔ اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں تو لیٹ کر پڑھ لے۔ اگر منہ سے بول نہیں سکتا تو سر کے اشارے سے پڑھ لے۔ اگر رک کر پڑھنا دشوار ہو تو چلتے چلتے پڑھے یہاں تک کہ میدانِ جنگ اور حالتِ جنگ میں بھی فرض ہے اور اس نماز کو صلوة خوف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے :

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلٰوٰتِ وَ  
الصَّلٰوٰةِ الْوُسْطٰی وَ قُوْمُوْا  
نمازوں کی حفاظت کرو (خصوصاً)  
درمیانی نماز کی اور خدا کے حضور

اللَّهُ قَانِتِينَ فَإِنْ خِفْتُمْ  
 فَرَجَالًا بِهِ دُكْبَانًا فَإِذَا  
 أَمِنْتُمْ فَأذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا  
 عَلَّمَكُمْ مَالَهُ تَكُونُوا  
 تَعْلَمُونَ -

عجز کے ساتھ کھڑے ہو کر و اگر  
 خطرے کی حالت میں ہو تو پیدل یا سوار  
 نماز ادا کرو۔ جب خطرہ دور ہو جائے  
 تو اللہ کو اسی طریقہ پر یاد کرو جس کی  
 اس نے تمہیں تعلیم دی اور تم اسے  
 نہیں جانتے تھے۔

(البقرہ)

مذکورہ بالا آیات میں حالتِ امن اور خوف دونوں میں حفاظتِ نماز کا واضح  
 حکم موجود ہے بلکہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو یہ تلقین کی ہے کہ اگر مشکلات تمہارا  
 راستہ روکیں تو ان کا مقابلہ صبر و نماز سے کیا کرو۔

ارشادِ ایزدی ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا  
 بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ  
 مَعَ الصَّابِرِينَ - (البقرہ)

اے اہل ایمان (مشکل وقت میں)  
 صبر اور نماز سے مدد حاصل کیا کرو۔  
 اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

## احادیث مبارکہ میں نماز کی اہمیت

نماز کی اہمیت جاننے کے لیے درج ذیل احادیث کا گہری نظر سے مطالعہ کریں تاکہ واضح ہو جائے کہ اسلام میں نماز کو کیا مقام حاصل ہے۔

### ۱۔ نماز دین کا ستون ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

الصلوة عماد الدین من	نماز دین کا ستون ہے جس نے اسکو
اقامها اقام الدین و من	قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور
هدمها هدم الدین -	جس نے اسے منہدم کر دیا اس نے
(کنز العمال ۸۱ - ۸۲)	پورے دین کو منہدم کر دیا۔

اس حدیث پاک میں حضور علیہ الصلوٰۃ نے نماز کو مرکزی ستون قرار دیا ہے۔ جس طرح کوئی بھی عمارت بغیر ستون کے قائم نہیں رہ سکتی اس طرح دین کی عمارت اقامت صلوٰۃ کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔

## ۲۔ نماز ایمان کی علامت ہے

لکل شیئا علم و علم  
 ہر ایک شے کی ایک علامت ہوتی ہے  
 الايمان الصلوة۔  
 اور ایمان کی علامت نماز ہے۔  
 مسلمان نماز چھوڑ کر بے رنگ و بو پھول کی طرح رہ جاتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ  
 اسلام کا ایک شعار اس سے رخصت ہو جاتا ہے۔

## ۳۔ قیامت میں پہلا سوال

حضرت حرث بن قبصیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے  
 اچھی سنگت اور رفاقت کی دعا کی جس کے نتیجے میں مجھے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت نصیب فرمائی تو میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ نے  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث سنی ہیں ان میں سے مجھے بھی کوئی سناؤ تاکہ  
 میں بھی ان پر عمل پیرا ہو کہ خدا کو راضی کر دوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:  
 کہ میں نے یہ فرمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا جس میں آپ نے فرمایا:

ان اول ما يحاسب به	قیامت کے دن بندے کے اعمال
العباد يوم القيامة من عمله	میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب
صلاته فان صلحت فقد	ہوگا۔ اگر نماز میں پورا اترا تو کامیابی
افلح وانجح وان فسدت	اور نجات پا جائے گا اور نماز پوری
فقد خاب وخسر۔	نہ ہوئی تو وہ خائب و خاسر ہوگا۔

(الترمذی، حدیث ۴۱۲)

حضرت شرف الدین بخاری نے اس فرمان نبوی کا ترجمہ اس شعر میں کیا ہے:

روزِ محشر کہ جب انگہ از بود اولیں پیش نماز بود  
در روز محشر جب جان بگھٹل رہی ہوگی تو سب پہلا سوال نماز کے بارے میں ہوگا

### ۴۔ نماز درستگی اعمال کا معیار

قیامت میں نماز کے متعلق پہلا سوال ہونے کے ساتھ ساتھ اس کو دوسرے  
اعمال کی درستگی کا معیار بھی قرار دیا گیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

اول ما یحاسب به العبد	قیامت کے دن سب سے پہلے بندے کی
یوم القيامة الصلوة فان	نماز کا حساب لیا جائیگا۔ اگر وہ پورا
صلحت صلح سائر عمله و	اتری تو باقی اعمال بھی درست ہوں
ان فسدت فساد سائر عمله	اور اگر اس میں کوئی کوتاہی لکلی تو
(مجمع الزوائد، ۱۰: ۲۹۱)	بقیہ اعمال بھی ضائع ہونے کا
	خطرہ ہوگا۔

اس ارشاد مبارک سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کے اعمال جانچنے کے  
لئے میزان نماز ہی ہے۔ جس شخص کی نماز جتنی اعلیٰ ہوگی اس کی باقی زندگی بھی  
اسی قدر بہتر ہوگی اور جو شخص نماز میں کوتاہی کرے گا وہ بقیہ معاملات میں اسی  
قدر ناقص ہوگا۔

### ۵۔ نماز جنت کی چابی ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

مفاتیح الجنة الصلاة و  
مفاتیح الصلاة الطهور  
نمازیں جنت کی چابیاں ہیں اور نماز  
کی چابی طہارت ہے۔

(مسند احمد ۲۰: ۲۴۰)

یعنی جنت کے دروازے کا نام اسی کے لیے کھلے گا جو نمازی ہوگا۔ بے نماز  
کے لیے جنت کا دروازہ نہیں کھل سکتا کیونکہ اس کے پاس نماز کی صورت میں چابی  
ہی نہیں۔

۶۔ خدا کے ہاں محبوب ترین عمل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے  
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا

ابی الاعمال احب الی اللہ تعالیٰ  
قال الصلاة علی وقتها۔

خدا کے ہاں محبوب ترین عمل کونسا ہے؟  
تو آپ نے فرمایا وقت پر نماز کا  
ادا کرنا۔

(مسند احمد ۲۰: ۳۵۹)

۷۔ نماز اسلام کا سر ہے

ایک حدیث میں حضور علیہ السلام نے نماز کو دین اسلام کا سر بھی قرار دیا ہے۔  
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

لا دین لمن لا صلوة له انما  
موضع الصلوة من الدین  
نماز کے بغیر دین نہیں۔ دین میں نماز  
کا مقام وہی ہے جو جسم انسانی میں سر

86312

موضع الرأس من الجسد کا مقام ہے۔  
 یعنی جس طرح انسان کی تمام طاقتوں اور صلاحیتوں کا مرکز و منبع سر ہے اور  
 اگر اس کو تن سے جدا کر دیا جائے تو باقی جسم ایک لاشہ رہ جاتا ہے۔ جس کو انسان  
 نہیں کہا جاسکتا تو بعینہ ہی حیثیت نظام دینی میں نماز کی ہے۔ یہ پوری زندگی کے  
 لئے سرِ شمیہ ہے لہذا جب وہ نہ ہوگی تو دینی زندگی بھی موجود نہ ہو سکے گی۔

### حضرت فاروق اعظم کا اہم مراسلہ

صحابہ کرام نے چونکہ نماز کی اس حیثیت اور مقام کو خوب سمجھ لیا تھا اسی لیے  
 حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ہر صوبہ کے افسران  
 اعلیٰ کو نماز کے بارے میں یہ مراسلہ روانہ فرمایا:

ان اہم امور کم عندی لصلوة	میرے نزدیک تمہارے تمام کاموں
من حفظھا او حافظ علیھا	میں سب سے زیادہ اہم اور ضروری نماز
حفظ دینہ و من ضیعھا	ہے جس نے نماز کی حفاظت کر لی اس نے
فہو لما سواھا اضعیع۔	پورے دین کی حفاظت کر لی اور جس نے
(کنز العمال، حدیث ۲۱۶۱۹)	نماز کو ضائع کر دیا تو وہ دین کے دیگر
	کاموں کو تو بہت زیادہ برباد کرے گا۔

### اہم نوٹ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ مراسلہ اسلام کی اصل روح کو اجاگر کر رہا  
 ہے۔ واقعہً اسی شخص کی زندگی دینی ہوگی جو نماز کا اس طرح محافظ ہو کہ وہ  
 ہر کام پر نماز کو فوقیت دیتا ہو۔ ہمارے ہاں دیگر تو کجا بڑے بڑے نام نہاد مذہبی



لیڈر اپنے ذاتی چھوٹے چھوٹے کاموں کو نماز پر فوقیت دے دیتے ہیں۔ ہر میٹنگ کو نماز سے افضل قرار دیتے ہوئے نماز کو اپنے وقت میں ادا نہیں کرتے۔ بلکہ ظہر، عصر کے قریب اور عصر مغرب کے قریب ادا کرتے ہوئے دکھاٹی دیتے ہیں۔ نماز یا جماعت کا ان کے ہاں کوئی تصور ہی نہیں۔ بقول مولانا امین احسن اصلاحی "وہ نماز ادا کرتے ہیں مگر اس کی جان نکال کر۔"

مذکورہ ضابطہ ہر جماعت کے درکروں کے لیے ایک پیمانہ بھی ہے کہ انہیں یہ چیز دکھنی چاہیے کہ اگر جماعت کا سربراہ نماز کو ہر معاملہ پر ترجیح دیتا ہے تو اس سے بھلائی کی امید ہوگی لیکن اگر اس کے ہاں اپنی تقریر، جلسہ، میٹنگ نماز سے زیادہ اہم ہے تو اس سے آج ہی کنارہ کشی کر لیجئے کیونکہ وہ کسی وقت بھی جماعت کا بیڑا غرق کر دے گا۔ بقول حضرت فاروق اعظم کے جو نماز کو ضائع کرتا ہے وہ باقی امور کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوتا ہے۔

## ۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت

نماز کا مقام و اہمیت اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال کے وقت اپنی امت کو جن اشیاء کی وصیت فرمائی ان میں سے سب سے زیادہ تاکید نماز کی فرمائی بلکہ صحیح روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آخری الفاظ جو آپ کی زبان مبارک پر بار بار آتے وہ یہی تھے

القوا اللہ فی الصلوٰۃ وما ملکت

ایمانکم۔ الصلوٰۃ وما ملکت

ایمانکم۔ (کنز العمال، ۴: ۱۸۰۰) ساتھ ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آنا۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ وصال کے وقت آپ کی زبان پر صرف یہ کلمات

جاری تھے۔

نماز : نماز

الصلوة الصلوة

## ۹۔ ہر نبی کی امت کو وصیت

بلکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب الصلوة میں نقل کیا ہے:

ان الصلوة اخروصیة کل نبی  
 و اخر عیادہ ایہم عند خروجه  
 من الدنیا۔ (الصلوة، ۶۷)

کہ ہر نبی نے اس دنیا سے جاتے وقت  
 اپنی امت کو آخری وصیت نماز ہی  
 کے متعلق کی تھی۔

## ترک نماز پر وعیب

اوپر قرآن و سنت کے حوالے سے آپ نے پڑھا کہ نماز اسلام کا بنیادی ستون ہے۔ جس نے اسے قائم کر لیا وہ کامیاب اور جس نے اسے گرا دیا وہ ناکام و نامراد ہوگا۔ اس پر قرآن و سنت کی یہ نصوص بھی شاہد عادل ہیں:

اہل دوزخ کا جواب — ہم نمازی نہ تھے

سورہ مدثر میں اللہ تعالیٰ نے اہل دوزخ کے بارے میں بتایا ہے کہ جب ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں دوزخ میں کونسی چیز لے گئی تو وہ جواباً کہیں گے:

ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے  
مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔  
اور دین کے بارے میں کٹ جھتیاں  
کرتے تھے اور روز قیامت کو جھٹلایا  
کرتے تھے۔

لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ وَ لَمْ  
نَكُ نَطْعِمُ الْمِسْكِينَ وَ كُنَّا  
نَخْوَضُ مَعَ الْخَالِضِينَ وَ  
كُنَّا نَكْذِبُ يَوْمَ الدِّينِ۔  
(المثد، ۴۳، ۴۵)

ترک نماز مشرکین کا عمل ہے

ایک مقام پر قرآن مجید نے ترک نماز کو مشرکین کا عمل قرار دیا ہے:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا  
تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

اور نماز صحیح صحیح ادا کرو اور مشرکوں  
میں سے نہ ہو جاؤ۔

(الروم، ۳۱)

اس آیت مبارکہ سے ایک تو توحید و ایمان کے بعد سب سے اہم چیز نماز  
ثابت ہوتی ہے اور دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ترک نماز سے کفر و شرک میں  
گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ جب تک دل کی کیفیت کو ہم بیرونی اعمال کے  
ذریعہ سے بڑھاتے نہ رہیں خود اس کیفیت کے زائل ہو جانے کا خطرہ لگا رہتا ہے۔

نماز مؤخر کرنے والوں کی سزا

اللہ تعالیٰ نے تو یہاں تک واضح فرما دیا ہے کہ نماز بالکل چھوڑنے والے  
تو کجا نماز وقت سے مؤخر کرنے والے دوزخی ہیں۔

سورة الماعون میں ارشاد فرمایا:

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ  
هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ

ویل ہے ان نمازیوں کے لیے جو  
اپنی نماز کو بھول جاتے ہیں

(الماعون، ۵۰)

مسند بزار میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے  
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے • الذین ہم عن صلاتہم ساهون • کے بارے  
میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

ہم الذین یؤخرون  
الصلوة عن وقتہا۔

یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کے  
وقت سے مؤخر کر دیتے ہیں۔

(الرحمة المہداة، ۵۷)

# ترک نماز پر وعیب

اوپر قرآن و سنت کے حوالے سے آپ نے پڑھا کہ نماز اسلام کا بنیادی ستون ہے۔ جس نے اسے قائم کر لیا وہ کامیاب اور جس نے اسے گرا دیا وہ ناکام و نامراد ہوگا۔ اس پر قرآن و سنت کی یہ نصوص بھی شاہد عادل ہیں:

اہل دوزخ کا جواب — ہم نمازی نہ تھے

سورہ مدثر میں اللہ تعالیٰ نے اہل دوزخ کے بارے میں بتایا ہے کہ جب ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں دوزخ میں کونسی چیز لے گئی تو وہ جواباً کہیں گے:

ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے  
مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔  
اور دین کے بارے میں کٹ جھتیاں  
کرتے تھے اور روز قیامت کو جھٹلایا  
کرتے تھے۔

لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ وَ لَمْ  
نَكُ نَطْعِمُ الْمَسْكِينِ وَ كُنَّا  
نَخُوضُ مَعَ الْخَالِضِينَ وَ  
كُنَّا نَكْذِبُ يَوْمَ الدِّينِ -  
(المثّر، ۲۳، ۲۵)

ترک نماز مشرکین کا عمل ہے

ایک مقام پر قرآن مجید نے ترک نماز کو مشرکین کا عمل قرار دیا ہے:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا  
تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔  
اور نماز صحیح صحیح ادا کرو اور مشرکوں  
میں سے نہ ہو جاؤ۔

(الروم، ۳۱)

اس آیت مبارکہ سے ایک تو توحید و ایمان کے بعد سب سے اہم چیز نماز  
ثابت ہوتی ہے اور دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ترک نماز سے کفر و شرک میں  
گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ جب تک دل کی کیفیت کو ہم بیرونی اعمال کے  
ذریعہ سے بڑھاتے نہ رہیں خود اس کیفیت کے زائل ہو جانے کا خطرہ لگا رہتا ہے۔

نماز مؤخر کرنے والوں کی سزا

اللہ تعالیٰ نے تو یہاں تک واضح فرما دیا ہے کہ نماز بالکل چھوڑنے والے  
تو کجا نماز وقت سے مؤخر کرنے والے دوزخی ہیں۔

سورة الماعون میں ارشاد فرمایا:

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ  
هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ  
ویل ہے ان نمازیوں کے لیے جو  
اپنی نماز کو بھول جاتے ہیں

(الماعون، ۵۰)

مسند بزار میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے  
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ۰ الذین ہم عن صلاتہم ساهون کے بارے  
میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

ہم الذین یؤخرون  
الصلوة عن وقتہا۔  
یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کے  
وقت سے مؤخر کر دیتے ہیں۔

(الرحمة المہداة، ۵۷)

دوسرے مقام پر فرمایا :

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ  
أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا  
الشَّهْوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ  
عَذَابًا أَلِيمًا تَابَ -

ان کے بعد آنے والوں نے نماز  
ضائع کر دی اور شہوات کے پیچھے  
پڑ گئے تو وہ عنقریب غمی میں داخل  
ہوں گے۔ مگر جس نے توبہ کر لی۔

(مریم، ۵۹، ۶۰)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں  
اضاعوا الصلوة (وہ نماز ضائع کرتے ہیں) کا معنی بالکل ترک کرنا نہیں  
ہے بلکہ :

ولكن اخذوها عن اوقاتها  
وه نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرنے  
والے ہیں۔

مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیب اس کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ  
ظہر ادا نہیں کریں گے یہاں تک کہ عصر کا وقت آجائے اور عصر ادا نہیں کریں  
گے یہاں تک کہ مغرب کا وقت آجائے گا اور مغرب ادا نہیں کریں گے یہاں  
تک کہ عشاء کا وقت آجائے گا اور عشاء ادا نہیں کریں گے یہاں تک کہ وقت  
فجر آجائے اور نماز فجر ادا نہیں کریں گے یہاں تک کہ طلوع آفتاب ہو جائے۔  
جو شخص توبہ کے بغیر اس حال میں مرادہ "غمی" (جہنم کی وادی) میں داخل ہوگا۔

(الرحمة المهداة فی فضل الصلوة، ۵۴)

## احادیث نبوی اور ترک نماز

۱۔ آدمی اور کفر کے درمیان فرق نماز کا ہے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

بين الرجل وبين الشرك  
والكفر ترك الصلاة -  
آدمی اور کفر و شرک کے درمیان  
نماز کا فرق ہے۔

(المسلم، حدیث ۸۲)

۲۔ جس نے نماز ترک کی اس نے شرک کیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: بندے اور شرک کے درمیان نماز کا ہی فرق ہے۔

فمن تركها فقد اشرك  
پس جس نے نماز چھوڑی اس نے شرک کیا



حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

من ترک الصلوٰۃ متعمداً  
فقد کفر جہاراً۔  
جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی  
اس نے اعلانیہ کفر کیا۔

(مجمع الزوائد، ۱: ۲۹۵)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا:  
فمن ترکھا فقد کفر  
جس نے نماز ترک کی اس نے کفر کیا۔

(کنز العمال، ۷: ۳۲۵)

اذان سن کر نماز کے لئے نہ آنا کفر ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لجفا کل الجفاء و الکفر  
و النفاق من سمع منادی  
اللہ ینادی الی الصلوٰۃ  
فلا یجیبہ۔  
اس شخص کا عمل ظلم بلکہ سراسر ظلم  
کفر اور نفاق ہے جو نماز کے  
لیے اللہ کے منادی (مؤذن) کا  
بلاد اسنے لیکن اس کو قبول نہ کرے

یعنی نماز ادا نہ کرے۔

(مسند احمد)

دو رخ کے دروازے پر تمام

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا:

من ترک الصلوٰۃ متعمداً  
جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی

کتاب اسمہ علی باب النار  
 ممن یدخلها۔  
 (الحلیۃ لابن نعیم، ۷: ۲۵۴)

اس کا نام دوزخ کے دروازے  
 پر اس میں داخل ہونے والوں میں  
 لکھ دیا جاتا ہے۔

## اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری تم

حضرت ام المین رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو یہ فرماتے ہوئے سنا، نماز جان بوجھ کر ہرگز ترک نہ کرو:  
 فانہ من ترک الصلاة  
 متعمدا فقد برئت منه  
 ذمۃ اللہ ورسولہ۔  
 جس نے عمدًا نماز ترک کی اس سے  
 اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری  
 ختم ہو گئی۔

(مسند احمد، ۵: ۲۳۸)

## تارک نماز کا کوئی دین نہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسالت مآب صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ کے ہاں کون سی شے زیادہ  
 محبوب ہے؟ فرمایا وقت پر نماز  
 ومن ترک الصلوة فلا  
 دین له الصلوة عماد الدین  
 (کنز العمال، ۸: ۴)

وہ شخص جس نے نماز ترک کی اس کا  
 کوئی دین نہیں اور نماز دین کا ستون  
 ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

لا دین لمن لا صلوة له انما  
 اس کا کوئی دین نہیں جس نے نماز ادا

موضع الصلاة من الدين  
موضع الرأس من الجسد

نہ کی نماز کا مقام دین میں اس طرح  
ہے جیسے جسم میں سر کا مقام ہے۔

(الزواجر ۱۱: ۱۲۲)

## تارک نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا سهم في الاسلام لمن  
لا صلوة له ولا صلاة  
من لا وضوء له۔

اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں  
جس نے نماز نہ پڑھی اور اس کی  
نماز نہیں جس کا وضو نہیں۔

(کنز العمال، ۷: ۲۲۷)

## بے نماز، قارون، فرعون اور ہامان کے ساتھ اٹھیں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ بھی بتا دیا ہے کہ جو لوگ نماز جان بوجھ کر ترک کر دیں گے وہ قیامت کے روز اللہ کے باغی لوگ قارون، فرعون اور ہامان کے ساتھ اٹھیں گے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

من حافظ علیہا کانت له  
نورًا وبرہانا و منجاة یوم  
القیامة و من لم یحافظ  
علیہا لم یکن له نور ولا

جس نے نماز کی حفاظت کی اس کے  
لئے روز قیامت نور، دلیل اور نجات  
حاصل ہوگی اور جس نے نماز کی حفاظت  
نہ کی اس کے لیے نہ نور ہوگا نہ دلیل

برهان ولا نجاته و كان يوم  
القيامة مع قارون و  
فرعون وهامان و ابي  
اور نہ نجات اور قیامت کے دن  
وہ قارون، فرعون، ہامان اور ابي  
بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

ابن خلف۔ (مسند احمد، ۲: ۱۶۹)

میری امت کا اٹھ جانے والا آخری عمل نماز ہے۔

امام احمد بن حنبل نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ذکر کیا ہے کہ  
دین کی سب سے پہلی چیز جو تم سے جاتی رہے گی وہ امانت ہے اور

و آخر ما تفقدون منه الصلاة  
وليصلين اقوام لا خلاق لهم۔  
سب سے آخری چیز جو تم سے جاتی  
رہے گی وہ نماز ہوگی۔ کچھ لوگ نماز  
پڑھیں گے مگر دین میں ان کا کوئی

حصہ نہ ہوگا۔

# نماز کے فوائد و برکات

## ۱۔ نماز افلاس و تنگدستی دور کرتی ہے

اوپر آپ نے نماز کی اہمیت ملاحظہ کی۔ اب اس کے چند فوائد پر بھی نظر ڈال لیجئے:

حضور علیہ السلام نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب ہو کر فرمایا:

یا ابا ہریرہ مراہلک  
بالصلوة فان اللہ  
یاتیک بالرزق من  
حیث لا یحتسب۔

اے ابو ہریرہ اپنے اولاد کو نماز  
کا حکم دو۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایسی  
جگہ سے رزق عطا کرے گا جہاں  
تمہارا گمان بھی نہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ جب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت پر فاقہ کی تنگی ہوتی تو آپ ان کو نماز کا حکم دیتے اور یہ آیت مبارکہ تلاوت کرتے:

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ  
وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ  
رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَ

اے نبی اپنی اہل کو نماز کا حکم دو  
اور اس پر قائم رہو۔ ہم تم سے رزق  
کا سوال نہیں کرتے۔ رزق ہم تم کو

العَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى -  
وہیں گے اور عاقبت صاحب تقویٰ

لوگوں کی بہتر ہوگی۔

(الدر المنثور، ۴: ۳۱۲)

آیت مذکورہ میں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا گیا ہے کہ آپ کے دامن میں پناہ لینے والے جتنے بھی ہیں سب کو تباہ و کہ آپ کے رب کے فیض و عطا کے چشمے جاری ہیں کوئی پیاسا نہ رہے۔ کوئی سراب دنیا کے پیچھے مارا مارا نہ پھرے۔ اے تشنہ لبو! جہاں کہیں بھی ہو اور جس حال میں ہو دوڑ کر آؤ اور میرے رب کے بحر رحمت کی موجیں تمہاری منتظر ہیں۔ یہاں اہل سے مراد حضور علیہ السلام کے سارے غلام اور آپ کی ساری امت ہے۔ خاندان رسالت بطریق اولیٰ اس میں شامل ہے حضور علیہ السلام حضرت خاتونِ جنت اور شیر خدا رضی اللہ عنہما کو نماز صبح کے لیے خود بیدار کرتے تھے۔

اس آیت نے انسان کو اس طرف بھی متوجہ کیا ہے کہ رازق اللہ تعالیٰ ہے بندہ نہیں۔ جب سے ہم نے اپنے آپ کو رازق سمجھ لیا ہے اور رازق رسانی کی ذمہ داری اپنے کھاتے میں ڈال رکھی ہے۔ اس وقت سے ہم اس چکر میں سرگرداں ہیں۔ دن رات ہمیں فرصت کا کوئی ایسا لمحہ نہیں ملتا جس میں اپنے خالق و مالک کو یاد کر لیں۔ قرآن مجید میں بار بار اس غلط فہمی کا ازالہ کیا گیا ہے۔ اور یہاں بھی بتایا جا رہا ہے کہ تم رازق نہیں ہو اپنے اہل و عیال کے نہ کسی اور کے۔ رازق رسانی کا بوجھ اپنے اوپر لا کر خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو۔ رازق تو میں ہوں جو تمہارا خالق ہوں۔ میرے قبضہ قدرت میں ہی رازق کے سب خزانے ہیں۔ تمہیں بھی روزی دیتا ہوں اور تمہارے اہل و عیال کو بھی پالتا ہوں۔ تم ان دھندوں میں پھنس کر اپنی عمر برباد نہ کرو بلکہ اپنے انجام کی فکر کرو۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ کسب معاش سے روکا جا رہا ہے۔ نہیں، ایسا نہیں! کسب معاش کا تو اللہ

اور اس کے رسول نے بار بار حکم دیا ہے اور رزق حلال کو فضل خداوندی کہا گیا ہے جو چیز ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ انسان دنیا کمانے میں ایسا کھو جائے کہ حلال و حرام کی تمیز نہ رہے۔ اور نماز و زکوٰۃ کی توفیق سے بھی محروم ہو جائے۔

۲۔ نماز گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

تلاوت کیجئے اس کتاب کی جو آپ کی	أَتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ
طرف وحی کی گئی ہے اور نماز صحیح	الْكِتَابِ وَاقِمِ الصَّلَاةَ
صحیح ادا کرو۔ بے شک نماز بیچائی	إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ
اور گناہ سے روکتی ہے۔ اور اللہ	الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَ
کا ذکر بہت بڑا ہے۔ اور اللہ	لَذِكْرِ اللَّهِ أَكْبَرُ - وَ
تعالیٰ تمہارے اعمال سے واقف	اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ
ہے۔	(العنکبوت، ۴۵)

نماز سے متعلق قرآن کا یہ ارشاد مبینی برحقیقت ہے کیونکہ ذوق و شوق اور خشوع و خضوع سے ادا کی ہوئی نماز گناہوں کے قریب نہیں جانے دیتی اور بے حیائیوں سے اور بدکاریوں سے روکتی ہی نہیں بلکہ متنفر کر دیتی ہے۔ وہ نماز جس کا آغاز بھی غفلت سے ہو اور جس کی انتہا بھی غفلت سے ہو اور بے خبری کی حالت طاری رہی ہو نماز می کو پتہ ہی نہ ہو کہ وہ کہاں کھڑا ہے اور کس کے آگے کھڑا ہے تو اس نے نماز پڑھی سہی لیکن اس نے نماز قائم تو نہ کی جس کا اسے حکم دیا گیا تھا۔ تاہم اس کا اس انداز سے نماز پڑھنا بھی کبھی نہ کبھی اس لذت سے سرشار کر دے گا جو نماز قائم کرنے والوں کے لیے مخصوص ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک انصاری نوجوان کی شکایت کی گئی کہ وہ نماز بھی پڑھتا ہے لیکن گناہ سے باز بھی نہیں آتا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ان صلاته تنهاہ یومًا یہ نماز ایک دن ایک دن اسے ان برائیوں سے روک دے گی۔

چنانچہ چند ہی روز گزرے تھے کہ اس کی حالت یکسر بدل گئی۔ اس نے تمام گناہوں سے سچے دل سے توبہ کر لی۔ یہ سن کر حضور علیہ السلام نے فرمایا:

الم اقل لکم؟ کیا میں نے تمہیں کہا نہ تھا؟

(المنظری، ۲۰۵: ۷)

نماز گناہوں سے کس طرح روکتی ہے؟

یہی بات کہ نماز گناہوں سے کس طرح روکتی ہے؟ تو جو شخص بھی نماز کی نوعیت پر ذرا سا غور کرے گا وہ تسلیم کرے گا کہ انسان کو برائیوں سے بچانے کے لیے جتنے ذرائع بھی ہیں ان سب سے مؤثر نماز ہی ہے۔ اس سے بڑھ کر مؤثر مانع اور کیا ہو سکتا ہے کہ آدمی کو ہر روز دن میں پانچ وقت خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریزی کے لیے بلایا جائے اور اس کے ذہن میں یہ بات تازہ کی جائے کہ تو اس دنیا میں آزاد نہیں ہے بلکہ ایک خدا کا بندہ ہے اور تیرا خدا تیرے تمام احوال سے حتیٰ کہ تیرے ارادوں اور جذبات تک سے واقف ہے اور ایک وقت آنے والا ہے جب تجھے اس کی بارگاہ میں پیش ہو کر اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہوگی۔ نماز انسان کو ایک فہم داری اور فرض شناس بنانے کے علاوہ اس کو عملاً اس بات کی تعلیم بھی دیتی ہے کہ وہ اپنے ہر حال میں اس ذات کے احکام بجالائے۔ جس پر وہ ایمان رکھتا ہے۔



اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو یہ ماننے سے چارہ نہیں کہ نماز ہی دراصل  
برائیوں سے روکنے کا سب سے موثر ذریعہ ہے۔

### ۳۔ نماز غفلت کا علاج ہے

یہ ایک اہل حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ماننے اور اس سے اطاعت و  
بندگی کا عہد کرنے کے بعد بھی آدمی سے اس کی نافرمانی جو سرزد ہوتی ہے تو  
زیادہ تر اس کی وجہ غفلت ہوتی ہے۔ شیطان انسان کی عقل و بصیرت پر غفلت  
و مدہوشی کا پردہ ڈال کر اللہ کی نافرمانی کراتا ہے۔ لیکن جب اللہ کی عظمت و کبریائی  
کی یاد دہانی کے ذریعہ اس غفلت کے پردے کو چاک کر دیا جائے تو خدا ترس  
آدمی سنبھل جاتا ہے اور برائیوں سے اس کا قدم رک جاتا ہے۔ فطرت انسانی کے  
اس کیفیت کو قرآن یوں بیان کرتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ  
طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا  
فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ - وَ  
إِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوهُمْ فِي الْغَيِّ  
ثُمَّ لَا يَقْصِرُونَ -

بلاشبہ وہ لوگ جو صاحب تقویٰ ہیں  
جب شیطانی قوت ان پر حملہ آور ہوتی  
ہے تو وہ بیدار ہو جاتے ہیں اور  
ان کے ساتھی گمراہی میں اس طرح  
ڈوب جاتے ہیں کہ پھر واپس نہیں  
ہوتے۔

(اعراف، ۲۰۱، ۲۰۲)

اور سب سے عمدہ طریقہ یاد دہانی کا نماز ہے اس لیے کہ یہ سراسر یادِ الہی  
کا نام ہے۔ اسی لیے ارشادِ خداوندی ہے:

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي. میری یاد کے لیے نماز قائم کر دو۔  
(طہ)

پھر نماز صرف زبانی یاد ہی نہیں بلکہ قلب اور زبان اور دوسرے تمام اعضاء بھی ایک ترتیب اور تناسب کے ساتھ یادِ الہی میں حصہ لیتے ہیں اور اپنا اپنا وظیفہ کرتے ہیں۔ دل اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی سے لبریز ہو تو زبان اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہوتی ہے۔ سرتا پا سارا جسم ذکر و عبادت اور نیاز مندی کی تصویر بنا ہوا ہوتا ہے۔ کبھی دست بستہ آداب بجالا رہا ہوتا ہے۔ کبھی جھک کر اپنے آقا کو راضی کرنے اور منانے کی فکر میں ہوتا ہے۔ کبھی سجدے میں گر کر اپنی عاجزی، درماندگی، بندگی اور نیاز مندی کا آخری مظاہرہ کرتے ہوئے سر اپنے مالک کے قدموں میں ڈال دیتا ہے اور سجدہ شوق ادا کرتے ہوئے سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر اپنے رب کریم کی بڑائی کا اعلان کر رہا ہوتا ہے۔

جب یہ نیاز مندی کامل ہوگی تو انسان کے ظاہر و باطن پر چوٹ لگے گی جو بیداری کا سبب بنے گی اور پھر جب اس نیاز مندی کا دن رات میں کئی کئی بار مظاہرہ ہوگا تو غفلت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔ بہر حال یہ نماز کی تاثیر تب ہی ظاہر ہو سکتی ہے جب نماز غفلت سے پاک ہو اور جسم، زبان اور دل کا ذکر ہو۔

ذوق باید تا دہد طاعات بر  
مغز باید تا دہد دانہ شجر  
رندگی میں ذوق و محبت ہو تو وہ اثر کرتی ہے جیسا بیج میں مغز ہو تو درخت

(گناہ ہے)

الغرض اگر کوئی شخص نماز کا اہتمام، اس کی تمام شرائط و آداب کے ساتھ کرے تو ممکن ہی نہیں کہ اس کے دل پر غفلت کی میل کچیل رہے۔ نفس انسانی پر نماز کا جو اثر پڑتا ہے اور یہ جس طرح آدمی کو بیدار رکھتی ہے کہ غافل نہیں ہونے دیتی۔ یہ حقیقت خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں سمجھادی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يعقد الشيطان على  
قافية رأس اهدم اذا هو  
نام ثلث عقد يضرب على  
كل عقدة عليه ليل  
طويل فارقد فان استيقظ  
فذكر الله انحلت عقدة  
فان توضع انحلت عقدة  
فان صلى انحلت عقدة  
فاصبح شيطانا طيب  
النفس والا أصبح خبيث  
النفس كسلان -  
(البخاری، کتاب الصلوة)

کہ جب تم میں سے کوئی شخص سو  
جاتا ہے تو شیطان اس کے سر کے  
پچھلے حصے میں تین گرہیں لگا دیتا ہے  
اور ہر گرہ پر یہ پھونک مار دیتا  
ہے کہ ابھی بڑی رات پڑی ہے،  
سوتے رہو۔ پھر اگر وہ شخص جاگ  
جاتا ہے اور اللہ کو یاد کرتا تو ایک  
گرہ کھل جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر  
وضو کر ڈالتا ہے تو دوسری گرہ کھل  
جاتی ہے اور وہ اگر نماز ادا کر لیتا ہے  
تو ساری گرہیں کھل جاتی ہیں۔ اور وہ  
بالکل ہشاش بشاش اور چاق و چوبند  
جاتا ہے ورنہ بالکل پژمردہ اور سست  
و غافل رہتا ہے۔

۴ نماز گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے

نماز خود ایک عظیم نیکی ہونے کے علاوہ ان برائیوں کے اثرات کے ازالے  
کا کام بھی دیتی ہے جو انسان سے وقتاً فوقتاً صادر ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ نماز میں اللہ  
کی عظمت اور کبریائی کا غفلت سوز تصور اور اس کے قہر و جلال کا بار بار خیال اور

اور دھیان اور اس سے پیدا ہونے والا سوز و گداز اور توبہ استغفار اس گناہ کے داغ تک مٹادیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو گناہوں سے صفائی اور ان سے معافی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے دریافت فرمایا:

ارأیتم لو ان تھرباب  
احدکم یغتسل فیہ کل یوم  
خمسا هل یبقی من دونہ  
شیئ قالوا یبقی من دونہ  
شیئ قال فذلک مثل الصلوات  
الخمیس یمحو اللہ بہن  
الخطایا۔ (بخاری حدیث ۵۳۸)

اے صحابہ اگر کسی آدمی کے گھر کے سامنے سے نہر گزرتی ہو اور وہ شخص ہر روز اس میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس پر کوئی میل باقی رہے گی؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو بالکل پاک ہو جائے گا۔ اس کے جسم پر میل کا نشان تک باقی نہیں رہے گا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اسی طرح جو آدمی دن میں پانچ دفعہ نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ بالکل باقی نہیں رہتے۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ:

ان النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم خرج زمن الشتاء  
والورق یتھافت فاخذ  
بعض من شجرة قال فجعل  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن موسم خزاں میں باہر نکلے درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے۔ آپ نے ایک درخت کی ٹہنیوں کو پکڑا اور

ذَلِكَ الْوَرَقِ يَتَهافت قَالَ  
 فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبِيدُ  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْعَبْدُ  
 الْمُسْلِمُ لِيُصَلِّيَ الصَّلَاةَ يَرِيدُهَا  
 وَحِبَّةُ اللَّهِ فَتَهافت عَنْهُ ذُو بَه  
 لِمَا تَهافت هَذَا الْوَرَقِ عَنْ  
 هَذِهِ الشَّجَرَةِ -

(مسند احمد، ۵: ۱۷۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک دریا پر ہوا۔ آپ نے ایک نورانی چمکدار  
 پرندہ دیکھا وہ کیچڑ میں گرا اور لتھڑ گیا۔ پھر پانی میں کود گیا اور اس کا بدن پہلے کی  
 طرح صاف شفاف ہو گیا۔ غرض اس پرندے نے پانچ مرتبہ ایسا ہی کیا۔ حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام کو اس پرندے کے عمل پر بڑا تعجب ہوا اور آپ سوچنے لگے کہ یہ کیا  
 معاملہ ہے؟ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا اے عیسیٰ  
 یہ پرندہ امت محمدیہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازی بندے کی طرح ہے اور کیچڑ اس  
 کے گناہوں اور دریا پانچ نمازوں کی مثل ہے تو جس نے پنجوقتہ نمازیں ادا کیں۔  
 گناہوں سے ایسا ہی پاک ہو جائے گا جیسا پانی میں غسل کرنے کے بعد یہ پرندہ پاک  
 ہو گیا۔

حضور کی تمام امت کے لیے خوشخبری

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسالت مآب

صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا ہے۔ آپ اس کی سزا دے کر مجھے پاک کر دیں حضور علیہ السلام خاموش بیٹھے رہے۔ اچانک وہی نازل ہوئی اور جبرائیل امین یہ آیت لکے نازل ہوئے۔

أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِ  
النَّهَارِ وَ زُلْفًا مِنْ  
اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ  
يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ .

دن کے دونوں اطراف اور رات کے کچھ حصہ میں نمازیں پڑھو بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔  
اس آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ صرف میرے لیے ہی ہے یا تمام کے لیے؟  
آپ نے فرمایا:

لجميع أمتي كلهم  
یہ خوشخبری میری ساری امت کے لئے ہے۔

نماز اعلیٰ درجہ کی عبادت اور قرب خداوندی کا بلند ترین ذریعہ ہونے کے ساتھ ساتھ تمام گناہوں اور گندگیوں کی تطہیر کا ذریعہ بھی ہے۔

۵۔ نماز آتشِ معصیت کو ٹھنڈا کر دیتی ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

ان لله ملاکینادی  
عنها کل صلوة یا بنی آدم  
قوموا الی نیرانکم او قدموها  
فأطفئوها  
ہر نماز کے وقت اللہ کا ایک فرشتہ  
سنادی کرتا ہے اسے اولاد آدم  
جو آگ تم نے بھڑکائی ہے اسے بجھانے  
کے لیے اٹھو۔

مطلب یہ ہے کہ دو نمازوں کے درمیانی وقفے میں چھوٹی بڑھی بہت سی غلطیاں دوسری دنیا میں جہنم کی آگ کی شکل اختیار کریں گی تو فرشتہ یہ کہتا ہے کہ جو آگ تم نے بھڑکائی ہے اسے بجھانے کے لیے مسجد میں آؤ، نماز پڑھو، توبہ و استغفار کرو۔ توبہ و استغفار کے پانی سے یہ آگ بجھتی ہے۔

نمازی کو ہی روزِ قیامت سجدہ ریزی نصیب ہوگی

جو آدمی دنیا میں اپنے رب غفور کی بارگاہِ اقدس میں سجدہ ریزی اختیار کرتا ہے۔ روزِ قیامت اسی کو اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریزی نصیب ہوگی اور دنیا میں سجدہ ریزی اختیار کرنے والے کو قیامت کے دن سجدہ کی توفیق نصیب نہیں ہوگی اسی منظر کو سورۃ القلم میں یوں بیان فرمایا گیا ہے۔

یَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعُونَ	اس دن رب العزت کی ایک خاص
إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ	تجلی (تجلی ساق) ظاہر ہوگی اور لوگوں
خَاشِعَةً الْبُصَارُهُمْ تَرَاهُمْ	کو سجدہ ریز ہو جانے کو کہا جائیگا۔
ذَلَّةً وَقَدْ كَانُوا يُدْعُونَ إِلَى	توبہ کافر سجدہ نہ کر سکیں گے۔ انکی آنکھیں
السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ	جھکی اور ان پر ذلت چھائی ہوگی۔ حالانکہ
	جب وہ صحیح تھے اسوقت بھی انہیں سجدہ کی طرف بلا یا جاتا تھا۔

القلم: ۲۲، ۲۳

نماز سے مشکلات پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں

یہاں یہ بات بھی پلے باندھ لیں کہ جب بندہ کو کسی قسم کی کوئی پریشانی لاحق ہو تو اسے اپنے خالق و مالک اور رحمن و رحیم رب کی بارگاہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے تاکہ وہ بندے کی اس پریشانی مصیبت کو ٹال دے۔ قرآن پاک نے دو ٹوک انداز میں فرما دیا ہے۔

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

آگاہ رہو اللہ کی یاد سے ہی دلوں کو

اطمینان ہوتا ہے۔

یعنی اس کی یاد سے پریشانیاں اور مصیبتیں ٹل جاتی ہے اور دلوں کو راحت و سکون میسر آجاتا ہے۔

اور یاد الہی کی اعلیٰ ترین صورت نماز ہے خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

اقِمِ الصَّلَاةَ لِيذَكَّرَ . میری یاد کے لیے صحیح صحیح نماز ادا کرو۔

ہر حال میں اہل ایمان کو صبر اور نماز کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا :

اے اہل ایمان زندگی کی مشکلات

میں صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو،

بلاشبہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے

ساتھ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ .

(البقرہ ، ۱۵۳)

## پریشانی کے وقت حضور کا معمول

حضور علیہ السلام کی سیرت میں یہ معمول بھی ہے کہ جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو آپ فی الفور نماز اور سجدہ ریزی کی طرف رجوع کرتے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آپ کا یہی معمول ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں :

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی

عقب ما وسلم اذا حزبه امر

فزع الى الصلاة .

کرتے۔

(البوداؤد)



مَنْ اتَّيَّرَ اِنَّا پاپی ہے۔ برسوں نمازی بن نہ سکا

مسلمان اور نماز جو کبھی لازم و ملزوم تھے اب اجنبی ہو گئے ہیں۔ ہمارے معاشرے کی اکثریت بے نماز ہے اس کی جبینِ نیاز اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں کبھی نہیں جھکتی۔ اور کچھ لوگ اگر اللہ کی توفیق سے نمازی ہیں تو ان کی نماز کی کیفیت یہ ہے: صفیں کج دل پریشاں سجدے بے ذوق کہ جذبِ اندر دل باقی نہیں ہے اسلام نے جو نماز کی اقامت کا حکم دیا تھا اس سے غافل ہیں۔ اسی لیے ان کا آن تو نمازی بنتا ہے مگر من بے نماز ہی رہتا ہے۔

ہمیں کونسی نماز کا حکم ہے

آئیے ہم قرآن و سنت کی روشنی میں دیکھیں کہ اسلام ہم سے کونسی نماز کا تقاضا کرتا ہے تاکہ نماز واقعہٴ مومن کی معراج بن جائے۔ ہر صاحب فہم شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نماز کی اقامت کا حکم دیا ہے۔ چند مقامات قرآنی ملاحظہ ہوں:

۱۔ سورۃ عنکبوت میں نماز کے بارے میں فرمایا:

اَتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ  
الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ  
مِنْ

(العنکبوت، ۲۵)

۲۔ سورۃ نور میں نماز و زکوٰۃ اور اطاعتِ رسول کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ  
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ  
نماز صحیح صحیح ادا کرو، زکوٰۃ دو، رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(النور، ۵۴)

۳۔ متقین کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:  
 الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ  
 وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا  
 رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ .

وہ لوگ غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور  
 نماز صحیح صحیح ادا کرتے ہیں اور اللہ  
 کے عطا کردہ رزق میں سے خرچ کرتے

ہیں ۔

(البقرہ ، ۳)

## اقامتِ نماز کا معنی

اقامتِ نماز سے مراد یہ ہے کہ نماز کو اس کے ظاہری و باطنی آداب اور حقوق و شرائط کے ساتھ صحیح صحیح ادا کیا جائے۔ اگر آدمی ان حقوق و شرائط سے غافل ہو کر نماز ادا کرے تو یہ نماز پڑھنا تو ہے مگر قائم کرنا نہیں۔ ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اقامتِ صلوٰۃ کا معنی ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

تمام الركوع والسجود  
 والتلاوة والخشوع و  
 الاقبال علیہا۔  
 (تفسیر ابن جریر)

امام خازن د یقیمون الصلوٰۃ کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں  
 یعنی وہ نماز کے ارکان و حدود کے  
 ساتھ اس کے اوقات میں محافظت  
 کرتے ہیں اور اسے اس سے بھی  
 محفوظ رکھتے ہیں کہ کہیں اس کے  
 ای یاد اومون علیہا فی  
 مواقیہا بحدودہا  
 و اتمام ارکانہا و حفظہا  
 من ان یقع فیہا خلل فی

فرائض، سنن اور آداب میں کوئی  
خلل واقع نہ ہو۔

فرائضها و سننها و  
آدابها (باب التاویل، ۱: ۲۴)

# قرآن اور نماز کے حقوق و شرائط

قرآن نے اقامتِ نماز کے حقوق و شرائط پر بھی تفصیلی روشنی عطا کی ہے:

## ۱۔ ظاہری و باطنی طہارت

آدابِ نماز میں سے یہ ہے کہ نماز ادا کرنے سے پہلے انسان اپنے آپ کو ظاہری و باطنی غلاظت دنا پاکی سے پاک و صاف کرے کیونکہ نماز سب سے اعلیٰ پاکیزہ بارگاہ کی حاضری ہے۔

اے اہل ایمان جب تم نماز کا ارادہ کرو	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ
تو اپنے چہرے کو اور ہاتھوں کو کہنیوں	إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ
تک دھولو، سر کا مسح کرو اور پاؤں	وَ أَيْدِيكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَ مَسحُوا
کو ٹخنوں تک دھولو۔	بُرُوسِكُمْ وَ أَرْجُلَكُمْ إِلَى
	الكَعْبَيْنِ۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

اس شخص نے فلاح پائی جس نے پاکیزگی	قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى وَ ذَكَرُ
حاصل کر لی اور اپنے رب کا نام جپا اور	اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى۔
نماز پڑھی۔	(الاعلیٰ، ۱۲)

جسم و نفس کی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ جبکہ اور لباس کا پاک ہونا بھی شرط ہے۔

## ۲۔ ریا کاری سے پاکیزگی

نماز فقط اپنے رب کریم سے تعلق قائم کرنے، راضی کرنے اور اس کی بندگی کے اظہار کے لیے ادا کی جائے۔ اس میں ہرگز ہرگز کسی اور کی رضا جوئی یا دکھلاوا شامل نہ ہو۔ اگر اس میں ریا کاری ہوئی تو یہ منافق کی نماز تو ہو سکتی ہے مسلمان کی نہیں

منافقین کے بارے میں فرمایا:

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ

بلاشبہ منافقین اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے

اللَّهُ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا

کی کوشش کرتے ہیں اور وہ انہیں

أَقَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا

دھوکہ کی سزا دے گا اور وہ نماز کی

كُسَالَى يُرَاءُونَ النَّاسَ

طرف کاہلی میں کھڑے ہوتے ہیں اور

لوگوں پر دکھاوا کرتے ہیں۔

(النساء ۱۴۲)

دوسرے مقام پر فرمایا: جہنم ان نمازیوں کے لیے ہے:

الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ

جو دکھاوا کرتے ہیں

(الماعون ۶)

## ۳۔ اوقات مقررہ میں نماز ادا کرنا

نماز کو اوقات مقررہ سے مؤخر نہ کیا جائے۔ جیسے ہی نماز کا وقت آجائے تو باقی تمام کاموں پر نماز کو فوقیت دی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے:

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى

بلاشبہ نماز اہل ایمان پر وقت مقررہ

الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا

پر فرض کی گئی ہے۔

(النساء ۱۰۳)

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا: یہ منافق کی نماز ہے یہ منافق کی نماز ہے، یہ منافق کی نماز ہے " صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کس کی نماز ہے؟ فرمایا:

یجلس یرقب الشمس حتی  
اذا كانت بین قرنی الشیطان  
قام فنقر اربعاً لا یذکر اللہ  
فیہا الا قلیلاً .

جو شخص بیٹھ کر سورج کا انتظار کرے  
حتیٰ کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں  
کے درمیان ہو جاتا ہے تو وہ اٹھ کر  
دو چار ڈھونگے مار لیتا ہے اور اس  
میں بہت ہی کم ذکر الہی کرتا ہے۔

۴۔ نماز کی محافظت

بہر حال میں نماز ادا کی جائے خواہ سفر ہو یا حضر، خواہ حالت جنگ ہو یا حالت امن کسی صورت نماز چھٹنے نہ پائے۔ ارشاد فرمایا:

حَافِظُوا عَلَی الصَّلَوَاتِ وَ  
الصَّلَاةِ الْوَسْطَى وَ قَوْمُوا  
لِللّٰهِ قَانِتِیْنَ فَاِنْ خِفْتُمْ  
فَرِحَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَا  
اٰمَنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا  
كُنْتُمْ اَلْبِقَرَةُ ۲۳۸۱ ۲۳۹۰

نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً  
درمیانی نماز کی اور اللہ کے حضور عاجز  
بن کر کھڑے ہو کرو اور اگر تمہیں  
خوف ہو تو پیدل یا سوار ہو کر نماز ادا  
کرو اور جب امن ہو جائے تو اللہ کی  
تعلیم کے مطابق نماز ادا کرو۔

دوسرے مقام پر کامیاب اہل ایمان کے بارے میں فرمایا:

وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوَاتِهِمْ  
يَحَافِظُوْنَ ۙ الْمُؤْمِنُونَ ۙ ۱۹

اور وہ اپنی نمازوں کی محافظت  
کرتے ہیں۔

تیسرے مقام پر فرمایا :

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ  
يُحَافِظُونَ . (المعارج ۲۲۰)

اور وہ لوگ ایسے ہیں جو اپنی نمازوں  
پر محافظت کرتے ہیں۔  
یعنی جب تک ہوش ہے اور جان میں جان ہے اپنے مولیٰ کی بارگاہِ اقدس میں  
جس میں نیاز جھکاتا رہے۔

### ۵۔ نماز پر مداومت

قرآن نے یہ بھی بتایا ہے کہ نماز دائمی ہونی چاہیے یہ نہیں کہ بعض اوقات  
پڑھ لی اور بعض اوقات ترک کر دی۔ لوگوں کے سامنے ادا کر لی مگر خلوت میں نماز زیاد  
ہی نہ رہی۔

سورۃ المعارج میں انسان کے بارے میں فرمایا جب اسے تکلیف پہنچتی ہے  
تو جزع فرزع کرتا ہے مگر جب خوشی و دولت آئے تو بخل کرتا ہے۔

إِلَّا الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ  
عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ

ماسوائے ان نمازیوں کے جو اپنی نماز  
پر مداومت اختیار کر لیتے ہیں۔

(المعارج ، ۲۲ - ۲۳)

اسلاف کا نماز پر مداومت و محافظت کا یہ عالم تھا کہ شہادت کے وقت ایک  
ہی خواہش ہوتی کہ اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریزی نصیب ہو۔

### ۶۔ حقیقت نماز سے غافل نہ ہونا

نماز کا حق یہ بھی ہے کہ اس کی اصل حقیقت سامنے رہے کہ یہ بارگاہِ خداوندی  
میں حاضری ہے۔ یہ رب کریم سے ایک بندے کی مناجات ہے۔ اس کے ذریعے

اپنے رب سے کیے ہوئے وعدوں کی تجدید ہوتی ہے۔ میرا رب ہر حال میں مجھے دیکھتا ہے۔ جیسے نماز میں اس کی بارگاہ میں حاضر ہوں نماز سے باہر بھی حاضر ہوں گا جس طرح نماز میں تن من اس کی بارگاہ میں جھکا رہا ہوں۔ نماز سے باہر بھی ہر حال میں اس کا رہوں گا۔ اس طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا :

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ  
وہیل ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی  
ہم عن صلاتهم ساهون  
نمازوں سے غافل ہیں۔

(الماعون، ۵)

جو لوگ حقیقت نماز سے آگاہ ہو جاتے ہیں، انہیں پھر کوئی قوت نماز سے دور نہیں لے جاسکتی۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا :

رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ  
کچھ مرد ایسے ہیں جنہیں تجارت اور  
وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَ  
خرید و فروخت اللہ کی یاد، اقامت  
إِقَامِ الصَّلَاةِ وَ آيَتِهِ  
نماز اور ادائیگی زکوٰۃ سے غافل  
الزَّكَاةِ۔ (النور، ۲۷)

۷۔ نماز ذوق و شوق سے ادا کرنا

نماز کا نہایت ہی ضروری اور اہم حق یہ بھی ہے کہ اسے اپنے رب سے محبت کے اظہار کے طور پر خوب ذوق و شوق سے ادا کیا جائے نہ تو اسے بوجھ سمجھ کر ادا کیا جائے اور نہ ہی اس میں غفلت و سستی ہو کیونکہ بے ذوق نماز کو قرآن نے منافقین کی نماز قرار دیتے ہوئے فرمایا :

وَ إِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ  
اور جب منافقین نماز کے لیے اٹھتے  
قَامُوا كَسَالَى (النساء، ۱۱۲)

ہیں تو الگساتے ہوئے مارے باندھے



دوسرے مقام پر فرمایا:

وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كَسَالَى - (التوبہ، ۵۴) آتے ہیں۔

یعنی وہ دلی ذوق و شوق سے نماز ادا نہیں کرتے بلکہ محض دکھاوے کے لیے سستی و کاہلی میں نماز پڑھتے ہیں۔ رہے اہل ایمان تو انہیں جو سکون نماز میں میسر آتا ہے وہ کہیں نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جعلت قرۃ عینی فی

نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک

الصَّلَاةَ - یعنی دلی سکون کا ذریعہ ہے۔

بلکہ جب نماز کا وقت شروع ہوتا تو بلالؓ سے فرماتے:

یا بلال ارحنا بالصلاة

اے بلال اذان دے کر ہمارے

لئے راحت و سکون کا انتظام کرو۔

ابوداؤد کے الفاظ ہیں:

فاقم الصلوة یا بلال

اے بلال نماز کا انتظام کرو تاکہ ہم

تاکہ ہم سکون و راحت حاصل کریں۔

## ۸۔ نماز میں حضور قلب، خشوع و خضوع کا ہونا

مذکورہ حق ہی کی طرح نماز کا نہایت اہم اور ضروری حق حضور قلب اور خشوع و خضوع بھی ہے۔ جہاں نماز میں محبت و ذوق کا مظاہرہ ہو وہاں نماز کے ظاہر و باطن پر خشیت الہی کا طاری ہونا روح نماز کے حصول کے لیے ضروری ہے بغیر خشوع و خضوع نماز اپنے حقیقی اثرات کھو بیٹھتی ہے۔ قرآن نے انہیں اہل ایمان کو کامیاب قرار دیا ہے جو نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔

## خشوع و خضوع کا مفہوم

ہر شے کی ایک ظاہری صورت ہوتی ہے اور ایک باطنی حقیقت۔ نماز کی بھی ایک ظاہری صورت ہے اور ایک اس کی باطنی حقیقت جس کے بغیر نماز بے جان اور لاشیٰ ہے جس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ نماز کی اس حقیقت کا نام قرآن وحدیث کی زبان میں "خشوع" ہے۔

لفظ "خشوع" کا معنی

لفظ خشوع کا معنی اطاعت و عاجزی، دب جانا، جھکنا اور عجز و انکسار کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کیفیت کا تعلق دل اور جسم دونوں سے ہے۔ خشوع کی کیفیت پہلے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور پھر اس کا اظہار اس کی جسمانی حرکات سے ہوتا ہے۔

دل کا خشوع یہ ہے کہ بندے کا دل رب ذوالجلال کی عظمت و کبریائی اور اس کی ہیبت و جلال سے مرعوب ہو اور اپنے منعم حقیقی کی بے پایاں بخششوں اور احسانات کے شکر یہ میں مصروف ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنی عجز و انکساری اور بے چارگی کا اعتراف کر رہا ہو۔

جسم کا خشوع یہ ہے کہ اس مقدس بارگاہ میں کھڑے ہوتے ہی سر جھک جائے، نگاہ نیچی ہو جائے، آواز نپست، جسم پر کپکپی اور لرزہ طاری ہو جائے۔

ان تمام آثارِ بندگی کو اپنے جسم پر طاری کرنے کے بعد اپنی حرکات و سکنات میں ادب و احترام کا خیال رکھے۔

معنی خشوع کے بارے میں مختلف اقوال

لفظ خشوع کی تفسیر میں درج ذیل اقوال ہیں :

- ۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خاشعون کا ترجمہ کیا ہے:  
المخبتون اذلاء۔ اپنے آپ کو حقیر و ذلیل سمجھنے والے۔
- ۲- امام حسن بصری اس کا ترجمہ خائفون (ڈرنے والے) کرتے ہیں۔
- ۳- حضرت مقاتل نے اس کا ترجمہ متواضعون (تواضع کرنے والے) کیا ہے۔

۴- حضرت مجاہد نے خشوع کا معنی کیا ہے :

غض البصر و خفض الصوت۔  
نگاہوں کا جھکنا اور آواز کا نپت ہونا۔

۵ حضرت عمرو بن دینار سے منقول ہے :

هو السكون وحسن الهيئة في الصلاة۔  
نماز کو چپ سکون اور احسن انداز میں ادا کرنا۔

۶- امام ابن سیرین کی یہ رائے ہے :

ان لا ترفع بصرک عن موضع سجودک۔  
سجدہ کی جگہ سے نگاہوں کا نہٹانا۔

۷- شیخ ابوبکر الواسطی کہتے ہیں :

هو الصلوة لله تعالى على نماز کو فقط اپنے اللہ کی رضا کے

المخلوص من غير عوض  
لمی ادا کرنا۔ اس میں کسی عوض کی  
خواہش نہ ہو۔

۸۔ ایک قول یہ بھی ہے :

هو جمع المهمة لها و  
الأعراض مما سواها و  
التدبر فيما يجرى على  
لسانه من القراءة والذكر  
توجہ کو کامل طور دوسروں سے ہٹا  
کر نماز کی طرف لگانا اور زبان پر جاری  
قرأت و ذکر میں تدبر کرنا۔

۹۔ حضرت ابوالدرداء کہتے ہیں کہ نمازی کے اندر جب یہ چار صفات پائی جائیں  
تو وہ صاحب خشوع ہوتا ہے :

اعظام المقام و اخلاص  
المقال و اليقين التمام  
و جمع الهم۔  
بارگاہِ خداوندی کو عظیم جاننا، قرأت  
میں اخلاص، کامل یقین اور کامل توجہ  
کے ساتھ ادا کرنا۔

(المنظریؒ)

۱۰۔ امام ابوبکر الحبصاں فرماتے ہیں کہ ان تمام معانی میں تضاد نہیں بلکہ خشوع ان  
تمام کو شامل ہے۔

المخشوع فينتظم هذه المعاني  
كلها من السكون في الصلاة  
والتذلل وترك الالتفات  
والمحركة والخوف من الله  
خشوع ان تمام معانی کو شامل ہے۔  
مثلاً نماز میں سکون و عاجزی اختیار  
کرنا حرکت و التفات کا ترک کرنا اور  
اللہ تعالیٰ کا خوف ذہن میں رکھنا۔

تعالیٰ۔ (احکام القرآن ۵: ۹۱)

۱۱۔ اس مذکورہ قول کی طرح حضرت سہل بن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآنی

آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ مومن کے بال بال میں جب تک خشوع نہ ہو وہ خاشع قرار نہیں پاتا۔

لا یكون خاشعاً حتى تخشع  
كل شعرة على جسده لقول  
الله تبارک و تعالیٰ "تخشع  
منه جلود الذین یخشون  
ربهم۔

جب تک بال بال میں خشوع نہ ہو آدمی  
خشوع کرنے والا نہیں کہلاتا۔ اللہ  
تعالیٰ کا ارشاد ہے:

رب کے خوف کی وجہ سے ان کے جسم

لڑاٹھتے ہیں۔

الغرض نماز میں خشوع سے مراد یہی ہے کہ دل خوف و شوقِ الہی میں تڑپ  
رہا ہو، ماسوا اللہ سے فارغ ہو۔ اعضاء و جوارح پُر سکون ہوں۔ پوری نماز میں جسم کعبہ  
کی طرف اور دل رب کعبہ کی طرف ہو۔

## قرآن اور خشوع و خضوع

مومن کی صفت صرف نمازی ہونا ہی نہیں بلکہ اپنی نماز میں خشوع اختیار کرنا  
بھی ہے جو نماز کا مغز ہے۔ اور اس کے بغیر اقامتِ نماز کا تصور ہی ممکن نہیں۔

۱۔ سورہ مومنون کی ابتدائی آیات میں کامیاب مومن کی جو عملی صفات قرآن مجید

نے بیان کی ہیں ان میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ:

الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ

دکامیاب ہیں، وہ اپنی نمازوں میں

خاشعون (المومنون، ۲۰)

خشوع کرنے والے

۲۔ سورہ بقرہ میں لاشاد ہوتا ہے:

وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى

خشوع کرنے والوں پر نماز کی ادائیگی

الْخَاشِعِينَ۔ (البقرہ، ۲۵)

دشوار نہیں ہوتی۔

۲۔ نماز کی حفاظت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا :  
 وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ۔  
 اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ  
 کھڑے ہوا کرو۔ (البقرہ، ۲۳۸)

### احادیث نبویہ اور نماز میں خشوع

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں خشوع و خضوع کی اہمیت کو نہایت ہی احسن انداز میں متعدد دفعہ بیان فرمایا۔ ان میں چند ارشاداتِ عالیہ ملاحظہ کیجئے!

### نماز سر اپا خشوع ہے

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز دو دو رکعات ہے، ہر دو رکعات کے بعد تشهد ہے۔  
 وَتَخْتَمُ وَتَضَعُ وَتَمْسُكُنْ اور یہ سر اپا خشوع، تضرع اور  
 عاجزی کا نام ہے۔ (بخاری، ۱۱: ۲۳۳)

### نمازی کی منقرت اور بخشش

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر دو رکعتیں ادا کیں،

يُحْسِنُ فِيهِنَّ الرُّكُوعَ وَ  
 الْحِشْوَةَ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ اللَّهَ۔  
 اور ان میں رکوع و خشوع کرتے  
 ہوئے اپنے رب سے معافی مانگ  
 لی تو اسے معافی مل جائے گی۔  
 غفرلہ۔ (الرحمة المهداة، ۴۵)

## خشوع والی نماز ماقبل گناہوں کی بخشش کا سبب بنتی ہے

امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا، جو شخص فرض نماز ادا کرنے کے لیے آیا،

فیحسن وضوءها و خشوعها اور اس نے اچھی طرح وضو کیا پھر

و رکوعها الا كانت له كفارة خشوع و رکوع خوب کیا تو اس سے

لما قبلها من الذنوب ما لم کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے

تؤت کبیرة۔ جائیں گے بشرطیکہ اس نے کسی کبیرہ

گناہ کا ارتکاب نہ کیا ہو۔ (المسلم، ۲۲۸)

## حضورِ قلب والی نماز سے نمازی ایسے ہو جاتا ہے جیسے آج پیدا ہوا ہے

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قیام کیا، نماز ادا کی، اپنے رب کی حمد و ثنا کی اور اس کے لائق اس کی شان و بزرگی بیان کی۔

و فرغ قلبه لله تعالى النصف اور دل کو فقط اپنے مولا کے لئے خالی

من خطیئته کیوم ولدته امه کر دیا تو وہ گناہوں سے اس طرح صفا

ہو جائے گا جیسے اسے ماں نے آج (المسلم، ۸۳۲)

جنا ہے۔

## حضورِ قلب والا نمازی ہی مومن ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

علم الاسلام الصلاة فمن  
فرغ لها قلبه وحافظ عليها  
بعدها ووقتها وسنتها  
فهو مؤمن - (کنز العمال، ۶: ۲۶۹)

اسلام کا علم نماز ہے تو جس نے نماز  
کے لیے دل خالی کر لیا اور نماز کے  
آداب و سنن کا لحاظ رکھا وہ مؤمن  
ہے۔

بغیر خشوع نماز، نمازی کے منہ پر دے ماری جاتی ہے

جو نماز حضور قلب اور خشوع و خضوع سے ادا نہ کی جائے اس کی قبولیت کی  
امید بٹ ہے بلکہ ایسی نماز تو نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی  
اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نمازی کے دائیں بائیں  
فرشتے ہوتے ہیں

فان اتما عرجا بها فان لم  
یتما ضوبا بها وجهه  
رفیض القدیر، ۵: ۵۰۰

اگر نماز کامل ادا ہو تو وہا سے اوپر لے  
جاتے ہیں اور اگر صحیح طرح ادا نہ کی ہو  
تو وہ نماز کو نمازی کے منہ پر دے  
مارتے ہیں۔

جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا خدا تجھے ضائع کرے

بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے:

ان الصلاة تدعو علی من  
یصلیها بدران الخشوع و  
لیقول ضیعك الله كما ضیعنی

بغیر خشوع و خضوع نماز ادا کر توالے  
کے خلاف نماز یہ دعا کرتی ہے اللہ تجھے  
اسی طرح ضائع فرمائے جس طرح تو



این الخاشعون فی الصلوة، ۱۵۶

نے مجھے ضائع کیا ہے۔

ایک مقام پر بڑی تفصیل کے ساتھ اسی بات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

من صلی الصلوة لوقتھا

بندہ جب خشوع و خضوع اور

واسبغ لھا وضوءھا و

تعدیل ارکان کے ساتھ نماز ادا کر کے

اتم لھا قیامھا و خشوعھا

فارغ ہوتا ہے تو نماز و بارگاہِ خداوندی

ورکوعھا و سجودھا خیرت

میں پیش کرنے کے لیے، اوپر اٹھائی

وہی بیضاء سفرة تقول

جاتی ہے تو یہ ایک نور کی شکل میں اوپر

حفظک اللہ کما حفظنی و

جاتی ہے اور کہتی ہے اے بندے

من صلاھا بغیر وقتھا و

جیسے تو نے میری محافظت کی اسی طرح

لم یسبغ لھا وضوئھا و

اللہ تعالیٰ تجھے محفوظ رکھے لیکن جس نے

لم یتیم لھا خشوعھا ولا

وقت پر نماز نہ پڑھی نہ وضو صحیح کیا اور

رکوعھا ولا سجودھا خیرت

اپنے رکوع و سجود کو خشوع سے

وہی سوداء مظلمة تقول

آراستہ نہ کیا اس کی نماز سیاہ شکل میں

ضیعک اللہ کما ضیعتنی

اوپر جاتی ہے اور کہتی ہے کہ جب تو نے

حتی اذا کانت حیث شاء

مجھے خراب کیا اللہ تعالیٰ تجھے بھی برباد

اللہ لفت کما یلف الثوب

کرے یہاں تک کہ اسے (نماز کو)

المخلوق ثم ضرب بہا وجہہ

پرانے کپڑے کی طرح پھینک کر اسے

(احیاء علوم الدین، ۱، ۱۷۶)

نماز کی منہ پر مار دیا جاتا ہے۔

نمازیوں کی نماز میں زمین و آسمان کا فرق

رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خشوع اور بغیر خشوع کے ادا

کی جانے والی نماز میں فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا میرے دو امتی نماز پڑھیں گے  
ان کا رکوع و سجد ایک جیسا ہوگا مگر  
ان ما بین صلا تھما بین  
السماء والارض۔  
ان دونوں کی نماز میں زمین و آسمان  
جتنا فرق ہوگا۔

(احیاء علوم الدین، ۱: ۱۷۶)

### بغیر خشوع نماز پر اللہ نظرِ رحمت نہیں فرماتا

بغیر خشوع و حضورِ قلب نماز مقبول ہونا تو کجا ایسی نماز پر اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت  
ہی نہیں فرماتے۔ حضرت طلق بن علی الحنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا ينظر الله عز وجل الى	اللہ بزرگ و برتر اس آدمی کی نماز پر
صلاة عبد لا يقیم فیها	نظرِ رحمت نہیں فرماتا جس کی پشت
صلبه بین خشوعها و	خشوع و سجد کے درمیان سیدھی
سجودها۔ مشکوٰۃ المصابیح،	نہ ہو۔
باب السجود،	

### خشوع والے نمازی کے ساتھ اللہ کا عہد

حضرت عبد اللہ الصناجی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں  
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ  
نمازیں نوافل فرمائی ہیں،

من احسن وضوءهين و جس نے اچھی طرح وضو کیا اور

صلاھن بوقتھن واتو  
 رکوعھن و خشوعھن  
 کان لہ علی اللہ عہد  
 ان یغفرلہ۔  
 یہ نمازیں اپنے وقت پر ادا کرتے ہوئے  
 ان میں رکوع و خشوع کامل طور پر کیا  
 اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے معاف  
 فرمادے گا۔

اور جس نے ایسا نہ کیا اس کے بارے میں اللہ کا کوئی عہد نہیں چاہے تو قبول فرمادے  
 چاہے عذاب دے۔  
 (ابورادہ، باب المحافظة علی الصلوٰۃ)

### خشوع کا مرکز دل ہے

یہاں یہ بات ذہن نشین کر لینا نہایت ہی ضروری ہے کہ خشوع اگرچہ دل  
 اور اعضاء جسم دونوں کو عارض ہوتا ہے مگر اس کا مرکز دل ہے۔ جتنا جتنا خشوع  
 دل میں ہوگا اسی قدر اس کا اثر اعضاء و جوارح پر ہوگا۔ اور اسلام کا تقاضا بھی یہی  
 خشوع ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نوجوان کو بہت زیادہ سر جھکائے  
 ہوئے دیکھا تو فرمایا سر ادا پر کرو۔

فان الخشوع لا یزید علی  
 ما فی القلب۔  
 کیونکہ خشوع دل میں جتنا ہوتا ہے  
 اس کی مقدار اظہار ہونا چاہیے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کافرمان ہے:

الخشوع فی القلب  
 خشوع کا مرکز دل ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن ۱: ۳۷۵)

یہی وجہ ہے کہ اگر دل خشوع و خضوع سے خالی ہو اور انسان بتکلف اپنے  
 ظاہری اعضاء پر خشوع طاری کر لے تو یہ پسندیدہ نہیں بلکہ اسے خشوع نفاق سے تعبیر

کیا گیا ہے۔

## خشوعِ نفاق سے پناہ مانگو

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا، اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرو کہ وہ ہمیں خشوعِ نفاق سے محفوظ رکھے۔ انہوں نے عرض کیا:

وما خشوع النفاق؟ خشوع نفاق کے کہتے ہیں؟

فرمایا:

ان تروی الجسد خاشعاً و  
القلب لیس بجاشع۔

ظاہری جسم میں خشوع ہو مگر دل  
خشوع سے خالی ہو۔

(الدر المنثور، ۵: ۳)

## ہر عمل میں رضائے الہی حضورِ قلب کے بغیر حاصل نہیں ہوتی

اسلام نے تو یہاں تک واضح کر دیا ہے کہ نماز ہی نہیں بلکہ ہر عمل میں جسم و زبان کے ساتھ ساتھ دل کا متوجہ اور حاضر ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ اس کے بغیر کسی عمل پر رضائے الہی اور ثواب حاصل نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید نے متعدد جگہ پر فرمایا:

فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ  
اللہ کی عبادت کرو خالص اس کے بند  
ہو کر۔

(الزمر: ۲)

ایک مقام پر اپنے ماننے والوں کو اس عقیدے کے اظہار کی تعلیم دی۔

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَ  
مِیرِ نماز، میری قربانی، میری زندگی  
اور میری موت اس اللہ کے لیے ہے

العالمين لا شريك له۔ جو تمام جہانوں کا پلنے والا ہے

اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی امت پر یہ بات واضح فرمادی :

انما الاعمال بالنيات کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔

دوسرے مقام پر اسی تصور کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا :

ان الله لا ينظر الى اجسامكم ولكن الله تعالى تمہارے اجسام کی طرف نہیں

ينظر الى قلوبكم دیکھتا وہ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے۔

ایک اور مقام پر عمل کی مقبولیت کو حضور قلب کے ساتھ مشروط قرار دیتے

ہوئے فرمایا :

لا يقبل الله من عبد عملاً

حتى يشهد قلبه مع بدنه

المعنى عن حمل الاسفار ۱: ۱۸۹

نماز میں حضور قلب کا حکم دیتے ہوئے فرمایا :

لا ينظر الله الى صلوة لا يعصر

الرجل فيها قلبه مع بدنه

راحياء علوم الدين ۱: ۱۷۹

مثلاً وضو کا ثواب تب ہی ملے گا جب یہ ارادہ ہو کہ یہ میں دربارِ خداوندی میں

حاضری کے لیے طہارت حاصل کر رہا ہوں، اسی طرح نماز کا اس وقت تک وجود

ہی نہ ہو گا جب تک یہ تصور نہ کیا جائے کہ میں اپنے رب کی رضا کے لیے ادا کر رہا ہوں۔

اب ہمارا حال یہ ہے کہ زبان سے کلمات تو کہتے ہیں مگر دل متوجہ نہیں ہوتے حالانکہ

نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ زبان سے ادائیگی فقط دل و زبان میں موافقت کے لیے ہے۔ یہ ضروری نہیں البتہ دل کا متوجہ ہونا لازم و فرض ہے

# نماز میں خشوع اور یکسوئی کے حصول کا طریقہ

اب سب سے اہم اور بڑا سوال یہ ہے کہ نماز میں یکسوئی کیسے حاصل ہو؟ اور دل کیسے لگے۔ اپنے ظاہر و باطن میں خشوع و خضوع کس طرح طاری کیا جائے؟ کیونکہ جب حضور قلب حاصل نہ ہو تو نماز جیسی عبادت کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے سجدہ میں سر رکھ کر بھی انسان کی توجہ اپنے رب عظیم کی طرف نہیں ہوتی تو اس سجدہ سے کیا حاصل ہوگا؟

اس سلسلہ میں ہم چند تدابیر پیش کرنا چاہتے ہیں جو تمام کی تمام کتاب و سنت سے ہی ماخوذ اور اسلاف کی بیان کردہ ہیں۔ ایک عام نمازی بھی انہیں اپنا کر اپنی نمازوں کی حالت بہتر کر سکتا ہے۔

## ۱۔ اذان کے بعد دل کو متوجہ کرنا

جیسے ہی انسان اذان کی آواز سے تودل میں تصور کرے کہ مجھے میرے خالق و مالک، پالنہار اور غفور رحیم رب کی بارگاہ میں حاضری کا بلاوا آگیا۔ میں اب ہر کام پر اس حاضری کو ترجیح دیتا ہوں لہذا جس کام میں مشغول ہو، چھوڑ کر نماز کی تیاری کرے اس بات کو قرآن نے یوں بیان کیا:

اے ایمان والو جمعہ کے روز جب نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف خرید و فروخت چھوڑ کر شوق و ذوق سے چلے آؤ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا دُعِيَ  
لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ  
فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ  
وَذَرُوا الْبَيْعَ

دوسرے مقام پر فرمایا :  
 رِجَالٌ لَا تُلِيهِمْ تِجَارَةٌ  
 وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ  
 الصَّلَاةِ - (النور : ۳۷)  
 کچھ مرد ایسے ہیں جنہیں کوئی تجارت  
 اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر اور  
 نماز سے غافل نہیں کر سکتی۔

اس بلاوے کے بعد نماز کے علاوہ کوئی کام بھلانا نکلے۔ دل بار بار اپنے  
 مالک کی حاضری پر متوجہ ہو کہ کب حاضر ہوتا ہوں؟ اس بات پر خوش ہو کہ مالک نے  
 یاد فرمایا ہے۔ میں حاضر ہو کر اپنی تمام روداد عرض کروں گا۔ اپنے گناہوں کی معافی  
 مانگوں گا۔ شوق و محبت سے قیام، رکوع اور سجود کے ذریعے دلی راحت و سکون  
 حاصل کر کے اپنے تمام غموں اور ہجر و فراق کا ازالہ کروں گا۔ محبوب حقیقی کی حاضری کے  
 لیے طہارت کرتا ہوں، اچھے کپڑے پہنتا ہوں اور خوشبو لگا کر حاضر ہوتا ہوں۔  
 کیونکہ میرے مالک کا حکم ہے :

يٰۤاِبْنِي آدَمَ خُذْ زِينَتَكَ  
 اے اولادِ آدم نماز کے وقت  
 عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ -  
 زینت اختیار کیا کرو۔

بارگاہِ خداوندی کی عظمت کا بار بار تصور کرتے ہوئے سوچے اتنی بڑی بارگاہ  
 میں کیسے حاضری دوں گا؟

الغرض نماز شروع کرنے سے پہلے پہلے ہی دل باقی چیزوں سے اجنبی ہو  
 کر اپنے رب کریم کی طرف متوجہ ہو چکا ہو تو اب نماز کا ذوق ہی اور ہوگا۔

حضور علیہ السلام کا اجنبی ہو جانا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نماز کے وقت  
 آپ کی کیفیت مبارکہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے :



کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحدثنا وحدثہ  
 علیہ وسلم یحدثنا وحدثہ  
 فاذا حضرت الصلوۃ  
 فکانہم لم یعرفنا و لو  
 تعرفنا -  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے  
 گفتگو کر رہے ہوتے اور ہم آپ سے  
 جیسے ہی نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ  
 اس طرح اجنبی ہو جاتے جیسے ہم آپ  
 کو اور آپ ہمیں پہچانتے ہی نہیں۔

(احیاء علوم الدین ۱۰: ۱۷۹)

اذان کے بعد آپ کی یہی کیفیت حضرت سید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔  
 کان النبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم اذا سمع الاذان  
 کانہم لا یعرف احدًا  
 من الناس۔  
 رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 جب اذان سنتے تو اس طرح اجنبی  
 ہو جاتے کہ لوگوں میں سے کسی کو  
 پہچانتے ہی نہیں۔

(المعنی عن حمل الاسنار ۱۰: ۱۷۹)

اسی لیے آپ نے فرمایا جب تم نماز کے لئے نکلو تو ایسا کوئی کام نہ کرو  
 جس سے دل غیر کی طرف متوجہ ہو حتیٰ کہ انگلیوں کو انگلیوں میں نہ ڈالو کیونکہ تم  
 حالت نماز میں ہو۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم وضو کرو تو اچھی طرح کرو،

ثم خرج عامدًا الى المسجد  
 فلا یثبکن بین اصابعہ  
 فانہ فی الصلوۃ۔  
 پھر نماز کے ارادے سے نکلو تو  
 ایک دوسرے ہاتھ میں انگلیاں نہ  
 ڈالو کیونکہ تم نماز میں ہو۔

(مسند احمد ۴: ۲۲۱)

## حضرت علی کرم اللہ وجہہؑ کے جسم پر لرزہ

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب نماز کا وقت قریب آجاتا تو آپ لرز اٹھتے۔ آپ کا رنگ بدل جاتا۔ کسی نے عرض کیا امیر المؤمنین یہ کیا معاملہ ہے؟ فرمایا کیا تم نہیں جانتے۔

اُس امانت کی ادائیگی کا وقت آگیا ہے  
جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین  
اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے  
ڈرتے ہوئے اٹھانے سے انکار  
کر دیا اور ہم نے اسے اٹھالیا۔

جاء وقت امانۃ عرضھا اللہ  
علی السموات و الارض و  
الجبال فابین ان یحملنھا  
و اشفقن منها و حملھا  
الانسان

## امام حسنؑ مسجد کے دروازے پر

رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی گود میں تربیت پانے والے امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ وضو کرتے تو رنگ بدل جاتا۔ کسی نے پوچھا ایسا کیوں ہوتا ہے تو فرمایا ایک بڑے احکم المحاکمین کی پیشی میں کھڑے ہونے کا وقت آگیا ہے۔ پھر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر بارگاہِ ایزدی میں یہ عرض کرتے:

اے میرے اللہ! تیری چوکھٹ پر بندہ  
حاضر ہے اے بھلائی کرنے والے تیرا  
ایک بد اعمال بندہ تیرے حضور آیا ہے،  
تیرا لوگوں کو حکم ہے کہ تم میں جو اچھا ہے  
بروں سے درگزر کرے۔ پس الہی

الھی عبدک بیلک یا محسن  
قد اتاک المسئ و قد امرت  
المحسن منا ان یتجاوز عن  
المسئ فانتم المحسن و انا  
المسئ فتجاوز عن قبیح ما

تو اچھا اور میں تیرا بد عمل بندہ ہوں  
اے کرم والے میری برائیوں سے ان  
خوبیوں کی طفیل درگزر فرما جن کا تو  
مالک ہے۔

عندی بجمیل ما عندک  
یا کریم۔

(خاصاً خدا کی نماز ۲۲۰)

### امام زین العابدین کے رنگ کا فتنہ ہونا

اسی طرح امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ جب نماز  
کے لئے وضو کرتے تو رنگ زرد پڑ جاتا۔ دوستوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا:  
کیا تم نہیں جانتے میں کس ہستی  
کی بارگاہ میں کھڑا ہونے کا ارادہ  
کر رہا ہوں۔

اتدرون بین یدی من

ارید ان اقوم؟

(احیاء علوم الدین ۱۰: ۱۷۹)

### ۲۔ میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے

مومن کے لیے لازم و ضروری ہے کہ ہر وقت یہ یقین رکھے کہ مجھے میرا رب دیکھ  
رہا ہے۔ اس تصور سے انسان کے قدم برائی سے رک جاتے ہیں اور اس کی پوری  
زندگی عبادت بن جاتی ہے۔ نماز میں اس تصور سے دسا دس سے جان چھوٹ  
جاتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جبریل امین نے احسان کی تفسیر پوچھی تو  
آپ نے فرمایا:

یہ کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے

گویا تو اس کے دیدار کا شرف پارہا ہے

اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے

ضرور دیکھ رہا ہے۔

ان تعبد اللہ کانک تراہ

وان لم تکن تراہ فانہ

یراک۔ (بخاری)

جس طرح یہ تصور انسان کو برائی سے روک دیتا ہے اسی طرح اگر نماز کے تمام ارکان و افعال میں یہی تصور قائم رکھا جائے تو یقیناً دل میں خشوع و خضوع پیدا ہوگا لہذا غیر کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے نمازی یہی تصور قائم رکھے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ جب اللہ مجھے دیکھ رہا ہے تو مجھے بھی اسی کی طرف متوجہ رہنا چاہیے۔

### اللہ کی بندے کی طرف توجہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بارے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا: نمازی کو چاہیے کہ وہ حالت نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہ ہو کیونکہ جب تک بندہ اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی متوجہ رہتا ہے۔ جیسے ہی بندہ دوسری طرف التفات کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی نظر رحمت پھیر لیتا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا:

لا یزال اللہ عزوجل	نماز کی حالت میں جب تک بندہ
مقبلاً علی العبد وهو	دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتا اللہ
فی صلوتہ ما لم یلتفت	بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے۔
فاذا التفت انصرف عنه	جیسے ہی بندہ توجہ ہٹاتا ہے رب
(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ)	بھی منہ پھیر لیتا ہے

حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو جن پانچ باتوں کی تعلیم دی اور فرمایا بنی اسرائیل سے کہو ان پر عمل کریں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نماز کا حکم دیا ہے نماز قائم کرو۔

فاذا صليتم فلا تلتفتوا  
فان الله ينصب وجهه  
لوجه عبده في صلاته  
مالم يلتفت -  
(مسند احمد، نسائي)

جب تم نماز پڑھو تو اس میں توجہ کسی  
اور طرف نہ کرو کیونکہ جب تک بندہ  
کسی اور طرف متوجہ نہیں ہوتا،  
رب کریم اپنا مبارک چہرہ نمازی کے  
چہرے کے سامنے رکھتے ہیں۔

### میری ذات توجہ کے لیے سب سے بہتر ہے

حضرت عطار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب انسان حالت نماز میں ادھر  
ادھر متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

يا ابن آدم الى من تلتفت؟  
انا خير لك ممن تلتفت  
اے ابن آدم تو کس کی طرف توجہ  
کر رہا ہے؟ حالانکہ میری ذات  
توجہ کے لئے سب سے بہتر ہے۔

### نماز میں اللہ کی طرف متوجہ نہ ہونا ہلاکت ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے  
مجھے نماز سکھائی تو فرمایا اپنی نگاہ کو مقام سجدہ پر رکھو اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے  
علاوہ ادھر ادھر توجہ نہ کرو۔

فان الالتفات في الصلاة  
هلكة -  
کیونکہ نماز میں غیر کی طرف متوجہ ہونا  
سراسر ہلاکت ہے۔

مشکوٰۃ المصابیح، باب لا يجوز من العمل في الصلاة،

## چہرہ مسخ ہونے کا خطرہ

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو شخص نماز میں ادھر ادھر توجہ کرتا ہے اسے ڈرنا چاہیے۔ کہیں اللہ اس کے چہرے کو مسخ ہی نہ فرمادے۔ کیونکہ اللہ مقبل الیہ دھو ملتفت عنہ۔

اللہ اس بندے کی طرف متوجہ ہے اور بندہ اس سے اعراض کر رہا ہے۔

(مصنف لابن ابی شیبہ)

## غیر کی طرف متوجہ ہونے والے کی نماز نہیں

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا ایہا الناس ایامک والالتفات  
فانہ لا صلاة للملتفت۔

اے لوگو غیر کی طرف متوجہ ہونے سے بچو کیونکہ اس طرح متوجہ ہونے والے کی نماز نہیں ہوتی۔

(مسند احمد)

## توجہ ہٹانے والی اشیاء کی ممانعت

اسی لیے ہر وہ شئی جو نمازی کی توجہ اس کے خالق و مالک کی ذات سے ہٹائے اسے اسلام نے منع کر دیا ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پانچ اشیاء نماز کو ناقص کر دیتی ہیں۔

التمطی والالتفات وتقلیب  
الحصى والوسوسة وتفقیع

انگڑائی لینا، ادھر ادھر متوجہ ہونا، پتھروں کو الٹ پلٹ کرتے رہنا، دوسرے

الاصباح -

اور انگلیوں کے پٹاخے نکالنا۔

مصنف لابن ابی شیبہ، باب تفریح الید فی الصلاة،

اسلام نے یہ ہدایات بھی دی ہیں کہ ہر وہ شے جو تمہارے ذہن کو نماز کے دوران تشویش میں مبتلا کر دے اسے پہلے کر لو تا کہ نماز اطمینان کے ساتھ ادا کی جائے مثلاً سخت بھوک لگی ہوئی تو کھانا کھا لو۔ نیند غالب ہے تو سوجاؤ۔ بول و براز کا معاملہ ہے تو رفع حاجت سے فارغ ہو جاؤ۔

### پریشان کن بھوک سے نجات

اگر کسی نمازی کو بھوک لگی ہوئی اور وہ محسوس کرتا ہے کہ یہ نماز میں میرے ذہن کو پر آگندہ رکھے گی تو اسے کھانا کھا کر نماز ادا کرنی چاہیے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایسی حالت کے باوجود میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا صلوة بحضرة طعام۔  
(مشکوٰۃ المصابیح، باب الجماعۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا حاضر ہو اور جماعت تیار ہو تو

فابدأ بالعشاء ولا  
یعجل حتی یفرغ منه۔  
جلد بازی نہ کرو، کھانے سے پہلے  
فارغ ہو جاؤ۔

(مشکوٰۃ المصابیح، باب الجماعۃ)

## بول و براز سے نجات

اگر نمازی محسوس کرتا ہے کہ نماز میں بول و براز کی وجہ سے دل جمعی نہ ہو سکے گی تو پہلے فارغ ہو جائے۔ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، جب جماعت کھڑی ہو جائے۔

ووجد احدکم الخلاء  
فلیبدا بالخلاء

اور تم میں سے کسی کو بیت الخلاء جانے  
کی حاجت ہو تو پہلے رفع حاجت کرے۔

(الترمذی، کتاب الصلاة)

### غلبہ نیند کے وقت

اسی طرح اگر نیند کا غلبہ ہے حتیٰ کہ اگر نماز کے اندر نیند کا غلبہ ہو جائے تو پہلے آرام کر لے پھر نماز ادا کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں نماز پڑھتے ہوئے نیند غلبہ کرے تو سو جاؤ۔

فان احدکم اذا صلی  
وهو ناعس لا یدری  
لعله یتغفر فی نفسه

کیونکہ اگر غلبہ نیند کی حالت میں نماز  
ادا کرے گا تو ممکن ہے اللہ سے معافی  
مانگنے کی جگہ وہ اپنے آپ کو گالی دے

رہا ہو۔

(متفق علیہ)

### ۳۔ شاید یہ میری آخری نماز ہو

بندہ جب نماز میں کھڑا ہونے لگے تو تصور کرے کہ شاید یہ میری زندگی کی آخری نماز ہو اور اس کے بعد مجھے کوئی نماز پڑھنی نصیب نہ ہو۔ لہذا اللہ کی توفیق سے بہتر سے بہتر طور پر اسے ادا کرنے کا عزم کرے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی



بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی :

یا رسول اللہ اوصنی۔ فقال  
 علیک بالایاس ممائی ایدی  
 الناس وایاک والطمع فانه  
 الفقرا الحما - وصل صلوٰتک  
 وانت مودع وایاک وما  
 یعتذر منه۔  
 (شکوٰۃ المصابیح، کتاب البرقاق)  
 یا رسول اللہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں!  
 تو آپ نے فرمایا تم اپنے آپ کو لوگوں  
 کے مال سے مستغنی کہو اور مال کی  
 حرص سے بچو کیونکہ یہ سب سے بڑی تمنا  
 ہے اور نماز اس طرح پڑھو گویا تم  
 (نماز کے بعد) اس دنیا کو الوداع  
 کہنے والے ہو اور ایسا کام نہ کرو جس  
 پر معذرت کرنی پڑے۔

محدث و علمی ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے  
 ہیں کہ :

اذا صلی احدکم فلیصل  
 صلاة مودع صلاة من لا  
 یظن انه یرجع الیها ابداً  
 (الجامع الصغیر للسیوطی، ۳۰)  
 جب تم نماز پڑھو تو الوداع ہونے  
 والوں کی طرح پڑھو کہ پھر تمہیں  
 شاید نماز کی طرف آنا نصیب نہ ہو۔

احادیث مذکورہ میں ان الفاظ "صل صلاة مودع" کا ترجمہ محدثین  
 نے یہ کیا ہے کہ نمازی اللہ کے سوا ہر شے حتیٰ کہ اپنے نفس، تن من کو الوداع کہہ کر  
 کلی طور پر اخلاص کلی کے ساتھ بارگاہِ خداوندی کی توجہ ہو جائے۔

و یجتمل ان یكون معناه مودع  
 حياة امی کن کا نہا آخر  
 صلاتک و هذا الوقت  
 اس کا معنی یہ بھی ہے کہ نمازی اپنی  
 زندگی کو الوداع کہہ رہا ہے یعنی  
 نمازی اپنی نماز کو آخری نماز سمجھے۔

آخر حیاتک - اور اس وقت کو اپنی زندگی کا آخری  
 (المقاة شرح المشکواة) وقت سمجھے۔

حدیث مذکور میں جو توجہ الی اللہ اور یکسوئی کے حصول کا طریقہ حضور نبی اکرم صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا ہے اس سے بہتر انسانی ذہن سوتح بھی نہیں سکتا کیونکہ  
 موت کی گھڑی کو اللہ تعالیٰ نے صیغہ راز میں رکھا ہوا ہے۔ اس لئے کوئی شخص پہلے  
 سے نہیں جانتا کہ اس کی موت کہاں اور کب واقع ہونے والی ہے۔ اچانک باتیں  
 کرتے کرتے انسان لقمہ اجل بن جاتا ہے۔ کتنی مبارک ہیں وہ ہستیاں جو موت کی آواز  
 پر لپیک کہنے کے لیے ہر وقت تیار رہا کرتی ہیں۔ اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ بندہ ہر  
 کام اور خصوصاً نماز کو اپنا الوداعی کام سمجھے۔

۴۔ تدبیر۔ اور۔ سمجھ کر نماز ادا کرنا

نماز میں الفاظ تلاوت اور ہر رکن کے مقررہ اذکار کی طرف توجہ مرکوز رکھنا۔  
 بھی یکسوئی کے حصول میں معاون ہے۔ نمازی یہ خیال کر رکھے کہ زبان سے کیا  
 کہہ رہا ہے۔

نماز تو مومن کے لیے معراج کا درجہ رکھتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ سے براہ  
 راست ہم کلام ہونے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ وگرنہ بندہ اپنے آقا کی بارگاہ  
 میں مناجات تو کرتا ہی ہے۔ غفلت اور لاشعوری کی حالت میں نمازی کا دل  
 الفاظ کے معانی کی طرف متوجہ اور ان میں ڈوبا ہوا نہ ہو تو زبان سے رٹے رٹائے  
 الفاظ بلا سمجھے ادا کرنا بلا سود ہے۔

برزباں تسبیح و دردل گاؤں خیر این چنین تسبیح کے دارد اثر  
 در زبان پر تسبیح و تحمید اور دل میں گائے اور گدھے (یعنی دنیا) تو ایسی تسبیح کیا اثر  
 رکھتی ہے،

علامہ اقبال نے یہی بات ان الفاظ میں کہی :

میں جو سر بسجده ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا  
میرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

قرآن مجید نے نماز کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا :

وَاقِمْ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي      میری یاد کے لیے نماز قائم کرو

(رطہ : ۸۰)

تو نماز یاد کا ذریعہ اسی صورت میں بن سکتی ہے جب اس میں غفلت نہ ہو۔

جس شخص نے تمام نماز غفلت کے ساتھ ادا کی اسے علم ہی نہیں کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں  
اور کیا کہہ رہا ہوں تو اس کی نماز یادِ الہی کا ذریعہ کیسے بنے گی ؟

دوسرے مقام پر آداب نماز بیان کرتے ہوئے فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا      اے اہل ایمان جب تم حالتِ نشہ

الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكْرَى حَتَّى      میں ہو تو نماز کے قریب نہ آؤ یہاں

تَعْلَمُوا مَا تَعْبُدُونَ۔      تک کہ تم جان لو تم کیا کہہ رہے ہو۔

متعدد مشائخ نے یہاں "سکر" سے مراد محبت و افکارِ دنیا مراد لیا ہے۔

یعنی ذہن و دماغ کو افکارِ دنیا سے فارغ کر کے نماز کے افکار و اعمال کی طرف متوجہ

ہونے کی کوشش کرو۔ اور جو تم زبان سے کہہ رہے ہو اس پر آگاہ رہو۔

امام غزالی احیاء العلوم میں حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں :

ليس للعبد من صلواته      کہ بندہ کو نماز کے اتنے حصے کا ہی

الاما عقل منه۔      ثواب ہے جو اس نے خوب سمجھ کر

پڑھا۔

(احیاء علوم الدین ۱ : ۱۸۹)

علامہ ابن قیم اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

فاذا لم يعقل في صلواته الا في  
جزء واحد كان له الاجد  
بقدر ذلك الجزء وان  
برأت ذمته من الصلوة.  
نمازی نے نماز کے جس جزء کو سمجھ  
کر ادا کیا اس کو ثواب صرف اسی جز  
کلمے گا اگرچہ نماز کی فرضیت کا بوجھ  
اس کے ذمہ سے ساقط ہو گیا۔

(کتاب الصلوة، ۷۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان ہے :

رکعتان مقتصدتان في تفكر  
خير من قيام ليلة والقلب  
ساه -  
تدبر وتوجه سے دو معتدل رکعتیں  
ادا کرنا اس قیام سے بہتر ہے جو غافل  
دل کے ساتھ ساری رات ہو۔

(احیاء علوم الدین، ۱: ۱۷۹)

## اعمال میں تدبیر

جس طرح قرأت و تسبیحات میں تدبیر کرنا ضروری ہے اسی طرح اعمال میں  
بھی تدبیر کرنا چاہیے۔ مثلاً تکبیر تحریمیہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کا معنی یہ ہے کہ میں  
تمام دنیا سے ہاتھ اٹھا رہا ہوں۔ یعنی اس سے تعلق توڑ لیا ہے۔ اس کے بعد ادباً  
ہاتھ باندھ رہا ہوں۔ سر جھکا کر شرمندگی کا اظہار کر رہا ہوں، بڑھی عاجزی کے  
ساتھ مالک کی چوکھٹ پر کھڑا ہوں، اسے منانے و اعنی کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔  
منت و سماجت کرتے ہوئے رکوع کر رہا ہوں۔ اس کے بعد عاجزی کی انتہا کرتے  
ہوئے اپنی جبین نیاز حالتِ سجدہ میں مالک کے قدموں پر رکھ رہا ہوں۔ اس سے  
بھی آگے اگر عاجزی کی کوئی اور صورت ہوتی تو میں وہ بھی بجا لاتا لیکن میرے بس  
میں اتنا ہی تھا۔ اب میرے مالک میری حاضری کو قبول فرمائے۔

شیخ ابو عمران الجونی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام پر یہ وحی فرمائی کہ جب آپ میری بارگاہ میں کھڑے ہوں تو:  
 فقہم مقام العبد الحقیر  
 الذلیل و ذم نفسی فہی  
 اولی بالذم و فاجتی بقلب  
 و جہل و لسان صادق -  
 حقیر کمزور بندے کی طرح کھڑے ہوں  
 اور اپنے نفس کو خوب حقیر جانوں کیونکہ  
 حقیر جانتے کے زیادہ لائق ہے اور  
 مجھ سے ڈرنے والے دل کے ساتھ  
 اور سچی زبان سے سرگوشی کرو۔

### حضور کا رکوع اور خشیتِ الہی

آپ جب رکوع جاتے تو یہ کلمات کہتے:  
 خشع لک سمعی و بصری  
 و محی و عظمی و ما استقل  
 بہ قدمی -  
 تیری بارگاہ میں میرے کان، آنکھیں،  
 دماغ، ہڈیاں اور ہر وہ شے جھک  
 رہی ہے جس پر میں کھڑا ہوں۔

(مسند احمد، ۱: ۱۱۹)

### تیرے قدموں میں انا میرا کام تھا

حضور علیہ السلام نے امت کو اس بات سے بھی آگاہ فرمادیا تھا کہ نمازی سجدہ  
 ظاہراً اگرچہ زمین پر کر رہا ہے مگر حقیقتاً یہ سجدہ رب کریم کے قدموں پر ہے۔  
 حضرت ابوعمار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 نے فرمایا:

اذا قام العبد فی صلاتہ  
 جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو

ذوالبر علی رأسہ حتی  
یرکع فاذا رکع علقہ رحمۃ  
اللہ حتی یسجد والساجد  
یسجد علی قدمی اللہ تعالیٰ  
فلیسأل و لیرغب۔  
رفیض القدر ۱۰: ۴۱۴

اس کے سر پر احسان و رحمت نچھا اور کر دی  
جاتی ہے اور جب وہ رکوع میں  
جاتا ہے اور اللہ کی رحمت اس پر غلبہ  
کر لیتی ہے اور سجدہ کرنے والا  
اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سجدہ ریز  
ہوتا ہے۔

سجدہ کمالِ قربِ خداوندی ہے

سجدہ چونکہ بندے کی عاجزی کی انتہا ہے اس لیے اسے قربِ خداوندی کا  
کمال قرار دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

واسجد واقترب  
(العلق ۱۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے فرمایا:

اقرب ما یكون العبد  
من ربه وهو ساجد  
بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب  
حالتِ سجدہ میں ہوتا ہے۔

دعائی ۲۰، ۲۲۶

نماز کے الفاظ، رکوع و سجود کی تسبیحات، التحیات، درود شریف اور  
دعائیں اس قدر پیر تاثیر ہیں کہ اگر نمازی ان کی طرف متوجہ ہو کر ان کو پڑھے تو

دوسرے خیالات سے محفوظ ہو جائے گا۔ اس کے لیے ترجمہ نماز یاد کرنا ضروری ہے جو چند روز میں بڑی آسانی سے یاد کیا جاسکتا ہے۔

۵۔ نماز کو رب سے ہمکلامی سمجھ کر ادا کیا جائے

خشوع و خضوع اور حضورِ دل کے لیے ایک اہم ذریعہ نماز کو یہ سمجھ کر ادا کرنا ہے کہ یہ بندے اور اس کے رب کے درمیان ہمکلامی کا اعلیٰ واسطہ ہے۔ بندہ نماز کے ذریعہ اپنے رب سے مناجات اور راز و نیاز کرتا ہے۔  
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بارے میں فرمایا:

ان احدکم اذا صلى يباحي  
ربها۔

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا

ہوتا ہے تو وہ اس وقت اپنے رب

سے راز و نیاز کر رہا ہوتا ہے۔

(البخاری باب المصلي يباحي ربه)

انہی سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سجرہ میں اعتدال اختیار کرتے ہوئے اپنے بازوؤں کو زمین پر نہ بچھا دو۔

فانما يباحي ربها  
کیونکہ نمازی اپنے رب سے مناجات  
کر رہا ہوتا ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے نماز کو رب کریم کے حضور مناجات قرار دیا اور فرمایا کہ نمازی کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ کس وہ کے ساتھ ہمکلام ہے۔

ان المصلي اذا صلى يباحي  
ربها فليعلم احدكم بما

نمازی، نماز میں اپنے رب سے

سرگوشی کر رہا ہوتا ہے تو اسے

یناجیہ - اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ  
مصنف، باب فی رفع وہ کس ہستی سے مناجات کر رہا

الصوت بالدعا ہے -

حضرت بیاضی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
تشریف لائے تو لوگ نماز ادا کر رہے تھے اور ان کی آواز قرأت میں بلند ہو رہی تھی  
چلتے فرمایا:

ان المصلی یناجی ربہ فلینظر  
ما یناجیہ ولا یجہر لبعضکم  
علی بعض بالقوآن -  
الموطا، باب العمل فی القراة،  
جب نمازی اپنے رب کریم سے مناجات  
کر رہا ہوتا ہے تو اسے ملحوظ رکھنا  
چاہیے کہ کس طرح مناجات کر رہا ہے  
اور قرآن پڑھتے ہوئے ایک دوسرے  
پر آواز بلند نہ کر دے۔

"یناجی ربہ" سے مراد بندے کا اپنے خالق سے کمال قرب ہے۔ اس  
معنی لفظ قلب اور خشوع بھی ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

ہی اخلاص القلب و  
تفریح السر بذكرہ۔  
یہاں مناجات سے مراد اخلاص  
قلب اور دل کا یاد الہی کے لیے  
فارغ کرنا ہے۔

بعض محدثین نے فرمایا کہ مناجات عبد سے مراد نماز میں مطلوبہ اقوال و افعال  
لاکھلا مناجات رب، رب کا بندے پر رحمت و رضوان سے متوجہ ہونا ہے۔  
"فلینظر بما یناجیہ بہ" کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے:  
لیتفکر و لیتدبر ما  
وہ جس ذکر، قرأت، حضور اور  
خشوع سے مناجات کر رہا ہے  
یناجی الرب بہ من الذکر



والقرآن والحضور  
المختوع .

الغرض جو نمازی اپنی نماز کو رب کریم کے ساتھ ہم کلامی تصور کرے گا۔  
اس میں خشوع و خضوع اور حضور قلب ضرور پیدا ہوگا۔

## ۶۔ تمام ارکانِ نماز کو ٹھہر ٹھہر کر اور آرام و سکون سے ادا کرنا

خشوع و خضوع کے حصول کے لیے نماز میں تعدیلِ ارکانِ ضروری ہے اور اس سے مراد نماز کے ہر رکن کو پورے سکون و اطمینان سے ادا کرنا ہے۔ اگر نماز ٹھہر ٹھہر کر نہ پڑھی جائے۔ رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ وغیرہ پورے سکون سے ادا نہ کیے جائیں تو نماز کی محافظت نہیں ہو سکتی اور اس کی حقیقی لذتوں اور حلاوتوں سے بھی انسان محروم رہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :  
رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشے میں تشریف فرما تھے۔ اتنے میں ایک صحابی (خلاد بن رافع) نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں داخل ہوئے۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کے سامنے نماز پڑھی لیکن رکوعِ سجود کو سکون و اطمینان سے ادا نہ کیا جب نماز سے فارغ ہونے کے بعد حاضرِ خدمت ہو کر سلام عرض کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دینے کے بعد ارشاد فرمایا :

ارجع فصل فاند لم  
جاؤ دوبارہ نماز پڑھو کیونکہ تم  
نے نماز نہیں پڑھی۔  
تصل۔

اس صحابی نے دوبارہ نماز پڑھی اور فارغ ہونے پر آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے دوبارہ وہی ارشاد فرمایا اس طرح تین دفعہ فرمایا تو اس صحابی نے عرض کیا :

والذی بعثت بالحق ما  
احسن غیر فعلمی یا  
رسول اللہ -  
قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو  
حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں  
اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا۔  
اس لیے آپ خود مجھے نماز کی تعلیم  
دیجئے۔

اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

ارکع حتی تطمئن راکعاً  
ثم ارفع حتی تعدل قائماً  
ثم اسجد حتی تطمئن ساجداً  
ثم ارفع حتی تطمئن جالساً  
وانعل ذلك في صلاتك  
كلها۔ (ابن ماجہ، باب في القراءة)

ایک موقع پر حضور علیہ السلام نے ایسی نماز جس میں تعدیلِ ارکان نہ ہو، کو ناقص قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا :

لا تجزی صلوة لا یقیم  
الرجل فیہا یعنی صلبہ  
فی الركوع والسجود  
جس نماز میں نمازی نے رکوع اور  
سجدے میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں  
کیا وہ نماز ناقص ہے۔

وہ نماز جس کے ارکان واجبات اعتدال کے ساتھ ادا نہ کئے گئے ہوں ایسی

نماز بندے کو خدا کی رحمت کا مستحق نہیں بناتی۔ حضرت طلح بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا ينظر الله عز وجل الى  
صلاة عبدا لا يقيم فيها  
صلبه بين ركوعها و  
سجودها۔  
جس نماز میں رکوع و سجدہ کے  
ادائیگی میں رعایت نہ کی گئی ہو ایسی  
نماز کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں  
فرماتا۔

(مسند ابویعلیٰ، ۱: ۲۶۷)

### تعدیل ارکان کرنے والے کی موت فطرتِ اسلام پر نہ ہوگی

ابو عبد اللہ الاشعری حضرت خالد بن ولید، عمرو بن العاص، شرجیل بن سنان، یزید بن ابی سفیان جیسے مشاہیر صحابہ روایت کرتے ہیں:

صلى رسول الله عليه  
وسلم ثم جلس في طائفة  
منهم فدخل رجل منهم  
فقام يصلي فجعل يركع  
وينقر في سجوده و  
رسول الله صلى الله  
عليه وسلم ينظر اليه  
فقال ترون هنا؟ مات  
على ذلك مات على غير  
ملته محمد ينقر صلواته  
ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے صحابہ کو نماز پڑھائی  
اور آپ ان میں سے ایک جماعت  
کے ساتھ مسجد میں ہی بیٹھ گئے۔  
اتنے میں ایک شخص آکر نماز پڑھنے  
کھڑا ہو گیا اور جلدی جلدی رکوع  
اور سجدے میں ٹھونگیں مارنے  
لگا۔ حضور علیہ السلام اس کو دیکھ  
رہے تھے۔ آپ نے فرمایا تم اس  
شخص کو دیکھتے ہو؟ اگر یہ شخص

ایسی ہی نماز پڑھتا ہوا مر گیا تو دین  
محمدی پر نہیں سرے گا۔ کیونکہ یہ نماز  
میں ایسی ٹھونگیں مارتا ہے جیسے گوا  
خون میں جلدی جلدی چوٹیں مارتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص رازدار صحابی حضرت خذیفہ نے ایک شخص کو  
نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو رکوع و سجود پوری طرح نہیں کر رہا تھا۔ آپ نے اس  
سے پوچھا :

تم کتنے عرصے سے نماز پڑھتے ہو؟  
اس نے کہا چالیس سال سے۔ فرمایا  
گویا تم نے نماز پڑھی ہی نہیں اگر  
تم اس حالت میں مر گئے تو تمہاری  
موت فطرت اسلام پر نہیں ہوگی۔

منذ کم تصلى هذه الصلوة  
قال منذ اربعين سنة قال  
خذيفة ما صليت ولو مت  
على ذلك مت على غير  
الفطرة -

(کنز العمال، ۴ : ۲۳۰)

ایک اور حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :  
ان الرجل یصلی ستین  
سنة و مالہ صلوة قبل  
و کیف ذلک یتم الركوع  
ولا یتم السجود و یتم  
السجود ولا یتم الركوع -  
بعض آدمی ساٹھ ساٹھ سال نمازیں  
پڑھتے ہیں مگر ان کی ایک نماز بھی  
نہیں ہوتی۔ عرض کیا گیا کہ یہ کیسے؟  
آپ نے فرمایا وہ رکوع مٹھیک کرتے  
ہیں تو سجدہ پورا نہیں کرتے اور اگر  
سجدہ پورا کرتے ہیں تو رکوع پورا ادا  
نہیں کرتے۔

(المصنف لابن ابی شیبہ، باب  
فی الرجل ینقص صلاتہ)

## نماز میں چوری

تعدیل ارکان کے بغیر ادا کی ہوئی نماز کا کامل ہونا تو دور کی بات ہے۔ شریعت نے اسے چوری کی نماز اور ایسے نماز کو نماز کا چور قرار دیا ہے۔

حضرت نعمان بن مرہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (حدود کے نازل ہونے سے پہلے) اپنے صحابہ سے سوال کیا فرمایا کہ زانی، شرابی اور چور کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

هن فواحش و فيهن  
عقوبة و اسواء الناس  
سرقة الذی يسرق من  
صلوته۔

(زنا، شراب، چوری) یہ سب بڑے  
بڑے گناہ ہیں اور ان کی وجہ سے  
بندہ سزا کا مستحق ہو جاتا ہے (لیکن)  
سب بدترین چوری نماز کی چوری ہے۔

صحابہ نے عرض کیا،

کیف يسرق صلوته يا  
رسول الله؟

اے اللہ کے رسول نماز کی چوری کیسے  
کی جا سکتی ہے؟

آپ نے فرمایا:

لا يتم ركوعها ولا سجودها  
(کتاب الصلوة ۸۶۰)

(نماز کی چوری یہ ہے) کہ اس کا رکوع  
اور سجود صحیح طور پر ادا نہ کیا جائے۔

حضور علیہ السلام کا عمل

آئیے اب ہم دیکھتے ہیں کہ سید الانبیاء ارکان نماز کس طرح ٹھہر ٹھہر کر ادا

فرماتے تھے۔

## آپ کا قیام

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نماز ادا کی تو آپ نے ایک ہی رکعت میں سورہ بقرہ، نساء، آل عمران کی تلاوت کی جب آیت تسبیح آتی تو رب کریم کی تسبیح پڑھتے، جب کوئی آیت سوال آتی تو سوال کرتے جب آیت تعوذ آتی تو آپ شیطان سے پناہ مانگتے۔ پھر آپ نے اتنی مقدار رکوع کیا اور رکوع کے برابر قوم فرمایا۔ پھر آپ نے قیام کی مقدار سجدہ فرمایا۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ ابن سعود رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا۔

صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ السلام لیلۃ فلم یزل قائماً حتی ہمت بامر سوئے۔

ایک رات میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کی۔ آپ نے نماز کا قیام اتنا طویل فرمادیا کہ میں تھک گیا، مجھے ایک

بہت بُرا اور عجیب خیال آیا، مجھے یہ بُرا خیال آیا کہ حضور علیہ السلام کو کھڑا چھوڑ کر بیٹھ جاؤں (لیکن) میں نے ایسا نہیں کیا۔

ہمت ان اقعدا وازر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

## دلچسپ سوال اور اس کا جواب

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ مسلم شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ تمام علماء کا اس سے بات پر اتفاق ہے کہ مقتدی پر جب نماز میں کھڑا ہونا دشوار ہو جائے تو اس کے لیے بیٹھ کر نماز ادا کرنا جائز ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیٹھ کر نماز کیوں نہ پڑھی؟

امام نووی جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

انما لم يقعد ابن مسعود  
للتأدب مع النبي صلى الله  
عليه وسلم -  
کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود حضور  
علیہ السلام کے ادب کی وجہ سے نہ  
بیٹھے۔

## آپ کا سجدہ

سجدہ نماز کا وہ رکن ہے جس میں بندہ اپنی جبینِ نیاز رب کریم کے حضور خاک آلود کر دیتا ہے۔ اس میں دل کی شکستگی اور خشوع و خضوع کی کوئی حد نہیں۔ سجدہ پوری نماز میں خدا کے قرب کی سب سے آخری شکل ہے اور اللہ کو سب سے محبوب اور پسندیدہ ہے۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے:

اقرب ما یكون العبد من  
رب، وهو ساجد فاکثرا  
الدعاء  
بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ  
قرب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔  
اس لیے اس میں خوب دعا کیا کر دو۔

سب سے محبوب ترین حالت میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے استغراق کا یہ عالم



## کہیں وصال تو نہیں ہو گیا

کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کی تو آپ اس میں اتنی دیر تک سجدہ میں رہے کہ اس قدر طویل سجدہ کی وجہ سے مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ شاید آپ کا وصال ہو گیا ہے۔ میں نے اٹھ کر آپ کے پاؤں مبارک کے انگوٹھے کو چھوا تو اس میں مجھے حرکت محسوس ہوئی تو میں لیٹ گئی۔ اس وقت آپ سجدہ میں یہ کلمات کہہ رہے تھے

اعوذ بک بعفوک من	اے اللہ میں تیرے عذاب سے بچنے کے
عقابک و اعود بک منک	لیے تیری معافی کی پناہ لیتا ہوں اور
الیک لا احصى ثناء الیک	تیرے غصے سے بچنے کے لیے تیری
کما اثنت علی نفسک۔	رضا کی پناہ پکڑتا ہوں اور تجھ سے
	بچنے کے لیے تجھی سے اور تیری نجا
	پناہ لیتا ہوں اور اے اللہ میں تیرے
	ثایان شان تیری حمد و ثنا نہیں کر سکتا
	تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی
	خوبیاں بیان فرمائی ہیں۔

آپ نے نماز سے فارغ ہو کر مجھ سے پوچھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے طویل سجدہ کی وجہ سے مجھے یہ گمان لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں آپ کا وصال تو نہیں ہو گیا۔

(البیہقی)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

خرج رسول الله صلى الله  
 عليه وسلم حتى دخل  
 نخلا فسجد فاطال السجود  
 حتى خشيت ان يكون  
 الله تعالى قد توفاه قال  
 فجئت النظر فرقع راسه  
 فقال مالك فذكرت له ذلك  
 قال فقال ان جبريل عليه  
 السلام قال لي الا البشر  
 ان الله عز وجل يقول لك  
 من صلى عليك صلوة  
 صليت ومن سلم عليك  
 سلمت عليما۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجوروں  
 کے باغ میں تشریف لے گئے اور آپ  
 نے نماز پڑھنا شروع کی۔ نماز کا  
 سجدہ اتنا طویل کیا مجھے شک گزرا  
 آپ کا وصال ہو گیا میں جلدی سے  
 دیکھنے کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے  
 سجدہ سے سر اٹھا کر فرمایا تو کیوں  
 پریشان ہے؟ میں نے اپنی پریشانی  
 بیان کی تو آپ نے فرمایا آج میرے  
 پاس جبریل علیہ السلام میرے رب کا  
 یہ پیغام لے کر آئے کہ اے میرے حبیب  
 جو شخص آپ پر صلوة و سلام پڑھے گا  
 میں بھی اس پر اپنی رحمتیں اور نوازشیں  
 عام کر دوں گا۔

## آپ کی نماز کے حسن و جمال کا کیا کہنا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب بھی آپ کی نماز  
 کے بارے میں سوال کیا جاتا تو تعداد وغیرہ بیان کرنے کے بعد فرماتیں:  
 فلا تسأل عن حسنهن و  
 طولهن۔  
 (المسلم، باب صلوة الليل)  
 آپ نماز کا رکعات کو جس حسین انداز  
 میں ٹھہر ٹھہر کر ادا فرماتے اس کے  
 بارے میں تو بس کچھ نہ پوچھو!

## ۷۔ اللہ تعالیٰ کے بیشمار احسانات کی یاد

نماز میں خشوع و خضوع کے لئے ایک چیز یہ بھی معاون ہے کہ بندہ اپنے اوپر ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات کو چشم تصور میں لائے۔ اس نے مجھے انسان بنایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا، صحت و تندرستی عطا کی، اعضاء کی سلامتی بخشی، شب و روز میری تمام ضروریات کو میری اوقات سے بڑھ کر پورا فرما رہا ہے۔ مجھ جیسے ہزاروں لوگ ہیں مگر مجھے اپنے در پر بلایا، مجھے اپنے گھر میں داخلہ عطا فرمایا۔ یہ اس کا فضل و کرم ہے ورنہ بندہ اس لائق کہاں؟ اس کے احسانات کی کوئی حد نہیں بندہ ہی ناشکرا ہے۔

وَإِنْ تَعَدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ  
لَا تُحْصَوْهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ  
لَظَلُومٌ كَفَّارٌ -  
اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گنو تو شمار  
نہیں کر سکتے بلاشبہ انسان ظالم اور  
اور ناشکرا ہے۔

## تعلق کی سب سے پہلی بنیاد شکر ہے

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارے تعلق کی سب سے پہلی بنیاد شکر ہے۔ شکر کا تعلق دل سے بھی ہے۔ زباں سے بھی اور عمل سے بھی ہے۔ دل کا شکر یہ ہے کہ آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی بے پایاں نعمتوں، اس کے بے حد احسانات اور اس کے ان گنت انعامات کے احساس و اعتراف کے جذبہ سے اس طرح لبریز رہے جس طرح ایک دودھیل بکری کا تھن دودھ سے لبریز رہتا ہے۔ دل جب اللہ تعالیٰ کی احسان مندی کے جذبات سے لبریز رہتا ہے تو جس طرح ذرا سی حرکت سے ایک لبریز سا غر جھپک جایا کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ہر چھوٹی یا بڑی

نعمت کی یاد اور اس کا مشاہدہ سے بندے کی زبان سے شکر کا کوئی کلمہ جھلک پڑتا ہے۔ جس شخص کا دل اس طرح خدا کے احسانِ مندی کے جذبات سے لبریز رہے اس کا اثر لازمی طور پر اس کے اعمال پر بھی پڑتا ہے۔ اس کو ہر وہ عمل دل سے محبوب ہو جاتا ہے جس سے اس جذبے کو تسکین حاصل ہو سکے اور اسی کے برابر اس کو ہر اس عمل سے نفرت ہو جاتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی کسی ظاہری یا باطنی نعمت کی ناقدری ہو رہی ہو۔ بندے کے اندر جب اپنے منعمِ حقیقی کے لیے شکر کا جذبہ پیدا ہوا تو یہ جذبہ قدرتی طور پر منعم کے لیے اظہارِ احسانِ مندی، اظہارِ نیازِ مندی اور اظہارِ تذلّل کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ انسان تو انسان حیوانات تک کی جبلت کا بھی یہی حال ہے۔ کتے، بلیاں، گھوڑے، گدھے جس کی بھی آپ پرورش کیجئے اور جس پر بھی کوئی احسان کیجئے ناممکن ہے کہ وہ آپ کو دیکھیں اور آپ کے سامنے اپنی نیازِ مندی کا اظہار نہ کریں۔ یہ اظہارِ نیازِ مندی ان کی آواز، ان کی حرکات اور ان کی صورت و ہیئت ہر چیز سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ چیز انسانی فطرت کے اندر حیوانات کی جبلت کے لحاظ سے زیادہ نمایاں ہے اور ہونی بھی چاہیے۔ چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ جس کا بھی ہم پر کوئی احسان ہوتا ہے ہم اس کے احسان پر ممنونیت کا اظہار اپنی زبان سے بھی کرتے ہیں اور اپنی صورت و حالت سے بھی۔ جو لوگ محسن کے احسان کا یہ حق ادا نہیں کرتے ہمارے اندر کہینے، گھٹیا اور احسان فراموش اور نا احسان شناس سمجھے جاتے ہیں۔ ہمارا یہ رویہ اپنے محسنوں کے ساتھ ہوتا ہے یا ہونا چاہیے اور یہی رویہ فطرتِ انسانی کا حقیقی تقاضا ہے۔ پھر اسی سے اندازہ کیجئے کہ اس ذات کے انعامات و احسانات کے مقابل میں ہمارا کیا رویہ ہونا چاہیے جو نہ صرف تمام انعامات و احسانات ہی کا منبع ہے بلکہ خود ہمارے وجود کا سرچشمہ بھی ہے۔ جس کے انعامات و احسانات عارضی اور وقتی نہیں ہیں بلکہ دائمی اور ابدی ہیں۔

ظاہر ہے کہ اپنے حقیقی محسن و مرتبی کے لیے بندہ اپنی کامل نیاز مندی اور کامل بندگی کا اظہار کرنا چاہے گا۔ اگر اس نے اپنی فطرت میں کوئی خرابی نہیں پیدا کر لی ہے تو یہ چیز عین اس کی فطرت کا مطالبہ ہے۔ جس کو پورا کئے بغیر وہ دل کا اطمینان اور روح کا سکون حاصل ہی نہیں کر سکے گا۔ اگر کسی کے اندر یہ چیز ظاہر نہ ہو رہی ہو تو غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ اس کے دل کے اوپر یا تو غفلت کا حجاب ہے یا حماقت کا۔ اسی اظہارِ ممنونیت و نیاز مندی اور اسی اظہارِ تذلل کو عبادت کہا جاتا ہے۔ یہ اظہارِ زباں، حرکات اور صورت و ماہیت ہر چیز سے ہوتا ہے۔ جب تک ہر چیز سے یہ اظہار نہ ہو اس کی اصلی حقیقت وجود پذیر نہیں ہو سکتی اس وجہ سے آدمی کی عبادت کی تکمیل میں اس کی ہر چیز کسی نہ کسی نوعیت سے شریک ہوتی ہے۔ سر سے لے کر پاؤں تک اس کے جتنے بھی اعضاء و جوارح ہیں سب اس میں اپنا حصہ ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح اس کے اندر جتنی بھی عقلی و روحانی قابلیتیں ہیں سب اس میں اپنا نذرانہ پیش کرتی ہیں بلکہ اس کی حقیقی تکمیل ہوتی ہی اس وقت ہے جب آدمی اپنے ان وسائل و ذرائع کو بھی اس کام میں شریک کرے جن سے وہ اس دنیا میں اپنی ضروریات اپنی خواہشوں اور منصوبوں کی تکمیل کرتا۔

قرآن مجید نے متعدد مقامات پر واضح کیا ہے کہ اللہ کی عبادت درحقیقت خدا کی شکر گزاری ہی کی عملی صورت ہے۔ مثلاً فرمایا:

بَلِ اللّٰهِ فاعْبُدُوْكُمْ وَرَبِّ  
السَّامٰوٰتِ اِلٰهًا ۝۱۶۲ (الزمر، ۶۶)

بلکہ صرف اللہ ہی کی بندگی کرو اور اس کے شکر گزاروں میں سے بنو۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَاعْبُدُوْهُ وَاَشْكُرُوْا لَہٗ  
(الحنکوت، ۱۷)

اور اسی کی بندگی کرو اور اسی کے شکر گزار بنو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں روایات میں موجود ہے کہ آپ رات میں نمازوں میں اتنی اتنی دیر تک قیام فرماتے کہ آپ کے دونوں پاؤں سوج سوج جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ کے تمام اگلے پچھلے معاملات کو بخشتے جانے کا اعلان کر دیا گیا ہے تو آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ!

افلا اکون عبدًا شکورًا۔ کیا میں یہ بات نہ چاہوں کہ خدا کا

شکر گزار بندہ بنوں؟

اس سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ عبادت میں اصل محرک اللہ کی شکر گزار نبی کا احساس اور جذبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر ہمیں اپنی عبادت کا حکم دیا ہے تو اس لئے نہیں کہ اس کو یہ بات پسند ہے کہ ہمیں کسی مشقت اور زحمت میں مبتلا کرے بلکہ اس نے یہ پسند فرمایا کہ ہمارے جذبہ شکر گزار نبی کے اظہار کے لیے ایسی شکلیں معین فرمائے جو اس کی نگاہوں میں پسندیدہ اور ہمارے لیے زیادہ سے زیادہ نافع اور موجب خیر و برکت ہیں۔

عبادت کی اس روح کے لحاظ سے حقیقی عبادت وہی ہے جو خدا کی شکر گزار نبی کے سچے جذبے کے ساتھ ادا کی جائے۔ اگر کوئی عبادت اس جذبے سے خالی ہو آدمی اس کو ایک بار اور ایک مصیبت سمجھ کر کسی نہ کسی طرح اس سے جان چھڑانے کی کوشش کرے تو یہ عبادت وہ عبادت نہیں جو خدا کے ہاں قبولیت کا درجہ حاصل کرے۔ (تزکیے نفس جلد دوم)

اے میرے مالک میں نے گتے کو دیکھا ہے وہ اپنے عارضی اس محسن و مالک کے قدموں سے چمٹ جاتا ہے جو اسے لقمہ ڈالتا ہے۔ حالانکہ وہ اس کا خالق نہیں۔ تو میرا خالق ہے، مالک و پروردگار بھی ہے۔ تو نے میرے عیبوں پر پردہ ڈال

رکھا ہے۔ مجھے تو ہر شے سے بڑھ کر تیرے قدموں میں گرنا چاہیے۔ اگر تو نے دل دیا ہے تو اسے اپنی یاد میں لگے رہنے کی توفیق دے۔ زباں دی ہے تو اپنی حمد کے ترانے لاپنے کا شوق دے دے۔ جبیں دی ہے تو اسے اپنی بارگاہ میں سجدہ ریزی کی لگن اور ٹرپ عطا فرما دے۔ میرے ہر عضو کو توفیق دے کہ وہ تیری بارگاہ میں اپنے ظاہر و باطن کے خشوع و خضوع کے ساتھ جھکا رہے۔ اور تیرا شکر ادا کرتا رہے۔

امام احمد بن حنبل نمازیوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تکبر سے بچو کیونکہ اسکی وجہ سے عمل قبول نہیں ہوتا لہذا نماز میں تواضع اختیار کرو۔

فاذا قام احدكم في صلاته	جب بھی کوئی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس
بين يدي الله عز وجل	میں حاضر ہو تو وہ دل میں اپنے اوپر ہونے
فليعرف الله عز وجل	والی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اور اس
في قلبه بكثره نعمه عليه	کے احسانات کو یاد کرے کہ اللہ تعالیٰ
واحصانه اليه فان الله	نے تو مجھے نعمتوں سے نواز رکھا ہے مگر
عز وجل قد اوقره نعمًا	میں نے اپنے نفس کو گناہوں اور
وانه اوقر نفسه ذلوبيًا	اس کی نافرمانیوں میں ملوث کر رکھا
فليبالغ في الخشوع و	ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کے حضور خوب
الخشوع لله عز وجل	خشوع و خضوع سے کام لے۔

(الصلاة، ۱۸۶)

## ۸۔ خوف و شوق کی کیفیتیں آنسو بہانا

نہی حالت نماز اور نماز کے علاوہ بھی اپنے رب کے خوف و شوق میں

آنسو بہانا اپنا معمول بنائے۔ کبھی خشیتِ الہی سے دل دل جاٹے اور آنکھیں  
آنسوؤں سے لبریز ہو جائیں اور کبھی اس کے ہجر و فراق میں دل تڑپ اٹھے اور  
آنکھیں اس کا ساتھ دیں۔ کبھی اپنے اعمال کے مقابلہ میں اس کی رحمتوں پر شرمندگی  
کے آنسو آئیں۔ اگر انسان کو یہ کیفیت نصیب ہو جائے تو نماز کا مرحلہ نہایت ہی  
کامیابی سے طے کیا جاسکتا ہے۔

## دلوں کی سختی اللہ کو پسند نہیں

قرآن مجید میں بنی اسرائیل کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ ان کے دل پتھر  
سے بھی زیادہ سخت ہو گئے تھے :

اس کے بعد پھر ان کے دل پتھر کی	ثم قست قلوبکم من بعد
طرح یا اس سے بھی زیادہ سخت	ذلک فہی كالحجارة او
ہو گئے کیونکہ بعض پتھروں سے نہری	متدقسوة وان من الحجارة لما
جاری ہوتی ہیں۔ بعض پھٹ جاتے	یتفجر منه الانہر و
ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور ان	ان منها لما یسقی ینخرج
میں کچھ اللہ تعالیٰ کے خوف میں نیچے گر	منہ الماء وان منها لما
جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال	یہبط من خشية اللہ
سے غافل نہیں۔	وما اللہ بغافل عما
	تعملون۔

(البقرہ: ۷۴)

گویا اللہ کے ہاں نہ رونے والا دل ہرگز پسند نہیں۔ اس لئے دوسرے مقام

پر فرمایا :



فلیضعوا قليلاً وليبکوا  
 انہیں چاہیے کہ وہ ہنسیں کم اور  
 کثیرا۔ (التوباء : ۸۴) روئیں زیادہ۔

بندوں کو تضرع اور زاری کا حکم دیتے ہوئے فرمایا :  
 ادعوا ربکم تضرعاً و  
 اپنے رب کو نہایت ہی عاجزی اور آہستگی  
 وخفیة انه لا یحب  
 سے پکارا کرو بلاشبہ وہ حد سے تجاوز  
 المعتدین۔ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(الاعراف : ۵۵)

اسی سورت میں دوسرے مقام پر فرمایا :  
 واذکر ربک فی نفسک  
 اپنے رب کو دل میں گڑ گڑا کر اور آہستہ  
 تضرعاً وخیفۃ و دون  
 آہستہ پکارا کرو۔  
 الجہر بالقول۔

(الاعراف : ۲۰۵)

اپنے عبادت گزار بندوں کی تعریف و مدح میں فرمایا :  
 اذا تتلى علیہم آیات  
 جب ان پر آیاتِ رحمن پڑھی جاتی ہیں  
 الرَّحْمٰنِ خروا سجدًا  
 تو وہ گر پڑتے ہیں سجدہ میں روتے ہوئے۔  
 و بکیًا۔

(مریم : ۵۸)

عبادت گزاروں کے خوف و شوق کی کیفیت کو یوں بیان فرمایا :  
 تتجافی جنوبہم عن المضاجع  
 ان کے پہلو بستروں سے جدا ہوتے ہیں  
 یدعون ربہم خوفاً وطمعاً  
 اور وہ اپنے رب کو خوف و شوق کی  
 وصما رزقنہم نیفقون۔ حالت میں یاد کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے

انہیں عطا فرمایا سے اس میں محفوظ کرتے  
ہیں۔ (السجۃ: ۱۶)

سورہ زمر میں خشیتِ الہی کی کیفیت ان الفاظ میں بیان ہوئی :  
تقشعرونہ جلود الذین یخشون ربہم ثم قلبین جلودہم  
وقلوبہم الی ذکر اللہ ذلک  
ہدی اللہ یہدی بہ من  
یشاء ومن یضلل اللہ  
فما لہ من ہاد۔  
(الزمر: ۲۳)

اس کلامِ الہی سے ان لوگوں کے دل کھپا  
اٹھتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔  
پھر ان کے بدن اور ان کے دل اللہ  
تعالیٰ کے ذکر کے لئے نرم ہو جاتے ہیں  
یہ اللہ کی ہدایت ہے اس کے ساتھ  
جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور  
جسے اللہ گمراہ قرار دیدے تو اسے کوئی  
ہدایت دینے والا نہیں۔

ایک مقام پر اپنے بندوں کو بیدار کرتے ہوئے فرمایا :  
الم یأْن للذین امنوا  
ان تخشع قلوبہم لذكر اللہ  
وما نزل من الحق ولا یكونوا  
کالذین اولوا کتاب من  
قبل فطال علیہم الامم  
فقت قلوبہم۔  
(الحمد: ۱۶)

کیا اہل ایمان کے لیے ابھی وہ وقت نہیں  
آیا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے  
لیے نرم ہو جائیں اور اس کے لیے جو حق  
سے اترا ہے اور ان لوگوں کی طرح نہ  
ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی  
پھر ان پر لمبا زمانہ گزر گیا تو ان  
کے دل سخت ہو گئے۔

## حضور علیہ السلام کا آنسو بہانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ظاہری حیات خوف و شوق الہی میں ترپتے ہوئے گزری۔ ہم یہاں صرف آپ کی نماز میں چند کیفیات کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ نماز کو آپ نے سراپا خشوع و خضوع اور تضرع و زاری قرار دیا ہے:

انما الصلوة تخشع وتضرع نماز سراپا خشوع، زاری کرنا اور  
وتمسکن۔ اظہار مسکنت کا نام ہے۔

حضرت عبداللہ بن الشیخراپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نماز پڑھ رہے تھے:

وفي صدره ازيزكازيز اور آپ کے سینہ اقدس میں رونے  
المرجل۔ کی آواز اس طرح آئی تھی جس طرح  
ہنڈیا کے کھولنے کی آواز آتی ہے۔

دوسری روایت میں ہے:

ازيزكازيزالرحامنالبكاء۔ کہ رونے کی آواز اس طرح آرہی تھی  
(مسند احمد، ۳: ۲۵) جس طرح چکی چلنے کی آواز آتی ہے۔

## آنسوؤں کے چہرہ، وارٹھی مبارک اور زمین کا ترہونا

محدث ابن جہان حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ ہمیں حضور علیہ السلام کی کوئی ایسی بات بتائیں جو نہایت ہی عجیب ہو۔ انہوں نے کچھ دیر خاموش رہنے

کے بعد فرمایا ایک رات اللہ کے حبیب میرے ہاں تشریف لائے۔ فرمانے لگے اے عائشہ!

ذریعہ العبد اللیلۃ رجباً؟ مجھے اجازت دے تاکہ میں آج رات

اپنے رب کی عبادت کروں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو آپ کا قرب چاہتے ہوئے ہر اس بات کو پسند کرتی ہوں جس سے آپ خوش ہوں۔ اس کے بعد آپ نے وضو فرمایا اور نماز میں اللہ کے حضور کھڑے ہو گئے۔

فلم یزل یبکی صلی اللہ

اتنے روئے کہ آپ کا چہرہ مبارک تر

علیہ وسلم حتی بل جہرۃ

ہو گیا۔

اس کے بعد آپ بیٹھ گئے :

فلم یزل یبکی صلی اللہ

پھر اتنے روئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم حتی بل لحتیہ

کی داڑھی مبارک تر ہو گئی۔

پھر اس کے بعد

بکی حتی بل الارض۔ اتنے روئے کہ زمین تر ہو گئی۔

حتی کہ فجر ہو گئی۔ حضرت بلال نماز کے لیے عرض کرنے حاضر ہوئے تو دیکھا اللہ

کے حبیب زار و قطار رو رہے ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ آپ اتنا کیوں روتے ہیں

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشش کی اطلاع فرمادی ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا :

افلا اکون عبداً شکوراً

کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ

ہوں؟

(التغییب ۳: ۳۲)

## ۹۔ مقبولان بارگاہِ ایزدی کی نماز کا مطالعہ

نماز میں حضور قلب اور خشوع و خضوع کے حصول کے لیے مقبولان بارگاہِ ایزدی، خصوصاً محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا مطالعہ بھی نہایت ہی مفید ہے جس کی کچھ جھلکیاں کتاب کے سابقہ صفحات پر آپ نے ملاحظہ کیں۔ درج ذیل معمولات مبارکہ سے بھی ذہن و دل کو متطہر کیجئے۔

حضرت عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ اپنے ربِّ اکرم کے حضور نماز میں تھے۔ میں نے سنا:

بجوفتہ ازین کا زین المرحل      آپ کے سینہٴ اقدس سے رونے کی

من البكاء۔      آواز اس طرح آرہی تھی جیسے ہنڈیا

(شرح شمائل للقادی، ۲: ۱۱۶)      کے کھولنے کی آواز آتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ سوچ کر سن ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ ایزدی میں نماز شروع کی۔ اتنا طویل قیام کیا کہ رکوع کی امید نہ رہی۔ اس کے بعد رکوع اتنا طویل فرمایا کہ قریب تھا سرِ اقدس نہ اٹھائیں۔ پھر طویل قومہ فرمایا، اس کے بعد طویل سجدہ فرمایا۔ اس کے بعد یہ کہتے ہوئے

فجعل ینفخ ویبکی ویقول      آپ نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا

رب الم تعدنی ان لالعذبہم      اے میرے رب کیا آپ نے وعدہ نہیں

وانا فیہم رب الم تعدنی      فرمایا، میرے ہوتے ہوئے انہیں عذاب

ان لالعذبہم وھم لیستغفرونا      نہیں دے گا کیا آپ نے وعدہ نہیں

و نصح نستغفرک ۔  
 فرمایا اگر وہ بخشش طلب کر لیں تو ہم  
 عذاب نہیں دیے گئے ۔ اے اللہ ہم  
 آپ سے بخشش طلب کرتے ہیں ۔

اسی طرح آپ نے دو رکعتیں ادا کیں یہاں تک کہ سورج گرہن دور ہو گیا ۔ آپ  
 منبر پر تشریف لائے ۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے  
 نشانیوں میں سے ہیں ۔ یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے ہرگز بے نور نہیں ہوتے جب  
 انہیں بے نور دیکھو تو ذکر الہی کا سہارا لیا کرو ۔

( شمائل ترمذی ، باب ماجاء فی بقاء رسول اللہ )

## نماز میں آنسوؤں کی برسات

حضرت عطاء بیان کرتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عمر اور عبید بن عمیر ام المومنین سیدہ  
 عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ عبد اللہ بن عمر نے آپ سے عرض کیا مجھے رحمت  
 کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایسا معمول بتائیں جو بہت ہی عجیب ہو ۔ ان کا یہ سوال سن کر  
 آپ رو پٹیں اور فرمانے لگیں آپ کا تو ہر معاملہ ہی عجیب تھا ۔ ایک مرتبہ آپ رات میرے  
 پاس تشریف لائے ۔ جب لیٹ گئے تو مجھے فرمانے لگے ۔ اے عائشہ کیا مجھے اپنے رب  
 کریم کی عبادت کی اجازت دیتی ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ کا قرب خداوندی  
 نہایت ہی پسند ہے اور جو آپ کی تمنا و آرزو ہے وہی مجھے بھی پسند ہے ۔ اس کے  
 بعد آپ پانی کے مشکیزہ کی طرف متوجہ ہوئے ۔ وضو فرمایا مگر پانی زیادہ استعمال نہ فرمایا ۔  
 پھر حالت قیام میں تلاوت قرآن فرمانے لگے ۔

ثم بکی حتی رأیت رموعہ  
 اور رونے لگے حتی کہ میں نے دیکھا  
 آپ کے مبارک آنسوؤں کی وجہ سے آپ  
 بلبت حجزتہ ۔

کا قمیص تر ہو گیا۔

پھر آپ نے دائیں پہلو کا سہارا لے کر دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ لیا۔

تم بکی حتی رأیت رموعه پھر آپ روتے رہے حتی کہ آپ

قد بلبت الارض۔ کے مبارک آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔

تمام رات اسی حال میں بسر ہو گئی۔ جب صبح کی نماز اور جماعت کے لیے بلال حاضر ہوئے انہوں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر نڈھال ہو چکے ہیں تو عرض کیا:

یا رسول اللہ آپ کیوں رو رہے ہیں۔

غض اللہ لك ما تقدم من

ذنبك وما تأخر۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے تمام معاصات پر بخشش کی خوشخبری دی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

افلا اکون عبداً شکوراً۔ کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(الوفاء ۲۰: ۵۲۰)

## صحبت نبوی سے فیض یاب لوگوں کی نماز

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے بجاہِ راست فیض پانے والے صحابہ کی نماز کی کیفیات اور احوال پر ان میں سے ہر ایک کی سوانح شاہد ہے۔ ہم یہاں صرف ایک صحابی کی نماز کا حال بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز میں ایسی سوتیں پڑھتے جن میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کا بیان ہوتا اور ان چیزوں سے اس قدر متاثر ہوتے کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی۔ حضرت عبداللہ بن شداد بیان کرتے ہیں: حضرت عمر جب یہ آیت تلاوت کرتے،

إِنَّمَا أَشْكُوا بَثِّي وَ  
حَزْنِي إِلَى اللَّهِ -  
میں اپنی مصیبت اور رنج کی بتا  
اللہ ہی کے آگے عرض کرتا ہوں۔

تو اس زور سے روتے کہ میں کھلی صفوں میں اُن کے روتے کی آواز سنتا۔  
امام حسن رضی اللہ عنہ سے منقول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ نماز ادا کر  
رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے :

إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهُ  
مِنْ دَافِعٍ -  
یقیناً تیرے رب کا عذاب واقع ہو کہ  
رہے گا اس کو کوئی روکنے والا نہیں۔

تو آپ اس قدر روئے کہ روتے روتے آنکھیں سوج گئیں۔  
حضرت عبد اللہ بن صائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ  
عنہ کسی وجہ سے عشا کی نماز میں لیٹ ہو گئے۔ اس لیے میں نے جماعت کر دانا شروع  
کی۔ آپ بعد میں آکر نماز میں شریک ہو گئے جب میں نے سورہ زاریات کی یہ  
آیت مبارکہ تلاوت کی

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا  
تُوعَدُونَ -  
تمہارا رزق اور جس کام سے وعدہ کیا  
گیا ہے آسمان میں ہے۔

تو آپ کی زبان سے بے اختیار یہ کلمات نکلے انا اشهد (میں گواہی دیتا ہوں)  
اور اتنی بلند آواز سے روئے کہ مسجد گونج اٹھی۔ (کنز العمال)

## ۱۰۔ نماز سے محبت

حضور قلب اور خشوع و خضوع کے لیے ضروری ہے کہ آدمی کو نماز سے  
والہانہ لگاؤ، محبت اور عشق ہو۔ سابقہ صفحات میں آپ نے پڑھا۔ حضور علیہ السلام  
کی طبیعت مبارکہ جب بے چین ہوتی تو آپ بلال کو حکم دیتے۔ بلال نماز کا انتظام و



اہتمام کرو (اذان) کہہ کر ہمارے لیے راحت و سکون کا سامان کرو۔  
 نماز کیسا تھ مقبولان بارگاہِ خداوندی کی محبت کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی دشمن سولی پر  
 چڑھاتے وقت ان کی خواہش پوچھتا تو وہ کہتے آخری تمنا صرف یہ ہے کہ ہمیں اس  
 وقت اپنے رب کے حضور سجدہ ریزی نصیب ہو جائے۔

بعض بزرگوں کا یہ قول بھی ملتا ہے کہ اگر جنت میں نماز نہ ہوئی تو میں اپنے  
 رب کی بارگاہ میں عرض کروں گا اے اللہ مجھے جنت میں نہ بھیج۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے۔ آپ کہا  
 کرتے تھے:

"اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا اور پوچھا تو میں عرض کروں گا:  
 یا اللہ مجھے اپنے عرش (جلوہ گاہ) کے سامنے مصلیٰ بچھا کر ہمیشہ حالت  
 سجدہ میں رہنے کی اجازت دے دے۔"

## پیشانی کو مٹی کھا گئی

نماز سے محبت کرنے والوں میں سے ایک شخص حضرت مرۃ ہمدانی ہیں۔ ان  
 کے بارے میں منقول ہے کہ اتنا طویل سجدہ کرتے،

حتیٰ اکل التراب جبینہ کہ ان کی پیشانی کو مٹی کھا گئی۔

ان کے وصال کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھا ان کی پیشانی چمک دار ستارہ  
 کی طرح پُر نور تھی۔ عرض کیا گیا یہ نور کیسا ہے؟ فرمایا میرے

کسی موضع السجود یا کل ان سجدہ کرنے والے اعضاء کو

التواب له نوراً۔ نور سے مزین کیا گیا جنہیں مٹی کھا

(الروح، ۲۲) گئی تھی۔

## قبر میں نماز پڑھنا

حضرات انبیاء علیہم السلام کا نماز سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کا قبر میں نماز ادا کرنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے **سالتنا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:**

الانبياء احياء في قبورهم  
يصلون (الطبرانی)

تمام انبیاء قبور میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔

انہی سے دوسری روایت ہے:

ایت لیلۃ اسری لیلۃ  
علی موسیٰ یصلی فی قبرہ۔  
(المسلم، النساء)

میں معراج کی رات موسیٰ کے پاس سے گزرا تو وہ قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔

## حضرت ثابت بنانی کا قبر میں نماز ادا کرنا

امام ابو نعیم نے حلیہ میں نقل کیا ہے کہ حضرت لیسا بن حبیش نے اپنے والد گرامی سے بیان کیا اللہ وحدہ لا شریک کی قسم میں نے جب حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو قبر میں اتارا تو میرے ساتھ حمید اور ایک اور شخص تھے۔ جب ہم نے لحد کی کچی اینٹیں لگائیں تو ان میں سے ایک نیچے گری۔

فاذا به یصلی فی قبرہ۔ (تو دیکھا ثابت بنانی نماز ادا کر رہے تھے) میں نے ساتھی سے کہا یہ حسین منظر دیکھ رہے ہو۔ اس نے کہا خاموش ہو جاؤ۔ ہم فارغ ہو کر ان کے گھر گئے۔ ان کی صاحبزادی سے پوچھا

ماکان عمل ثابت؟ ثابت کا عمل کیا تھا؟

کہنے لگیں تم نے کچھ دیکھا ہے! ہم نے تمام واقعہ انہیں سنایا تو انہوں نے بتایا:

کان ليقوم الليل خمسين  
سنة فاذا كان السحر قال  
في دعائه اللهم ان كنت  
اعطيت احدا الصلاة في  
قبره فاعطيتها فما كان  
الله ليرد ذلك الدعاء۔

آپ پچاس سال سے رات کو اللہ کے  
حضور قیام کرتے۔ جب سحری کا وقت  
آتا تو یہ دعا کرتے اے اللہ اگر  
آپ قبر میں کسی کو نماز عطا فرماتے  
ہیں تو مجھے بھی عطا کیجئے تو اللہ تعالیٰ  
نے ان کی دعا رد نہیں کی۔

شیخ محمد بن علوی مالکی نے ان روایات کے پیش نظر نماز کے بارے میں لکھا:

وفي حضائص الصلاة ان  
من حافظ على صلواته في  
الدنيا متحسقا بها فانه  
لا يزال يصلى في قبره متنعما  
بصلواته وهذا مقام اعطاه  
الله تعالى لجميع انبيائه  
صلوات الله تعالى عليهم  
اجمعين وقد يكوم به من  
شاء من عبادة الصالحين۔

نماز کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ جس نے  
دنیا میں نماز سے عشق و محبت رکھا  
اسے اللہ تعالیٰ قبر میں بھی بطور انعام  
نماز کی ادائیگی کی تو فائق عطا فرماتا ہے  
اور یہ مقام اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء  
علیہم السلام کو عطا فرمایا ہے اور اپنے  
صالح اور مقرب بندوں میں سے  
جسے چاہے یہ مقام دے دے۔

(شرف الامة المحمدية، ۵۲)

فُصُولٌ مُهِمَّةٌ

فِي

حُصُولِ الْمَيْمَةِ

حَضْرَتِ مُلَّا عَلِي قَارِي

## نماز کی نمازی کے لئے دعا!

اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
ان العبد اذا صلى فاحسن الصلاة سعدت  
ولها نور فاذا انتهت الى البواب السماء فتحت لها  
البواب السماء وتشفع لصاحبها وتقول

**حفظك اللهم كما حفظتني**

و اذا السأء في صلاته فلم يتم ركوعها وسجودها و  
حدودها سعدت ولها ظلمة فتقول

**ضيعك اللهم كما ضيعني**

فاذا انتهت الى البواب السماء غلقت البواب السماء  
دونها

**ثم لفت كما يلف الثوب الخلق  
فيضرب بها وجه صاحبها**

(رواه الطبرانی فی الکبیر من حدیث عبادہ بن صامت رض)

(ترجمہ) بندہ جب محبت سے نماز ادا کرتا ہے تو وہ نور کی صورت میں آسمان کی طرف جاتی ہے۔ اس کیلئے  
آسمانی دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ نمازی کے لئے اللہ کے حضور شفاعت کرتی ہے اور  
یہ دعا دیتی ہے اے نمازی اللہ تیری اسی طرح حفاظت کرے جیسے تو نے میری کی ہے اور اگر آدمی نماز  
کا رکوع و سجود اچھی طرح نہ کرے تو وہ ایک ظلمت کی صورت میں یہ کہتی ہے کہ اے نمازی اللہ تجھے اسی  
طرح برباد کرے جیسے تو نے مجھے ضائع کیا ہے۔ پس جب وہ آسمان تک پہنچتی ہے تو آسمانی  
دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں پھر اس نماز کو پرانے کپڑے کی طرح پیٹ کر نمازی کے منہ پر مار دیا  
جاتا ہے۔

# فہرست

۱۱۷	سبب تالیف کتاب
۱۱۹	قرآن اور اقامت نماز
۱۲۰	اقامت نماز کا مفہوم
۱۲۸	تعدیل ارکان کے بارے میں علماء کے اقوال
۱۲۹	شیخ الاسلام شمس الاممہ سرخسی
۱۳۰	اعادہ کے اوقات
۱۳۱	چھ چیزوں کا بیان
"	سراٹھانے کی مقدار
۱۳۵	نفر کا لاحق ہونا
"	بغض کا پیدا ہونا
"	اپنی ذات کی امانت اور سقوط شہادت کی وجہ سے غیر کے حقوق کا ضیاع
"	لوگوں کا گنہگار ہونا
۱۳۶	معصیت کا اظہار
"	وجوب اعادہ
۱۳۷	ایسے ائمہ کی اقتداء نقصان دہ ہوگی

- ۱۳۸ جلد بازی شیطانی عمل ہے
- " جو اذکار انتقال میں مشروع تھے وہ اس کے بعد ہو جائیں گے
- ۱۳۹ اذکار میں لحن کا لازم آنا
- ۱۴۱ وہ اہم مسائل جو معرفت و جوہر متابعت میں مفید ہیں
- " اقوال فقہاء کرام
- ۱۴۲ حالت رکوع میں اقتداء امام کی معرفت
- ۱۴۳ معرفت آداب سجدہ
- ۱۴۹ امام کی متابعت
- ۱۵۱ ظاہر کے ساتھ اپنے باطن کی اصلاح پر زیادہ توجہ دیجئے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا يَا كَرِيْمُ !  
 تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اقامتِ نماز کے ساتھ دین کو قائم  
 فرمایا۔ نماز کا حکم دیتے ہوئے اس کے شرائط، ارکان اور واجبات کی رعایت  
 کی تلقین فرمائی۔ اس کے سنن و مستحبات کو احسن انداز میں ادا کرنے پر ثواب کا  
 وعدہ فرمایا اور اس کے مفسدات، محرمات اور مکروہات کے ارتکاب پر زجر و  
 وعید فرمائی۔

صلوٰۃ و سلام نازل ہو اس ذات اقدس پر جس نے ہر حال میں نماز کو اپنی آنکھوں  
 کی ٹھنڈک بنا لیا حتیٰ کہ فرمایا کرتے،

اے بلال اذان دیکر ہمیں نماز کے

ارحنا یا بلال

ذریعے راحت دے۔

کیونکہ نماز مومن کی معراج اور مہمین کے ساتھ مناجات ہے۔ کتنی سعادت ہے  
 اس کے نئے جو نماز قائم کر لیتا ہے۔ اور کتنی شقاوت ہے اس کے لیے جو اس  
 سے روگردانی کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ راضی ہو آپ کی آل پر، اصحابِ اتباع اور  
 ان احباب سے جو صاحبِ معرفت و حضور اور صاحبِ رکوع و سجود ہیں۔

سبب تالیف کتاب

حمد و صلوة کے بعد :



رب باری کے کرم کا محتاج علی بن سلطان محمد القاری عرض گزار ہے کہ جب میں نے عوام الناس جہلاء بلکہ اکثر علماء و فضلاء بلکہ جو شخصیت کا دعویٰ رکھتے ہوئے اپنے آپ کو ولی تصور کرتے ہیں دیکھا کہ وہ نماز کو اہمیت نہیں دیتے، اور اسے کامل ادا کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ خصوصاً رکوع و سجود اور قومہ و جلسہ اور قعود میں لاپرواہی برتتے ہیں اور یہ وہ باب ہر جگہ پھیل گئی ہے۔ عبادت کی جگہ رسم نے لے لی ہے۔ عوام خواص کی اقتداء کر رہے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ اس دور کے علماء کے اعمال کی اقتداء جائز نہیں بلکہ ضرورت کے پیش نظر صرف ان کے اقوال سے رہنمائی لینا چاہیے۔ علماء کے فساد کی وجہ سے جہاں برباد ہو جاتا ہے۔ چند کے ماسوا، سب سیدھے راستے سے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور خود سیدھے راستے سے ہٹ چکے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے عبادات کے معاملہ میں احتیاط و رعایت چھوڑ کر اسلاف کی راہ ترک کر دی ہے اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سچا ہے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ  
أَصَاغُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا  
الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ  
غِيَابًا۔

ان کے بعد آنے والوں نے نماز ضائع  
کی اور شہوات کی اتباع کی تو وہ عنقریب  
غی میں جائیں گے۔

دوسرے مقام پر فرمایا  
إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ  
عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ  
يَبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ  
حَسَنَاتٍ۔

مگر وہ شخص جس نے توبہ کر لی، بات  
مان لی اور اچھے اعمال کیے تو اللہ ان  
کے گناہوں کو نیکیوں کے ساتھ بدل  
دے گا۔

تذمیرے دلِ قاصر میں یہ بات پیدا ہوئی کہ کیوں نہ اپنے بھائیوں اور دوستوں کو متنبہ کروں کیونکہ دین سرِ اُپا خیر خواہی کا نام ہے جو ایمان، کمالِ احسان اور کاملہ ایقان سے پیدا ہوتی ہے تاکہ ہم غفلت کی نیند سے جاگ کر حضوری کی بیداری پالیں۔  
مقامِ توبہ سے اٹھ کر مرتبہ رجوع کو حاصل کریں۔ اب ہم اس مقصود میں شروع ہوتے ہیں جس سے ذلت دور اور عزت و عناد دائمی حاصل ہوگا۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اللہ تعالیٰ ہمیں وہ بلند مقام، مرتبہ حسنیٰ اور وجہ اعلیٰ پر لقا مولیٰ تک رسائی عطا فرمائے۔ فاقول وباللہ التوفیق وبیدہ عنان التحقیق!

### قرآن اور اقامت نماز

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز کو الفاظِ اقامت اور محافظت کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے ماسوائے ان چند مقامات کے یہاں ان لوگوں کا ذکر ہے جو نماز سے غفلت برتتے ہیں اور اس کی رعایت نہیں کرتے۔ مثلاً۔

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ  
عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ۔  
پس ویل ہے ایسے نمازیوں کے لیے جو  
اپنی نمازوں کو بھولے ہوئے ہیں۔

(الماعون)

یعنی یا تو وہ بالکل نماز سے اعراض کرتے ہیں یا اس کے حقوق سے غافل ہیں اسی لئے (من صلاتهم ساهون) نہیں فرمایا کیونکہ انسان، نسیان سے ماخوذ ہے۔ اللہ ہی ذاتِ بلند و والا ہے کہ اس پر سہوا اور نسیان طاری ہونا محال ہے۔

حدیث صحیح میں جو وارد ہے وہ بھی اسی معنی کی تائید کر رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔

رفع عن امتی الخطاء د میری امت سے خطا، نسیان اور  
النسیان وما استکرهوا جس پر کسی کو مجبور کیا گیا، اٹھایا  
علیہما۔ (ابن ماجہ، کتاب الطلاق) گیا ہے۔

### اقامتِ نماز کا مفہوم

اقامتِ نماز سے مراد اس کے ارکان میں تعدیل سے کام لینا ہے اور اس کو  
بہر اس ٹیڑھے پن سے محفوظ رکھنا ہے جو اس کی شان کے خلاف ہو جیسا کہ صاحب  
کشاف، صاحب مدارک اور امام بیضاوی نے تفاسیر میں کہا ہے۔ اگر آپ کہیں  
کہ اس سے تو تعدیل ارکان کی فرضیت کا پتہ چلتا ہے ہم کہتے ہیں کہ جمہور علماء کے ہاں  
تعدیل فرض ہی ہے لیکن محققین فقہاء کہتے ہیں کہ فرض وہ حکم ہوتا ہے جو دلیل قطعی سے  
ثابت ہو اور دلیل ظنی سے ثابت ہونے والا حکم واجب ہوتا ہے تو چونکہ اقامت  
کی تفسیر لفظ محافظت و مداومت سے بھی کی گئی ہے۔ اس لئے آیت قطعی الدلائل  
نہ رہی۔

اب اگر یہ پوچھا جائے کہ جب احتمال آگیا تو استدلال درست نہ رہا تو ہم  
کہیں گے کہ قول صحیح کے مطابق ترجیح کے ساتھ حجت و استدلال ہو سکتا ہے۔  
اکثریت کا قول، قول اول ہی ہے اور وہی مختار ہوگا اور معنا بھی اظہر ہے۔ اور  
وہ حقیقت کے زیادہ قریب ہے۔ لہذا اسی پر اعتماد مناسب ہے بلکہ صاحب کشاف  
نے کہا:

ان الاقامة فی معنی تعدیل اقامت کا معنی تعدیل ارکان ہی

ہے۔

الارکان۔

اور یہی اس کا حقیقی معنی ہے اور باقی معانی کو مجازی قرار دیا۔

پھر یہ معنی احادیث نبویہ سے مؤید، ادلہ شرعیہ سے مؤکد اور اکابر ملتِ اسلامیہ اور اعظم ائمہ حنفیہ سے منقول ہے ہم پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کا ذکر کریں۔ کیونکہ مقدم ہونا انہی کا حق ہے اس کے بعد علماء و فقہاء کے اقوال لائیں گے۔

۱۔ صحاح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل المسجد فدخل رجل فصلی ثم جاء وسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فردہ و قال ارجع فصل فانک لم تصل فرجع فصلی کما صلی ثم جاء فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فردہ وقال ارجع فصل فانک لم تصل ثلاثا فقال - والذی بعثت بالحق ما احسن نصیرہ فعلمنی فقال اذا قمت الی الصلوٰۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن ثم ارکع حتی تطمئن راکعاً ثم ارفع حتی تعتدل قائماً ثم اسجد حتی تطمئن ساجداً

حضور علیہ السلام مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص مسجد میں آیا۔ اس نے نماز پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور اس سے فرمایا لوٹ جا اور نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ شخص واپس چلا گیا اور اس نے پہلے کی طرح نماز پڑھی۔ پھر آپ کی خدمت میں آیا اور سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوٹ اور نماز دوبارہ پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ شخص چلا گیا۔ اس طرح تین بار ہوا پھر اس شخص نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے حق دے کر آپ کو مبعوث فرمایا میں اس سے بہتر نماز

ثم ارفع حتى تطمئن جالسًا  
وان فعل ذلك في الصلوة كلها.

نہیں پڑھ سکتا۔ مجھے صحیح نماز کی تعلیم  
دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ  
قرآن میں سے جو کچھ آسانی سے پڑھ  
سکے اس کی قرأت کر۔ اطمینان سے  
رکوع کر۔ پھر رکوع سے اٹھ اور آرام  
سے کھڑا ہو۔ پھر اطمینان سے سجدہ کر  
پھر سجدہ سے سر اٹھا اور اطمینان سے  
بیٹھ۔ پس تمام نماز اسی طرح پڑھ۔

ہم نے حدیث پاک کی مفصل تشریح  
وہی چیز بیان کریں گے جو موضوع سے متعلق ہے۔  
شرح مرقاة میں کر دی ہے۔ یہاں صرف

شیخ اکمل الدین نے شرح مشارق میں "ثم ارجع حتى تعتدل" کے قول  
کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ یہ الفاظ تعدیل ارکان کو واجب قرار دے رہے ہیں  
باقی تعدیل ارکان طمانیت قومہ کو بھی شامل ہے۔ جیسا کہ مغرب میں تصریح ہے۔  
اور اسے صاحب الاختیار نے ترجیح دی ہے۔

۲۔ امام بخاری و مسلم حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے  
ارشاد فرمایا

اتموا الركوع والسجود۔  
رکوع اور سجدہ کو تمام و کمال ادا  
دالبخاری کتاب الایمان  
کرو۔

اور تمام اطمینان سے پڑھا ہے لہذا یہ حکم وجوب اطمینان پر دال ہے۔

۳۔ اسی طرح طبرانی نے "الکبیر" میں ابو یعلیٰ اور ابن خزیمہ نے حضرت عمرو

بن عاص، حضرت خالد بن ولید اور حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

رائی رجلاً لا یتم رکوعاً و  
وینقذ فی سجودہ وھو یصلی  
فقال رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم لو مات هذا  
علی حالہ مات علی غیر  
ملۃ محمد۔

ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی  
نماز اس طرح ادا کی کہ رکوع اور سجود  
کو اطمینان سے ادا نہ کیا۔ آپ نے  
فرمایا اگر یہ شخص اسی حالت پر مر جائے  
تو یہ میری امت سے نہیں ہوگا۔

(المعجم الکبیر، ۴: ۱۱۵)

مذکورہ بالا احادیث میں نماز کو اطمینان کے ساتھ ادا نہ کرنے پر شدید وعید  
کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور ایسے شخص کے خاتمہ بالخیر نہ ہونے کا خوف ہے۔ ہم  
اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔

۴۔ امام بخاری حضرت زبیر بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی  
نے ایک شخص کو دیکھا:

لا یتم رکوعاً ولا سجوداً  
فلما قضی صلاتہ دعاہ  
فقال لہ حذیفۃ ما صلیت  
ولو مت مت علی غیر  
سنۃ۔

جس نے نماز میں رکوع و سجود کو  
اطمینان سے ادا نہ کیا جب وہ شخص  
نماز پڑھ چکا آپ نے اسے بلایا  
اور اس سے کہا کہ تو نے نماز نہیں  
پڑھی۔ اگر تو اس حالت پر مر جائے  
تو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے  
طریقے پر نہیں مرے گا۔

دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں :

ولو مت مت علی غیر الفطرة  
التي فطر الله محمداً علیها  
اگر تو اس حال میں مرے گا تو اس  
طریقہ پر نہیں مرے گا جو محمد صلی  
اللہ علیہ وسلم کا ہے ۔

۵۔ امام مالکؒ اپنی مؤطا میں نعمان بن مرة انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ  
علیہ السلام نے صحابہ سے دریافت فرمایا، تم شرابی، زانی اور چور کے بارے میں کیا  
رائے رکھتے ہو؟ (ابھی ان کے بارے میں احکام نازل نہیں ہوئے تھے) صحابہ  
نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ بُری چیزیں ہیں  
اور ان کے لئے سزا ہے ۔

واسوا للسرقة الذی یسرق  
اور سب سے بُری چوری نماز میں چوری  
صلواتہ ۔  
کرنہ ہے ۔

صحابہؓ نے پوچھا نماز کی چوری کیا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا :  
لا یتم رکوعها ولا سجودها۔ رکوع اور سجود کو اطمینان کے ساتھ  
(الموطا، کتاب قصر الصلاة) ادا نہ کرنا ۔

۶۔ ابوداؤد اور نسائی عبدالرحمن بن شبل سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ علیہ السلام  
نے نماز میں کوتے کی طرح مٹھونگیں مارنا، درندے کی طرح بیٹھنے اور اونٹ کی طرح  
نماز کے لئے جگہ مخصوص کرنے سے منع فرمایا ۔

۷۔ امام احمد ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان حضرت علی بن شیبان سے روایت  
کرتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے ہم نے آپؐ کی بیعت کی او  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی نماز  
کو اطمینان کے ساتھ ادا نہیں کر رہا تھا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپؐ نے

فرمایا:

لا صلوة من لا یقیم صلبه  
فی الركوع والسجود -  
جو شخص رکوع اور سجد کے بعد  
اپنی پشت کو سیدھا نہیں کرتا اس  
کی نماز نہیں ہوتی۔

یہ فرمان نبوی قومہ اور حلبہ کے وجوب پر دال ہے۔  
۸۔ ابو یعلیٰ اور ابہانی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: کہ مجھے رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں قرأت کرنے سے منع فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا:  
اے علی!

مثل الذی لا یقیم صلبه  
فی صلاته کمثل حبلی حملت  
فلما دنالفا سہا اسقطت  
فلاہی ذات حمل ولاہی  
ذات ولد۔  
جو شخص نماز میں پشت سیدھی نہیں  
کرتا اس کی مثال اس حاملہ عورت کی  
ہے جس کا ولادت کے وقت حمل قسط  
ہو جائے۔ نہ وہ حاملہ رہی نہ صاحب  
اولاد۔

۹۔ امام احمد حضرت طلح بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا:

لا ینظر اللہ تعالیٰ الی صلاۃ  
عبد لا یقیم فیہا صلبہ بین  
رکوعہا وسجودہا۔  
اللہ تعالیٰ بندے کی نماز کی طرف  
نظر نہیں فرمائے گا جو رکوع اور سجد  
کے درمیان اپنی پشت کو سیدھا نہیں  
کرتا۔

۱۰۔ مسلم اور ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو تکبیر اور قرأت کو الحمد لله رب العالمین سے



شروع فرماتے تھے۔ رکوع میں سر نہ نیچے کرتے نہ اوپر بلکہ معتدل رکھتے جب رکوع سے اٹھتے تو سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے سجدہ نہ فرماتے اور ایک سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ کرنے سے پہلے سیدھا اطمینان کے ساتھ بیٹھتے۔

یہ حدیث بتا رہی ہے کہ یہ آپ کا دائمی عمل تھا۔ لہذا قومہ، جلسہ افعال واجبہ و ضروریہ میں سے ہو گا۔

۱۱۔ امام اصہبہانی حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آدمی ساٹھ سال تک اس طرح نماز پڑھے کہ رکوع یا سجدے کو اطمینان کے ساتھ ادا نہ کرے تو اس کی کوئی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔ (مجمع الزوائد ۲: ۱۲۱)

۱۲۔ طبرانی "الاوسط" میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا حالانکہ میں بھی اس مجلس میں حاضر تھا۔ اگر تم میں سے کسی کے پاس بکری ہوتی تو وہ اس بات کو ناپسند کرتا کہ بکری کو چارہ نہ ڈالے۔ پس تم کس طرح ارادہ کرتے ہو کہ تم نماز کا اہتمام نہ کرو جو کہ اللہ کے لئے ہے۔

فاموا لصلواتکم فان اللہ پس اپنی نمازوں کو مکمل کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ لا یقبل الا تاماً۔ تعالیٰ مکمل نماز کو قبول فرماتا ہے۔

۱۳۔ اصہبہانی حضرت عمر بن خطابؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ہر نمازی کے دائیں اور بائیں ایک فرشتہ ہوتا ہے اگر وہ شخص اپنی نماز کو صحیح ادا کرنے تو وہ دونوں فرشتے، اسے (یعنی اس کی نماز کو) اوپر لے جاتے ہیں۔

فان لم یتمھا صر باہا وجہہ پس اگر وہ اپنی نماز کو صحیح ادا نہ کرے تو اس کی نماز کو اس کے منہ پر مار دیتے ہیں

۱۴۔ ابن خزیمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھاٹی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ نے آخری صف میں ایک شخص کو آواز دی کہ کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ تو کس طرح نماز پڑھتا ہے۔

ان احدکم اذا قام لصلی الما  
 یقوم یناجی ربہ فلینظر  
 کیف یناجیہ۔  
 (صحیح ابن خزیمہ، باب اتمام السجود)

تم میں سے جب کوئی نماز کے لئے  
 کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے  
 مناجات کر رہا ہوتا ہے پس اسے  
 فکر کرنا چاہیے کہ وہ کس طرح مناجات  
 کرتا ہے۔

۱۵۔ امام ترمذی حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ پس اگر وہ صحیح ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہوگا اگر وہ نامکمل ہوئی تو وہ خائب و خاسر ہوگا۔  
 (الترمذی، ماجاء ان ادل ما یجاسب)

۱۶۔ طبرانی "الادسط" میں حضرت عبداللہ بن قرط سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ پس اگر وہ درست ہوئی تو تمام اعمال صحیح ہوں گے اگر وہ فاسد ہوئی تو تمام اعمال فاسد ہوں گے۔  
 (مجمع الزوائد، ۱۰: ۲۹۱)

پس ان احادیث (اگرچہ یہ ظنی ہیں لیکن مجموعی اعتبار سے قطعیت کے قریب ہیں) سے ثابت ہو گیا کہ تعدیل ارکان رکوع و سجدہ میں تعدیل، قومہ، جلسہ فرض ہیں اور یہی جمہور علماء کا مذہب ہے جن میں امام مالک، امام شافعی، امام احمد حنبل اور امام ابو یوسف شامل ہیں اور علماء احناف میں سے ایک جماعت نے تعدیل ارکان کے وجوب کا قول بھی کیا ہے جسے محققین نے پسند کیا ہے اور ایک جماعت نے تعدیل

ارکان کے بارے میں سنت مؤکدہ کا قول بھی کیا ہے۔ اب ہم علماء اور فقہاء کے اقوال ذکر کرتے ہیں۔

## تعدیل ارکان کے بارے میں علماء کے اقوال

۱۔ شرح مجمع البحرین میں امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ تعدیل ارکان سے مراد

هو الطمانينة في الركوع والسجود      سجدے اور رکوع کو اور اسی طرح  
وكذا اتمام القيام بينهما      قومہ اور جلسہ کو اطمینان کے ساتھ ادا  
واتمام القعود بين السجدين      کرنا فرض ہے اور اس کے چھوڑنے  
فرض تبطل الصلوة بتركه      سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

وبه قال الشافعي۔ اور امام شافعیؒ کی بھی یہی رائے ہے۔

۲۔ صدر الشریعہ نے تاج الشریعہ کے قول کی تعبیر کرتے ہوئے تعدیل ارکان کو نماز کے

واجبات میں شمار کرتے ہوئے کہا کہ امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک

تعدیل ارکان فرض ہے اور اس سے مراد سجدہ اور رکوع میں ایک تسبیح کی مقدار

ٹھہرنا اسی طرح دو سجدوں کے درمیان اور ایک تسبیح سے مراد کم از کم ہے جیسا کہ امام زلیعی نے تصریح کی ہے۔

۳۔ محمد بن یحییٰ بن محمد ابو عبد عبد اللہ المجرجانی کی روایت کے مطابق

تعدیل سنت اور امام ابو الحسنؒ کی روایت کے مطابق تعدیل ارکان واجب ہے۔

(ہدایہ، ۱: ۵۰)

۴۔ الشیخ الفقیہ عالم بن علاء الحنفی (المتوفی ۸۰ھ) اپنی کتاب تاتارخانیہ میں

نقل کرتے ہیں کہ تعدیل ارکان کے بارے میں امام محمدؒ کا قول امام ابو یوسفؒ کی رائے کے مطابق ہے۔ محقق ابن ہمام فرماتے ہیں کہ امام محمدؒ سے تعدیل ارکان کے ترک کرنے

کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا :  
انی اخاف ان لا تجوز صلاتہ میں خوف کرتا ہوں کہ ایسے شخص  
کی نماز جائز نہیں۔

اس روایت کو ہدایہ کی شرح خلاصۃ النہایۃ میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اور امام  
اعظمؒ سے بھی شرح المنیۃ میں اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

۵۔ قاضی امام صدر الاسلام ابو البیر فتاویٰ ظہیریہ میں فرماتے ہیں :  
ان من ترک الاعتدال فی تعدیل ارکان ترک نماز کے اعادہ کو  
الروکوع والسجود یلزمہ الاعادہ لازم کر دیتا ہے)  
اور جب اعادہ کر لیا گیا تو اب دوسری نماز سے فرض ادا ہوں گے نہ کہ پہلی سے۔

۶۔ شیخ الاسلام شمس الامۃ سرخسیؒ

شمس الامۃ سرخسیؒ ترک تعدیل ارکان میں نماز کے اعادہ کو لازم قرار دیتے ہیں۔  
لیکن انہوں نے یہ تصریح نہیں کی کہ فرض پہلی نماز سے ادا ہوئے یا دوسری سے۔  
شرح المنیۃ میں حلبی امام سرخسیؒ سے نقل کرتے ہیں :

من ترک الاعتدال یلزم الاعتدال ای یلزمہ ان  
چاہیے نماز کا اعادہ کرے۔ یعنی نماز  
کو تعدیل ارکان کے ساتھ دوبارہ  
پڑھے۔

اور مشائخ میں سے جنہوں نے ترک تعدیل ارکان پر اعادہ کو لازم قرار دیا ہے  
ان کے نزدیک دوسری نماز سے فرض ادا ہوگا جبکہ قول مختار تعدیل ارکان کا واجب  
ہوتا اور دوسری دفعہ نماز ترک واجب کی کمی کے ازالہ کے لیے ہے۔  
اسی طرح ہر وہ نماز جو مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ فروری

ہوتا ہے۔ اور فرض پہلے ہی ہوتے ہیں دوسری نماز نقصان پورا کرنے کے لئے ہوتی ہے۔  
(فتح القدیر ۱: ۳۰۱)

ہر وہ نماز جو مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے۔ اس کے وجوب اعادہ میں کوئی اشکال نہیں اور اعادہ پہلی نماز کے لیے جابہ ہوتا ہے۔ (یعنی نقصان کو پورا کرنے والا ہوتا ہے) اس لیے کہ فرض میں تکرار نہیں ہوتا اور دوسری نماز کو فرض قرار دینے کا معنی یہ ہوگا کہ نمازی سے کوئی نماز کارکن رہ گیا تھا نہ کہ واجب۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ اس فرض کو کامل شمار فرماتا ہے جس کی کمی کا ازالہ ہو جائے۔

اسلاف کی ان مذکورہ عبارات سے واضح ہو رہا ہے کہ دوسری نماز بطور فرض ادا کی جائے نہ کہ بطور نقل جیسا کہ بعض نے کہا کیونکہ نقل کی صورت میں اسے اعادہ نہیں کہا جائے گا۔ اور اس صورت میں وہ قول بھی قابل قبول نہیں رہ جاتا کہ فرض پہلے ہیں دوسرے نہیں۔ ہاں جب تنہا نماز ادا کی پھر جماعت میں شامل ہوا تو اب نوافل میں اقتداء ہوگی۔

(النقایہ ۱: ۲۲۹)

## اعادہ کے اوقات

اعادہ اوقات مکروہ میں جائز نہیں۔ علماء نے اس کی تصریح کی ہے کہ جس شخص نے فجر اور عصر کی نماز تنہا ادا کر لی وہ امام کے ساتھ نماز نہ پڑھے۔ تکرار جماعت احناف کے ہاں اور اصح قول کے مطابق امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک تکرار جماعت مکروہ ہے۔ امام احمد کا اس میں اختلاف ہے۔

بعض لوگوں کا یہ ٹل نہایت عجیب و غریب ہے کہ پہلے صبح کی نماز میں شافعی امام

کی اقتداء کرنا اور پھر حنفی کے ساتھ یہ کہتے ہوئے لوٹانا کہ نماز شافعی چونکہ قائم ہو گئی تھی اس لیے اس میں شرکت کر لی بعد میں اسے مکروہ ہونے کی وجہ سے لوٹالیا۔ حالانکہ جب نماز میں فساد کا احتمال اور کراہت کا تحقق ہو اس وقت نماز کا شروع کرنا جائز ہی نہیں ہوتا کیونکہ ایسے میں عمل کو بطلان یا نقصان کے حوالے کرنا ہوتا ہے۔ لہذا اس سے احتراز ہی لازم ہے۔

### چھ چیزوں کا بیان

- ۱۔ رکوع و سجود = ان دونوں کے نماز کا رکن ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔
- ۲۔ رکوع اور سجود کی تعدیل = یعنی نمازی کا اطمینان کے ساتھ ان دونوں کو ادا کرنا۔ اور وہ کم از کم ایک تسبیح کی مقدار ہے۔ یہ جمہور مجتہدین کے ہاں نماز کا رکن ہے۔ محققین کے ہاں واجب اور بعض متأخرین کے ہاں سنت مؤکدہ ہے۔
- ۳۔ رکوع اور سجود سے منتقل ہونا بھی نماز کا رکن ہے۔ یعنی رکوع سے سجدے کی طرف جانا سجدہ سے قیام اور قیام سے قعدے کی طرف۔ اگرچہ یہ مقصود وغیرہ ہے۔ کیونکہ بقیہ ارکان ان کے بعد ہوتے ہیں۔
- ۴۔ رکوع اور سجدے سے سر اٹھانا فرض ہے۔ تا تا ر خانیہ میں ہے کہ اس کے بارے میں امام اعظم ابو حنیفہ سے مختلف روایات ہیں جن میں سے بعض میں ہے کہ یہ فرض ہے۔ البتہ رکوع سے قیام کی طرف لوٹنا اور دو سجدوں کے درمیان جلسہ فرض نہیں اور یہ امام محمد کا قول ہے۔

### سر اٹھانے کی مقدار

پھر سجدہ سے سر اٹھانے کی مقدار میں علماء نے گفتگو کی ہے اور ان میں صحیح

تہ قول یہ ہے کہ اگر نمازی سجدہ کے قریب ہو تو جائز نہیں کیونکہ اسے سجدہ کرنے والا شمار کیا جاتا ہے اور اگر جلسہ کے قریب ہو تو جائز کیونکہ اسے بیٹھنے والا شمار کیا جائے گا۔ پس اس صورت میں سجدہ ثانی ثابت ہو جائے گا۔

(ہدایہ، ۱: ۵۱)

اور رکوع سے سجدے کی طرف منتقل ہونا چونکہ بغیر سر اٹھائے بھی ممکن ہے لہذا رفع راس کو رکن نہیں بنایا جاسکتا۔

"المحادی" کی روایت کے مطابق جب نمازی نے رکوع کیا اور اپنے سر کو رکوع سے اٹھائے بغیر سجدہ میں چلا گیا تو وہ سہو کرنے والا ہے اور ہمارے متعدد اصحاب سے مروی ہے کہ اس پر سجدہ سہو لازم ہو جائے گا۔

۵۔ قومہ اور جلسہ

۶۔ قومہ اور جلسہ میں طمانیت

امام زلیعی کہتے ہیں: جلسہ، قومہ اور ان میں اطمینان امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک سنت ہیں۔ (تبیین الحقائق، ۱: ۱۱۸)

القنیہ میں ہے کہ قاضی صدر نے تمام ارکان میں تعدیل میں شدت اختیار کرتے ہوئے اپنی شرح میں کہا۔

ہر رکن کو کامل ادا کرنا امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک واجب ہے جبکہ امام ابو یوسف اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہے۔

رکوع و سجود، قومہ اور جلسہ میں ہر عضو کو اطمینان سے رکھنا امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک واجب ہے اگر ان میں کوئی چیز بھول کر بھی رہ گئی تو سجدہ سہو لازم آئیگا۔ اگر کسی نے عمدان میں سے کوئی چیز چھوڑ دی تو نماز کا اعادہ ضروری ہوگا۔ شرح طحاوی میں قومہ کے تارک کی نماز کو شدید کراہت کے ساتھ جائز قرار دیا

گیا ہے۔ فتاویٰ ظہیر یہ میں قومہ کو ترک کرنے والے کو احناف نے گنہ گار کہا ہے۔  
امام ابن الہمام نے صاحب ہدایہ کے قول "ثم القومة والجلسة سنة  
عندہما" کی تشریح میں فرمایا طمانینت میں اختلاف کے ساتھ یہ قول مشائخ کے  
مابین متفق ہے۔

امام ابو یوسف کے نزدیک چونکہ حضور علیہ السلام کا دائمی عمل ہے جو قرآنی اجمال کا بیان  
ہے اس لئے یہ فرض ہیں۔ طمانینت کا معاملہ آپ کے سامنے ہیں اس لیے قومہ اور  
جلسہ مواظبت کی وجہ سے واجب ہونے چاہئیں۔

دارقطنی، بیہقی، اور اصحاب سنن اربعہ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے  
روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تجزی الصلاة لا یقیم  
الرجل فیہا ظہرہ فی الرکوع  
والسجود۔

جو شخص رکوع اور سجود میں اپنی  
پشت کو سیدھا نہیں رکھتا اس  
کی نماز نہیں ہوتی۔

امام ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ترمذی ۲۰: ۶۶)  
ممکن ہے معاملہ طرفین کے ہاں بھی یہی ہو کیونکہ وہ ایسی صورت میں وجوب سجدہ  
سہو کے قائل ہیں۔

فتاویٰ قاضی خاں "فعل ما یوجب السہو" میں ہے کہ  
اگر نمازی رکوع سے اٹھتے وقت سر کو اٹھائے بغیر سہول کر سجدہ میں پلایا جائے  
تو امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک نماز جائز ہو جائے گی مگر اس پر سجدہ سہول لازم ہوگا۔  
امام ابو یوسف نے انہیں جو فرض قرار دیا ہے اگر وہاں فرض عملی مراد لے  
لیا جائے تو اب اختلاف ختم ہو جائے گا کیونکہ واجب اور فرض عملی حکماً ایک ہی  
ہوتے ہیں۔



آگے چل کر لکھتے ہیں:

کہ دلیل کا تقاضا یہ ہے کہ طمانیت اور قومہ و جلسہ واجب ہیں۔  
پھر کہتے ہیں:

میرا اعتقاد یہ ہے کہ جو شخص اپنی پشت کو جلسہ و قومہ میں سیدھی نہیں کرتا  
وہ گنہ گار ہوگا۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ امام احمد اور اسید طرح صحیح روایت کے مطابق امام مالک  
مذکورہ چھ چیزوں کی فرضیت و رکنیت میں امام شافعی اور امام ابو یوسف کے ساتھ  
ہیں اور رکوع و سجود کی رکنیت میں کسی کو اختلاف نہیں باقی چار میں اختلاف ہے۔  
قومہ اور جلسہ کے بارے میں امام اعظم اور امام محمد سے تین روایات ہیں:

۱۔ صحیح یہ ہے کہ یہ واجب ہیں

۲۔ سنت ہیں

۳۔ ان کے رکن ہونے کا احتمال اضعف ہے۔

(۱) واضح رہے کہ اکثر لوگ قومہ اور جلسہ کو ترک کر چکے ہیں۔ چہ جائیکہ وہ ان  
میں اطمینان کا مظاہرہ کریں۔ اطمینان تو شریعت منسوخہ کی طرح ہو چکا ہے۔

اب تو عوام ایسا کرنے والوں (یعنی جلسہ اور قومہ میں اطمینان کرنے والوں)  
کو ارباب ریا اور سمع سے موسوم کرتے ہیں۔

اگر کوئی نماز کی مختلف فیہ سنتوں میں سے کسی سنت کو چھوڑ دے مثلاً ہاتھ باندھنا  
تو وہ فوراً اسے بدعتی اور رافضی کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ تبدیل ارکان کو چھوڑنے سے  
دنیا و آخرت میں بہت سی پریشانیاں ہیں۔

## ۱۔ فقر کا لاحق ہونا

جو شخص تعدیل ارکان چھوڑتا ہے اسے فقر لاحق ہوتا ہے کیونکہ ارکان نمازیں تعدیل اور ان کی تعظیم رزق حلال کا اہم اور قوی ذریعہ ہے لہذا اس کے ترک سے رزق حلال سلب ہو جاتا ہے۔  
(تعلیم المتعلم، ۱۳۶)

## ۲۔ بغض کا پیدا ہونا

جب لوگ علماء و فضلاء اور خصوصاً مشائخ اور ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں جو سادہ کا دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ تعدیل ارکان کی پرواہ ہی نہیں کرتے تو ان کے ہاں قد و منزلت کی بجائے بغض و عداوت ہوتی ہے۔ اور ان کے اقوال و افعال پر اعتماد نہیں رہ جاتا۔

## ۳۔ اپنی ذات کی اہانت اور سقوط شہادت کی وجہ سے غیر کے حقوق کا ضیاع

جو شخص قومہ و جلسہ یا ان میں طمانیت کے ترک پر مصر ہو گا وہ معصیت پر مصر ہے لہذا اس کی شہادت قبول نہ ہوگی۔  
۴۔ لوگوں کا گناہ گار ہونا

اسی سے لوگوں کا معصیت میں مبتلا ہونا بھی لازم آتا ہے۔ پس جو شخص برائی کو دیکھے اور اسے دور کرنے پر قادر ہو تو اس پر اس کا دور کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ پھر اگر وہ اسے دور نہ کرے تو وہ اس گناہ کی وجہ سے گناہ گار ہو جاتا ہے۔

## ۵۔ معصیت کا اظہار

یہ لوگوں میں دن رات کئی مرتبہ گناہ کا اظہار بھی ہے جو مغفرت سے دور کر دیتا ہے اور معصیت کا اظہار دوسری معصیت ہے برخلاف اس گناہ کے جو پوشیدہ ہو۔ وہ مغفرت کے قریب ہوتا ہے۔

حدیث قدسی میں :

ان اللہ تعالیٰ یقول لبعض  
عبادہ عند عرض ذنوبہ  
سنوتھا علیٰ فی الدنیا و  
کذلک الیوم استرھا علیہ۔  
اللہ تعالیٰ اپنے گناہ گار بندوں سے  
فرماتا ہے میں نے جس طرح تمہارے  
گناہوں کو دنیا میں چھپائے رکھا  
اسی طرح آج (آخرت) میں ان  
پر پردہ رکھوں گا۔

اس آیت قرآنیہ میں بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرُونَ  
أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا  
أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ  
أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَيْدًا قَوْمًا تَعْلَمُونَ  
اور تم دنیا میں اس بات سے نہ چھپا سکتے  
تھے کہ تمہارے کان، آنکھیں، کھالیں  
تمہارے خلاف گواہی دیں لیکن تم اس  
گمان میں رہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بہت اعمال  
کی خبر نہیں رکھتا۔

## ۶۔ وجوب اعادہ

تعدیل ارکان کے ترک سے نماز کو دوبارہ ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ پھر اگر  
کوئی اسے نہ لوٹائے تو اور گناہ کا ہو جاتا ہے اور کثرتِ مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔  
اسی طرف قرآن مجید میں اشارہ ہے۔

کَلَّا بَلَّ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مِمَّا  
كَانُوا يَكْسِبُونَ -

ہرگز ایسا نہیں بلکہ ان کے دلوں پر اعمال  
بد کا رنگ لگ چکا ہے -

اگر کسی شخص نے نوافل کی نماز میں تعدیل ارکان کو ترک کر دیا تو وہ گناہگار  
اور آخرت میں سزا کا مستحق ہوگا اور دنیا میں اس نماز کی قضا کرے گا۔ اگر دنیا میں  
ان کی قضا نہ کی تو دوسرے گناہ کا مرتکب ہوگا۔ اگر تعدیل ارکان کو سنت مؤکدہ مانا  
جائے تو تعدیل ارکان کا تارک مستحق عتاب ہوگا اور شفاعت و ثواب سے محروم رہے گا۔  
اس لئے نوافل کو تعدیل ارکان کے بغیر ادا کرنے سے ان نوافل کا ترک کر دینا بہتر  
ہے کیونکہ ایسے عمل میں خسار ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری ہے -

بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالَهُ.....  
وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا -

اعمال کے اعتبار سے خسارہ میں ہیں اور وہ اسی  
خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں -

دوسرے مقام پر ارشاد ہے :  
وَبَدَّ اللَّهُ مَنَ اللَّهُ مَا لَمْ يَكُونُوا  
يَحْتَسِبُونَ -

اور انہیں اللہ کی طرف سے وہ  
بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں  
نہ تھی -

۷۔ ایسے ائمہ کی اقتداء نقصان دہ ہوگی

لوگ ایسا عمل دیکھ کر سمجھیں گے اگر تعدیل ارکان ضروری ہوتی تو ہمارے عالم  
دین اس کے ترک پر اصرار نہ کرتے تو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ لیا۔  
والانکہ ان پر ضروری ہے کہ وہ تعدیل ارکان مکمل طور پر سجالائیں۔  
امام مسلم اور دیگر ائمہ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے  
من سنن فی الاسلام سنة جس نے اسلام میں بری چیز کو

سیئۃ کان علیہ و زرہا  
و وزر من عمل بہا من  
غیر ان ینقص من اوزارہم  
شیئاً۔  
جاری کیا اس کا گناہ اور اس پر عمل  
کرنے والوں کا گناہ اس ایجاد  
کرنے والے پر ہوگا۔ اور ان  
لوگوں کے گناہ میں کمی نہیں کی جائیگی۔

### ۸۔ جلد بازی شیطانی عمل ہے

حدیث شریف میں ہے :

ان العجلۃ من الشیطان  
والتؤدۃ من الرحمن۔  
جلد بازی شیطان کی طرف سے اور  
میانہ روی رحمن کی طرف سے ہے۔

کیونکہ جلد بازی کی وجہ سے بعض اوقات نمازی اپنے امام سے سبقت لیجاتا ہے۔  
جو بالاجماع حرام ہے بلکہ اسلاف میں سے حضرت ابن عمر کے ہاں اور خلف میں امام  
زفر کے ہاں نماز باطل ہو جاتی ہے : فالحذر۔ المحذر من التلف۔

### ۹۔ جو اذکار انتقال میں مشروع تھے وہ اس کے بعد ہو جائیں گے

صاحب منیہ نے فرمایا اس صورت میں دو کراہتیں لازم آئیں گی۔

۱۔ اذکار مشروعہ کو ان کے مقام پر ادا نہ کرنا۔

۲۔ اذکار کو ان کے مقام کے علاوہ میں ادا کرنا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ مثلاً جب نماز میں قومہ یا اس میں طہانیت کو ترک کر دیا

تو تسمیع یا تحمید یا دونوں جھکتے ہوئے پڑھے جائیں گے بلکہ بعض اوقات سجدہ میں سر  
زمین پر رکھنے کے وقت اللہ اکبر کہا جاتا ہے۔ حالانکہ سنت یہ ہے کہ تسمیع کو سر  
اٹھاتے وقت تحمید اطمینان کے وقت اور تکبیر سجدہ کی طرف جھکتے وقت کہنی چاہیے۔

## ۱۰۔ اذکار میں لحن کا لازم آنا

تعدیل ارکان کا ترک اذکار میں تبدیلی کا سبب بن جاتا ہے جو بالاتفاق حرام ہے اس پر فتاویٰ بزازیہ میں تصریح ہے تفصیل یہ ہے کہ تیزی سے بعض اوقات ترک حرکت یا تحریک ساکن لازم آجاتی ہے۔

اب اگر اس تبدیلی سے معنی بدل جائے تو نماز باطل ورنہ کراہت لازم آئے گی تو یہ عمل نہایت ہی ناپسندیدہ اور گمراہ کن ہے۔

جب یہ بات واضح ہو گئی تو اس پر تفصیل سے قیاس کرو جب تم ایک دن اور رات کے فرائض واجبات، سنن مؤکدہ میں کمی کرو گے تو تمہاری رکعتوں کی تعداد ۲۳ ہوگی۔ اور ہر رکعت میں قومہ اور جلسہ ہے۔ اگر آپ ان میں سے ہر ایک میں اطمینان و سکون کو چھوڑو گے تو چونسٹھ گناہ ہو جائیں گے اور اگر آپ ان دونوں (قومہ و جلسہ) کو چھوڑو گے تو وہ ۱۲۸ گناہ تک پہنچ جائیں گے۔ جب ان کے ساتھ اظہارِ معصیت کو ملایا جائے گا تو یہ ۲۵۶ ہو جائیں گے جب رکوع سے پہلے سجدے کی طرف جائے اس طرح دوسرا سجدہ ہر رکعت میں امام سے پہلے ظاہر کرنے کے ساتھ تو تمام ۳۴۸ ہو جائیں گے۔ جب واجبات کا عدم اعادہ اس کے ساتھ ملایا جائے گا تو مجموعہ ۳۹۵ ہو جائیں گے۔

جب کسی نے قومہ چھوڑا تو ہر رکعت میں چار مکروہات لازم آئیں گے۔

- ۱۔ تسمیع کا اس کی اصل جگہ سے چھوڑنا۔ کیونکہ اس کا محل قومہ کی طرف سر اٹھانے

کا ہے۔

۲۔ تسمیع کا غیر محل میں بجالانا اور وہ سجدہ کی طرف جھکنا ہے۔

۳۔ تحمید کو اپنے محل سے چھوڑنا اور اس کا محل طمانیت قومہ ہے۔

۴۔ تحمید کا غیر کے محل میں بجالانا اور وہ سجدہ کی طرف جھکنے کے وقت ہے۔  
جب کوئی نوافل میں مشغول ہو مثلاً تہجد اور چاشت وغیرہ میں تو اب وہاں  
گناہ اور مکروہات زیادہ ہوں گے۔

اور اگر ہم تو روز، جلسہ، ورطمانیت کو سنت بھی جان لیں تب بھی دن رات  
اس کا تارک ہوگا۔ اسی طرح سنن مؤکدہ کا معاملہ ہے۔

لہذا عقل مند پر لازم ہے کہ وہ اپنی باقی زندگی تحصیل علم و عمل میں  
کمال پیدا کرنے پر لگائے اور زیادہ وقت فراغ، واجبات، سنن مؤکدہ اور  
اپنی زندگی کی قضا نمازوں پر لگائے تاکہ وقت موت وہ گناہگار نہ ہو۔  
ہم ایسے خطرناک اعمال سے اللہ کے دامن رحمت میں پناہ لیتے ہیں۔

# وہ اہم مسائل جو معرفتِ جوہر متابعت میں مفید ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:  
 قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ  
 اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ۔  
 اے نبی آگاہ کر دیجئے اگر تم اللہ  
 سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع  
 کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے ارشاد فرمایا:

انما جعل الامام ليؤتم به  
 فلا تختلفوا عليه فاذا  
 ركع فاركعوا واذا قال  
 سمع الله لمن حمده فقولوا  
 ربنا لك الحمد واذا سجد  
 فاسجدوا۔  
 امام کو اقتدار کے لئے مقرر کیا  
 جاتا ہے اس کی مخالفت نہ کرو۔  
 جب رکوع کرے تو رکوع کرو۔  
 جب وہ سمع اللہ لمن حمده کہے تو تم ربنا  
 لك الحمد کہو جب وہ سجدہ کرے  
 تو سجدہ کرو۔

(بخاری باب انما جعل الامام ليؤتم به)



انہی سے مرفوعاً ایک روایت ابو داؤد میں بھی ہے کہ امام اقتداء کے لیے بنایا جاتا ہے۔ جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو جب تک وہ تکبیر نہ کہے تم بھی تکبیر نہ کہو۔ جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو۔ اس وقت تک رکوع نہ کرو جب تک وہ رکوع نہ کرے اور جب سمع اللہ من حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہو۔ یا صرف ربنا لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو سجدہ کرو جب تک وہ سجدہ نہ کرے تم اس وقت تک سجدہ نہ کرو۔

(ابو داؤد، باب امام یصلی من قعود،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔ جب آپ نے نماز ختم کی تو ہماری طرف توجہ کی اور فرمایا:

یا ایہا الناس انی امامکم  
 فلا تسبقونی بالركوع ولا  
 بالسجود ولا بالقیام ولا  
 مجھ سے جلدی نہ کرو  
 بالانصراف۔ (المسلم، کتاب الصلوٰۃ)

امام نووی نے اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ مقتدی کا امام سے رکوع، سجدو، قیام و سلام میں سبقت کرنا حرام ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ہم کو تعلیم دیا کرتے تھے کہ امام سے جلدی نہ کرو جب تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو جب رکوع کرے تو رکوع کرو۔ جب سمع اللہ من حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہو۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

کہ اس سے پہلے نہ اٹھو۔ (المسلم، کتاب الصلوٰۃ)

امام نووی نے کہا کہ اس فرمان نبوی سے واضح ہو رہا ہے کہ مقتدی پر امام کی اتباع تکبیر۔ قیام۔ قعدہ رکوع و سجود میں واجب ہے یعنی وہ انہیں امام کے بعد کرے تاکہ اس کی نماز اچھی طرح مکمل ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے امام سے پہلے اپنے سر کو اٹھایا یا جھکایا تو اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے (الموطا، باب ما یفعل من رفع راسہ قبل الامام)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کو ڈرنا چاہیے۔ جو امام سے پہلے رکوع سے سر اٹھاتا ہے یا سجدے میں پہلے جاتا ہے کہیں اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر نہ بنا دیں۔ یا اس کی شکل و صورت گدھے کی شکل و صورت نہ بن جائے۔

(البخاری، کتاب الصلوٰۃ)

شیخ اکمل الدین "شرح مشارق" میں فرماتے ہیں: امام نووی لکھتے ہیں کہ صورت حمار کہنے سے مقصد اس عمل کی شدت حرمت کو واضح کرنا ہے۔ امام کرمانی بیان کرتے ہیں کہ یہ سخت وعید ہے۔ کیونکہ مسخ ہونا دیگر عقوبات کی طرح نہیں لہذا مثال بیان کر دی تاکہ کاٹا پیرہن نہ کیا جائے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسا کرنے والے کی نماز کو باطل قرار دیتے۔ اہل علم کی اکثریت اس کی نماند کا اعادہ لازم قرار نہیں دیتے۔ البتہ اس میں شدید کراہت کا قول کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس نمازی کو دوبارہ امام کے ساتھ رکوع و سجدہ میں شامل ہو جانا چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "تم میں سے کوئی شخص بھی امام

سے پہلے اپنے سر کو اٹھائے گا تو وہ اس سے محفوظ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کا سرکتے  
کا سر بنا دیں گے۔  
(مجمع الزوائد، ۲: ۷۸)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو ہم  
اس وقت تک سجدہ کے لیے نہ جھکے جب تک رسول پاک نے اپنا چہرہ انور زمین  
پر نہ رکھا۔  
(البخاری)

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے فجر کی نماز  
سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پڑھی۔ اس میں آپ نے فلا اقسام  
بالحنس الجوار الکس تلاوت فرمائی۔ ہم میں سے کوئی آدمی نہ جھکا حتیٰ کہ سرور  
عالم نے سجدہ فرمایا۔  
(المسلم، باب متابعت الامام)

## اقوال فقہاء کرام

اس پر فقہاء کے اقوال بھی ہیں جن میں سے "تاتارخانیہ" میں نقل کیا گیا ہے۔  
اگر مقتدی رکوع اور سجدہ میں امام سے پہلے سر اٹھائے تو رکوع و سجدہ کا اعادہ  
اس پر واجب ہے کہ وہ رکوع و سجدہ میں امام کے ساتھ لوٹ جائے۔

مقتدی نے امام سے پہلے سجدہ کیا اور امام نے اسے سجدے میں پایا تو تین  
ائمہ کی رائے کے مطابق جائز ہے۔ لیکن ایسا کرنا مقتدی کے لیے مکروہ ہے۔ امام  
زفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ جائز نہیں۔  
(بدایہ، ۱: ۷۲)

کافی میں ہے کہ اگر مقتدی نے رکوع کیا امام نے اسے رکوع میں پایا یہ صحیح ہے  
مگر کراہت ہے۔

اس بات کا ذکر پیچھے کر دیا گیا ہے کہ نماز مکروہ کا لوٹانا واجب ہے۔

صاحب الہدایہ نے کہا ہے کہ ایسا مقتدی نماز لوٹائے تاکہ نماز بغیر کراہت کے ادا ہو جائے۔ اور یہ حکم ہر اس نماز کا ہے جو کراہت کے ساتھ ادا کی گئی ہو۔

(الہدایہ ۱۰: ۶۴)

امام ابن ہمام نے فرمایا کہ شیخ قوام الدین کاکی نے "شرح المنار" میں وجوب کی تصریح کی ہے اور حدیث مشہور کے الفاظ صل فانٹ لم تصل (دو بار نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی) بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔

کشف الغوامض میں ہے:

"جنبی کے طواف کا لوٹانا واجب ہے جیسے اس نماز کا لوٹانا واجب ہے جسے کراہت کے ساتھ ادا کیا گیا ہے۔"

(فصل)

## حالت رکوع میں اقتداء امام کی معرفت

امام کے ساتھ حالت رکوع میں اقتداء کی معرفت اہم ہے۔ اگر تکبیر کہی اور امام نے مقتدی سے پہلے رکوع کیا پھر مقتدی نے رکوع کیا تو اس کی اقتداء صحیح ہوگی اور رکعت بھی شمار کی جائے گی۔ اگر امام نے تکبیر کہی اور امام نے اپنا مقتدی کے رکوع میں جانے سے پہلے اٹھایا تو یہ اقتداء صحیح ہے لیکن رکعت شمار نہیں ہوگی۔ لیکن سارا معاملہ اس وقت ہے جب تکبیر حالت قیام میں ہو اگر کسی نے جھک کر تکبیر کہی جیسے عوام اور جاہل جلدی کی وجہ سے کر لیتے ہیں تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ کیونکہ قدرت رکھنے والے پر تکبیر تحریمہ میں قیام شرط ہے تو ان کا حال کیا ہوگا جو رکوع کی حالت میں تکبیر کہتے ہیں۔ اس وقت تو کبھی بھی رکعت شمار نہیں ہوگی۔ ہاں اگر کسی نے کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہی پھر رکوع کی تکبیر کہی رکوع میں یا اس کو چھوڑ دیا تو یہ نماز کراہت کے ساتھ صحیح ہوگی۔

ان مسائل سے کتب مالامال ہیں لیکن ہم نے غافلین کو بیدار کرنے کی سعی کی ہے۔ خواہ اپنے زعم میں علماء و مشائخ ہی کیوں نہ ہوں۔

(فصل)

# مفتی آدابِ سجدہ

سجدے کے آداب کا جاننا بھی اہم ہے صحتِ سجدہ کے لیے پیشانی کا زمین پر ٹکنا ضروری ہے۔ اگر کسی نے کسی حائل ہونے والی چیز پر سجدہ کیا اور سجدہ میں اس طرح اطمینان نہ تھا کہ پیشانی زمین پر ٹکے تو مستفقہ طور پر اس کی نماز نہ ہوگی۔ اور یہ عمل کثرت سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔ خاص طور پر اس وقت جب لوگ نماز میں جلدی کرتے ہیں۔ وہ مصلیٰ کے اوپر رومال رکھ دیتے ہیں اور اپنے سر کو نیچے کرتے ہیں مگر سر ٹکاتے نہیں تو اس میں بڑا حرج اور گناہ لازم آتا ہے کیونکہ اس کی نماز باطل ہوگی۔ اور اس کی زندگی ضائع ہو جاتی ہے۔

اگر اس نے پگڑی کے پلو پر یا اپنے کپڑے کی ایک طرف پر سجدہ کیا اور اگر اس نے دونوں میں حجم پایا تو اس کی نماز مکروہ ہے اور نماز کا لوٹانا واجب ہے اور اس کی نماز امام شافعی کے نزدیک صحیح نہیں ہے لہذا اس سے احترازِ نہایت ضروری ہے۔

ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں نقل کیا ہے:

کان اذا سجد مکن الفہ  
 وجبتہ ونخی یدیه  
 عن ضبعیہ و وضع کفہ  
 ہذو منکیبہ -  
 سنن ابوداؤد، باب افتتاح الصلوٰۃ،  
 جب آپ سجدہ فرماتے تو اپنی  
 ناک اور پیشانی کو خوب زمین پر  
 جماتے۔ اپنے ہاتھوں کو پہلوؤں  
 سے دور رکھتے اور سٹھیلیوں  
 کو کاندھوں کے برابر رکھتے۔

(فصل)

# امام کی متابعت!

اہم مسائل میں سے امام کی متابعت حتیٰ کہ سلام میں بھی ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ پہلے گزر بھی چکا ہے۔ امام ابن ہمام نے اس پر بہت اچھی تفصیلی گفتگو کی ہے۔ کہ مسبوق قدر تشہد کے بعد چند مقامات کے علاوہ سلام سے پہلے کھڑا نہ ہو۔ وہ چند مقامات یہ ہیں:

- ۱۔ جب مسبوق کو یہ خطرہ ہو کہ امام کے انتظار میں مسجح کی مدت ختم ہو جائے۔
  - ۲۔ مسبوق، جمعہ، عیدین اور فجر میں یا معذور وقت نکل جانے کا خوف رکھتا ہو۔
  - ۳۔ حدث لاحق ہونے کا خطرہ ہو۔
  - ۴۔ لوگوں کا اس کے سامنے سے گزرنے کا خوف ہو۔
- اگر ان کے علاوہ قدر تشہد کے بعد کھڑا ہوا تو صحیح ہے مگر مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ امام کی متابعت نص سے ثابت ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:
- انما جعل الامام لیؤتم بہ فلا  
تختلفوا علیہ۔ اس کے خلاف نہ کرو۔
- یہ اور دیگر احادیث جو وجوب متابعت پر دال و شاہد ہیں ان کی مخالفت



لازم آئے گی۔

اور اگر مقتدی امام سے پہلے کھڑا ہو گیا تو "النوازل" میں ہے اگر اس نے امام کے تشہد سے فارغ ہونے کے بعد اتنی قرأت کر لی جو کافی تھی وہ نماز جائز ورنہ ناجائز۔ یہ اس مسبوق کی بات ہے جس کے لئے ایک یا دو رکعات کا معاملہ ہو۔ اگر تین رکعات ہوں تو اب اگر تشہد امام کے بعد قیام ہو گیا اگرچہ قرأت نہیں کی تو بھی جائز کیونکہ وہ عنقریب دو رکعات میں قرأت کرے گا اور قرأت دو ہی رکعات میں فرض ہے۔ اگر صحیح مقام پر کھڑا ہو گیا اور سلام امام سے فارغ ہو کر اس نے سلام میں اتباع کر لی تو بعض نے کہا نماز فاسد مگر فتویٰ عدم فساد پر ہے۔

(فصل)

# ظاہر کے ساتھ ساتھ اپنے باطن کی اصلاح پر زیادہ توجہ دیجئے

یہ بھی نہایت اہم بات ہے کہ صرف اپنے ظاہر کو اتباع و اطاعت سے اس طرح نہ حسین بنایا جائے کہ باطن خراب و برباد ہی رہے۔ بلکہ ظاہری اعمال کا حسن نیت اور اخلاص کے ساتھ مزین ہونا ضروری ہے جیسا کہ علیحدہ رسالہ "تطہیر البطویۃ بتحسین النیۃ" میں بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

جو شخص اپنے رب سے ملاقات کا	فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ
امیدوار ہے اسے چاہئے وہ عمل صالح	فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَ
کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی	لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ
کو شریک نہ بنائے۔	أَحَدًا۔

(سورۃ الکہف، ۱۱۰)

امام بیضاوی فرماتے ہیں کہ معنی آیت یہ ہے کہ عبادت میں نہ ریاکاری کرے اور نہ اس پر اجر طلب کرے۔

امام زمخشری فرماتے ہیں عبادت میں شرک سے روکنے سے مراد یہ ہے کہ اپنے اعمال کے ساتھ ریا نہ کرے اور فقط اللہ کی رضا کا طالب رہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ  
عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ  
هُمْ يُرَاؤُونَ۔

افسوس ان نمازیوں پر جو اپنی نمازوں کو  
بھولے ہوئے ہیں اور وہ ریاکاری کرتے  
ہیں۔

(سورۃ الماعون ۴، ۵، ۶)

منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دیہاتی کو نماز پڑھتے دیکھا وہ نماز میں غلطی کر رہا تھا۔ آپ نے اس پر درہ اٹھایا تو اس نے کہا مجھے سکھائیے تاکہ میں کسی رکن کو ترک نہ کروں۔ فرمایا تمام ارکان اطمینان کے ساتھ ادا کرو۔ پھر اسے کہا، اپنی نماز کو لوٹا اور اپنی زندگی میں اضافہ کر۔ اس نے تعلیم کے مطابق نماز ادا کی پھر اس سے پوچھا گیا۔ یہ نماز بہتر ہے یا پہلی؟ وہ کہنے لگا۔ پہلی نماز بہتر تھی کیونکہ اللہ کے لئے تھی اور یہ درہ کے خوف کی وجہ سے تھی۔ حضرت عمر اس پر مسکرائے اور تعجب کا اظہار فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا  
وَزِينَتَهَا نُوفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ  
فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يَخْسُونَ  
أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي

جو شخص دنیا اور اس کی زینت چاہتا ہے  
ہم دنیا میں ہی اس کے اعمال کا معاوضہ  
دے دیتے ہیں اس میں کوئی کمی نہیں  
کی جاتی اور ان کے لیے آخرت میں آگ

الْاِخْرَةَ إِلَّا النَّارَ وَحَبِطَ  
مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ  
مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ

کے سوا کچھ نہیں جو کچھ انہوں نے کیا  
وہ ضائع اور ان کے اعمال باطل۔

(سورہ ہود، ۱۵، ۱۶)

صاحب الکشاف معنی آیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے لیے کوئی  
ثواب نہیں کیونکہ وہ آخرت کے اجر و ثواب کا ارادہ نہیں رکھتے اور وہ دنیا کا  
ارادہ رکھتے تھے جو انہیں ادا کر دیا گیا۔

"وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ" اور ان کے اعمال باطل ہوں گے۔  
کیونکہ طریقہ صحیحہ پر ادا نہیں کئے اور باطل عمل کا کوئی ثواب نہیں۔

(الکشاف، ۲۱: ۲۱۰)

امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں "جان لو کہ عقل اس پر قطعی طور پر دلالت  
کرتی ہے۔ اس لئے کہ یہ — دنیا میں تعریف کی طلب کے لئے اور ریا کے  
لئے اعمال بجالایا۔ یہ اس وجہ سے کہ اس کے دل پر دنیا کی محبت غالب تھی اور آخرت  
کی محبت اس کے دل میں موجود نہ تھی۔ کیونکہ اگر آخرت کی حقیقت اور اس کی برکت  
سامنے ہوتیں تو وہ اسے دنیا کی خاطر سے روک دیتی۔"

تو اس سے ثابت ہوا کہ وہ دنیا میں زیادہ رغبت رکھتا ہوگا اور آخرت کی طلب  
ہی نہیں۔ جو اسی حال میں مر گیا تو اس کی دنیا کے تمام منافع ختم ہو جائیں گے اس کو  
پانے سے عاجز ہو جائے گا۔ اس وقت اس میں اس کو پانے کی قدرت نہ ہوگی۔  
اور انسان جس چیز سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے پھر اس کے اور مطلوب کے درمیان  
کوئی حائل ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا دل حسرت سے معمور و مشغول ہو جائے  
ثابت ہوا ————— جو دنیاوی احوال کی طلب کے عمل کے ساتھ آئے گا۔

وہ اس عمل سے دنیوی فائدہ پائے گا۔ پھر اگر وہ مر گیا تو سوائے آگ کے اس میں سے کچھ نہیں حاصل کرے گا۔ اس کے یہ عمل آخرت میں بے سود، باطل اور بے اثر ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ  
نَزِدْلَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ  
يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ  
مِنْهَا وَمَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ  
نَصِيبٍ۔

جو شخص آخرت کی کھیتی چاہتا ہے۔ ہم اس کی کھیتی میں اضافہ کر دیتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اسے وہی عطا کر دیتے ہیں اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

(سورۃ الشوریٰ، ۲۰)

دوسرے مقام پر فرمایا:

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ  
عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ  
مَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ  
يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا  
وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَى  
لَهَا سَعِيهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ  
فَأُولَئِكَ كَانَ سَعِيهِمْ  
مَشْكُورًا۔

جو شخص دنیا چاہتا ہے ہم اسے جس طرح چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں۔ پھر اسے ہم جہنم میں ذلیل و رسوا کر کے ڈال دیتے ہیں اور جو آخرت چاہتا ہے اور حالت ایمان میں اس کے لیے کوشاں رہتے ہیں ان کی سعی نہایت ہی ماجر ہے۔

(سورۃ الاسراء، ۱۸، ۱۹)

امام بیضاوی "لہا" کے لام کا فائدہ بیان کرتے ہیں کہ یہ بتا رہا ہے کہ اعتبار نیت اور خلوص کا ہی ہے۔  
(البیضاوی، ۱: ۵۸)

امام زمخشری فرماتے ہیں "سعی کے مشکور" ہونے کے لیے تین شرطیں ہیں:

۱۔ آخرت کا پکا ارادہ ہو، دھوکے کی زندگی سے دوری ہو۔

۲۔ سعی اس کام میں ہو جس کے کرنے اور چھوڑنے کا حکم ہو۔

۳۔ ایمان صحیح ثابت ہو یعنی عقیدہ درست ہو۔

(الکشاف ۲: ۳۵۶)

امام ابولیت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں واضح فرمایا ہے کہ جس نے اللہ کی رضا کے بغیر کوئی کام کیا اس کا آخرت میں کوئی ثواب نہیں اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کام کیا تو اس کا عمل مقبول ہوگا اور کوشش مشکور ہوگی۔

اس باب میں احادیث مبارکہ بہت زیادہ ہیں مگر ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ حضرت ضحاک بن قیس سے روایت ہے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ میں بغیر شریک ہوں۔

پس جس نے میرے ساتھ شریک بنایا پس وہ میرا شریک ٹھہرا۔ اے لوگو!

اعمال کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انہی اعمال کو قبول

فرماتا ہے جو خالصتہً اسی کے لئے ہوں۔ یہ نہ ہو کہ یہ اللہ اور رشتہ داروں کے

لیے ہے کیونکہ وہ عمل اللہ کے لیے نہ ہوگا۔ یہ بھی نہ کہو کہ یہ اللہ تعالیٰ اور ہماری

ذات کے لیے ہے کیونکہ وہ تمہاری ذات کے لئے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے

لئے نہ ہوگا۔ (کشف الاستار عن زوائد البزار ۴: ۲۱۷)

۲۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت

صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اس آدمی کے بارے میں

کیا فرمان ہے جو اس کے لیے جہاد کرتا ہے کہ اسے اجر، شہرت اور مال ملے۔

فرمایا اس کے لئے کچھ بھی نہیں۔ اس نے تین دفعہ سوال دہرایا۔ آپ نے یہی فرمایا اس کے لئے کچھ بھی نہیں۔ پھر فرمایا :

ان الله لا يقبل من العمل الله تعالى اس عمل کے سوا کسی عمل کو  
الا ما كان خالصاً قبول نہیں فرماتا جو فقط اس کلمہ  
رابتغى به وجه الله رضا کے لیے کیا گیا ہو۔  
سبحانه - رسن نسائی، کتاب الجہاد

۲۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

الدنيا ملعونة وملعون الله تعالى کی رضا کی طلب کے سوا  
ما فيها الا ما ابتغى به وجه دنیا میں جو کچھ ہے، لعنتی ہے۔

اللہ تعالیٰ۔ (الترمذی باب ماجاء فی ہوان الدینا علی اللہ عزوجل)  
۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا :

من تزین بعمل الآخرة و جس نے عمل آخرت اپنایا مگر آخرت  
هو لا يريد هالعين في السموات مقصود نہ تھی اس پر زمین و آسمان  
والارض۔ (مجمع الزوائد ۱۰: ۲۲۰) میں لعنت برستی ہے۔

۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

من طلب الدين بعمل الآخرة من طلب الدنيا  
طمس وجهه وحق ذكره طلب کیا اس کا چہرہ مسخ اور ذکر

مٹ جائیگا اور اس کا نام جہنم میں  
لکھا جائے گا۔

واثبت اسمه في النار۔  
را المعجم الكبير ۲۱: ۲۶۸

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب الحزن سے پناہ مانگو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب الحزن کیا ہے؟ فرمایا۔ جہنم کی وہ وادی ہے جس سے باقی جہنم ایک دن میں چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ عرض کی گئی پیارے آقا اس میں کون داخل ہوگا؟ فرمایا:

اعد القراء المرأین  
باعدالهم وان الفض  
القراء الى الله تعالى الذين  
يزودون الامراء۔  
وہ ان قراء کے لئے ہے جو اعمال  
میں ریاکاری کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ  
کے ہاں وہ قراء سب سے ناپسند ہیں جو  
امرا کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔

(ابن ماجہ، باب الانتفاع بالعلم والعمل بہ)

۷۔ حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ خوف و خطر والی چیز جس سے میں تم کو ڈراتا ہوں وہ شرکِ اصغر ہے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ شرکِ اصغر کیا ہے؟ فرمایا ریاکاری؟

يقول الله عز وجل اذا  
جزى الناس باعمالهم اذ  
الى الذين كنتم تراؤن في  
الدنيا فانظروا۔  
اللہ تعالیٰ جب جنادے گا تو ریاکاری  
کرنے والوں سے فرمائے گا تم ان  
کے پاس جاؤ جن کی خاطر تم نے  
دنیا میں عمل کئے۔ تو دیکھو کیا ان  
کے پاس جزا ہے؟

(مسند احمد ۵، ۲۲۸)



۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں شرکاء کے شرک سے بے نیاز ہوں۔

فمن عمل لی عملاً اشرك  
جس نے میرے لیے عمل کیا اور  
فیہ غیری فانامنہ بری  
اس میں میرے غیر کو شریک کیا تو میں  
دھو للذی اشرك۔  
اس سے بری ہوں۔ وہ عمل اس  
المسلم، کتاب الزهد  
شریک کا ہے۔

۹۔ حضرت قاسم بن مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:  
لا یقبل اللہ عملاً فیہ  
مثقال حبة خردل من  
الله تعالیٰ اس عمل کو قبول نہیں فرمائیں  
گے جس میں رائی کے دانے کے برابر  
ریا ہوگی۔

۱۰۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی خاطر عمل کرنا، عمل سے سخت ہے۔ آدمی جب  
عمل کرتا ہے تو اس کا اچھا عمل لکھا جاتا ہے جسے وہ چھپا کر کرتا ہے اس پر اسے  
سترگنا زیادہ اجر دیا جاتا ہے۔ شیطان انسان کے ساتھ ہمیشہ رہتا ہے حتیٰ  
کہ وہ شخص اس عمل کا ذکر لوگوں میں اعلانیہ کر دیتا ہے تو وہ عمل اعلانیہ لکھا جاتا  
ہے اور اس کے سترگنا اجر کو مٹا دیا جاتا ہے۔ شیطان پھر اس کے ساتھ رہتا  
ہے۔ اور وہ اسے دوسری بار لوگوں سے ذکر کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس  
کا ذکر کیا جائے اور اس پر اس کی تعریف کی جائے پھر یہی عمل اس کے حق میں ریا  
بن جاتا ہے اور ریا لکھی جاتی ہے۔ پس اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ اپنے دین  
کو بچاؤ۔ بے شک ریا شرک ہے۔  
(الدر المنثور، ۵، ۴۷۴)

۱۱۔ حضرت جناب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کرتا ہوں مگر جب اطلاع دیجاتی ہے تو میں خوش ہوتا ہوں۔ حضور نے فرمایا:

لا يقبل الله ما شورك  
فيه۔ جس میں کسی دوسرے کو شریک

(الترمذی، باب العمل) کیا گیا ہو۔

۱۲۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے دو اجر ہیں۔ ایک خفا کا اور دوسرا ظاہر کا اجر۔ لیکن اس وقت ہے جب تعلیم مقصود ہو۔ (ابن ماجہ، کتاب الزہد)

۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من تعلم علماً لغیر اللہ  
ذلیتہوا مقعدہ من  
جس نے اللہ کے علاوہ کسی کے لئے  
علم سیکھا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

(الترمذی، باب ما جاء فیمن یطلب بعلمہ الدنیا)

۱۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا یتعلمہ الا یصیب بہ عرضاً  
من الدنیا لم یجد عرف الجنة  
یوم القيامة۔ جس نے وہ علم جو اللہ تعالیٰ کی  
رضا کی خاطر سیکھنا تھا وہ دنیا کو پانے  
کی خاطر سیکھا وہ قیامت کے دن

(ابوداؤد، باب فی طلب العلم لغیر اللہ)

۱۵۔ ابو علی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ہم کو  
جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔

خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو اس شرک سے ڈرو۔ اس میں چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدگی ہے۔

حضرت عبداللہ حزن اور قیس بن مغارب رحمۃ اللہ علیہما اٹھے اور انہوں نے کہا خدا کی قسم اس پر کوئی حوالہ دو۔ فرمایا: ہاں۔

ایک دفعہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا لوگو اس شرک سے ڈرو جس میں چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدگی ہے۔ جو اللہ نے جسے چاہا اس نے پوچھا کہ ہم اس سے کیسے بچیں۔ حالانکہ وہ تو چیونٹی کی چال کی آواز سے زیادہ پوشیدہ ہے۔ فرمایا: یہ دعا پڑھا کرو۔

اللَّهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ  
نُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهُ  
وَ نَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُهُ.  
(مسند احمد، ۲: ۴۰۳)

اے اللہ ہم تیری پناہ میں آتے ہیں  
اس بات سے کہ ہم تیرے ساتھ شرک  
کریں ایسی شے سے جسے ہم جانتے ہوں  
اور ہم معافی مانگتے ہیں اس شے

سے جسے ہم نہیں جانتے۔

ابوعلیٰ کی روایت میں حضرت خلیفہ سے ہے کہ سرکار نے یہ دعا روزانہ تین مرتبہ پڑھنے کے لیے فرمایا۔

ہم اس دعا پر ہی اکتفا کرتے ہیں جو ریا سے خلوص کا سبب ہے۔ وہ ریا جس میں چیونٹی کی چال کی طرح پوشیدگی ہے جو تاریک رات میں کالے پتھر پر چلتی ہے کلام کا حاصل یہ ہے کہ علماء کے سوا ساری مخلوق ہلاک ہوگی اور علماء ہلاک ہو جائیں گے مگر عامل نہیں، عامل بھی ہلاک ہوں گے مگر مخلصین اور مخلصین کو بھی بہت بڑے خطرے کا سامنا ہے۔

اللہ ہمیں علم نافع عطا کرے اور عمل صالح کی توفیق دے اور ہمیں مخلصین  
 کا درجہ عطا فرمائے۔ خاتمہ بالخیر کرے اور مقام اعلیٰ تک پہنچا دے  
 ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ کا انعام ہے یعنی نبیین، صدیقین،  
 شہداء، صالحین۔ یہی اچھے ساتھی ہیں۔

سبحان ربك رب العزت عما يصفون و سلام على المرسلين  
 والحمد لله رب العالمين

الرحمة المهداة في فضل الصلاة

نماز

کی

اہمیت و فضیلت

تصنیف

امام یوسف بن اسمعیل النہانی

ترجمہ

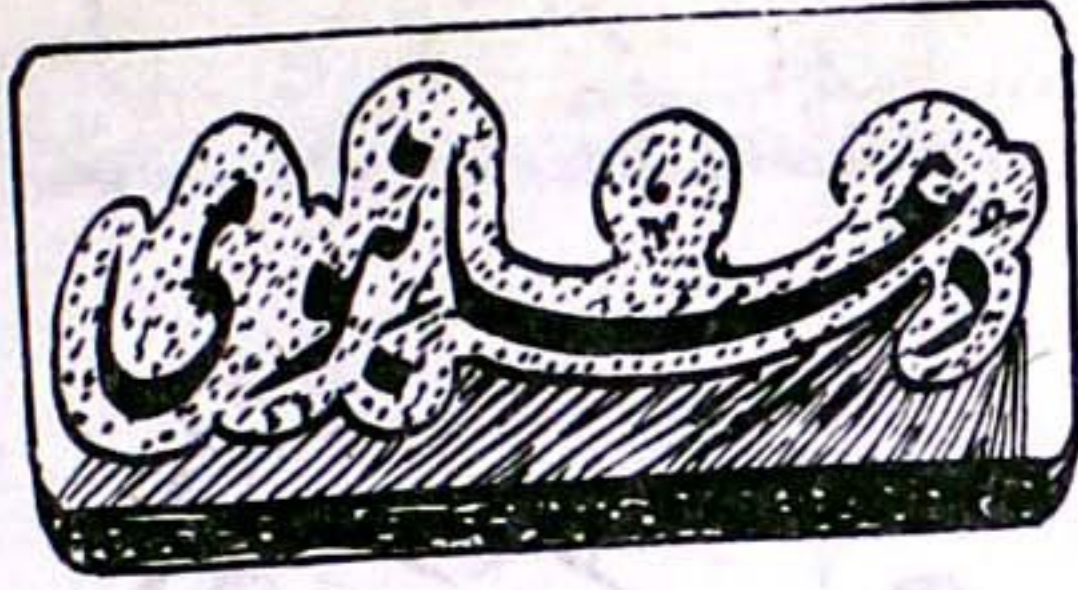
حافظ محمد طاہر نجفی ایم۔ اے

مرکز تحقیقات اسلامیہ

۲۰۵ - شادمان لاهور فون: ۴۰۰۰۰۰۰۰

التَّاسِعُ  
فِي الصَّالِحِينَ

امام ابن رجب رجبی



اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا  
يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَ  
مِنْ نَفْسٍ لَا تَتَّشِبِعُ وَمِنْ دُعَاءٍ  
لَا يُسْمَعُ -

(ترجمہ) اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس علم سے (کھاگ  
کر) جو نافع نہ ہو، اس دل سے جس میں خشوع نہ ہو۔ اس نفس  
سے جو سیرتہ ہو اور اس دعا سے جو مقبول نہ ہو۔



# فہرست

۱۶۹	۱	خشوع کا مفہوم
۱۷۲	۲	خشوع نفاق منع ہے
۱۸۴	۳	نماز میں خشوع
۱۸۹	۴	نمازیوں میں تبدیلی
۱۹۱	۵	رکوع سراپا خشوع
۱۹۲	۶	سجدہ کامل خشوع کا مظہر
۱۹۴	۷	دعا اور خشوع
۱۹۹	۸	اے اللہ مجھے مسکینوں میں رکھ
۲۰۰	۹	مسکین کا معنی
۲۰۲	۱۰	مقامِ عبدیت کی فضیلت
۲۰۴	۱۱	حکمت لقمان کو جامع چھ چیزیں
۲۰۷	۱۲	دلوں کی دعا پانچ چیزیں
۲۰۷	۱۳	دعا قبول نہ ہونے کی دس وجوہات





## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَبِهِ نَسْتَعِينُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ !  
 سب تعریفیں اللہ کے لیے جو اپنے لیے شکستہ دلوں کو جوڑ دینے والا ہے۔  
 اپنے فضل و کرم سے بخشش مانگنے والوں کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ میں گواہی  
 دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ وحدہ لا شریک ہے۔  
 اس کی مثل نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے برگزیدہ  
 بندے اور رسول ہیں جنہیں اس نے کامل رہنمائی اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ وہ  
 اسے تمام ادیان پر غالب کر دیں اور یہ اختیار دیا کہ آپ چاہیں تو فرشتہ مرسل بن  
 جائیں چاہیں تو عبد رسول بن جائیں تو آپ نے عبودیت و رسالت کو اختیار کر لیا۔  
 اتنا عظیم شرف و مقام پانے کے باوجود یہ دعا کرتے :

اللهم احییٰ مسکینا      اے اللہ مجھے حالتِ مسکینی میں رکھ  
 وامتنی مسکینا واحشرنی      اس میں موت عطا فرما اور مساکین کے  
 فی زمرة المساکین۔      گروہ میں مجھے اٹھا۔

(الترمذی، ۲: ۵۶)

صلوة و سلام ہو آپ پر، آپ کے آل و اصحاب پر اور آپ کے متبعین

پر بھی۔

حمد و صلوة کے بعد —

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی بارگاہ میں جھکنے والوں، عظمتِ الہیہ کے سامنے ڈرنے اور عاجزی و خشوع کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ  
فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا  
رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا  
خَاشِعِينَ - (الانبیاء، ۹۰)

بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی  
کرتے ہیں اور ہمیں پکارتے ہیں  
امید اور خوف سے اور ہمارے حضور  
گڑ گڑاتے ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ  
إِلَى قَوْلِهِمْ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ  
مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا -  
(الاحزاب، ۲۵)

اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی  
کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے  
بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا  
ہے۔

سب سے اعلیٰ عبادت نماز کی محافظت کرتے ہوئے خشوع کرنے والے

اہل ایمان کے بارے میں فرمایا:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ  
الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ  
خَاشِعُونَ - (المؤمنون، ۱-۲)

بے شک مراد کو پہنچے وہ ایمان  
والے جو اپنی نماز میں گڑ گڑاتے ہیں۔

جو صاحبانِ علم اللہ کا کلام سن کر خشوع اختیار کرتے ہیں ان کی تعریف یوں کی:

إِنَّ الَّذِينَ أُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ  
قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ  
يَخِرُّونَ لِلْآذْقَانِ سُجَّدًا

بے شک وہ جنہیں اس کے اترنے  
سے پہلے علم ملا جب ان پر پڑھا جاتا  
ہے، ٹھوڑھی کے بل سجدہ میں گر

وَلَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ  
 كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا  
 وَيَخِدُونَ لِلَّذِينَ يَبْكَونَ  
 وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا  
 (الاسراء، ۱۰۷ - ۱۰۹)

پڑتے ہیں اور کہتے ہیں پاکیزگی ہے  
 ہمارے رب کو بے شک ہمارے  
 رب کا وعدہ پورا ہونا تھا۔ اور کھوٹی  
 کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور  
 یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے

### خشوع کا مفہوم

اصلاً خشوع، دل کا رقیق، نرم، ساکن، عاجز اور سوز و گداز کے ساتھ  
 منکسر ہونا ہے۔ جب دل میں خشوع کی کیفیت ہوگی تو باقی اعضا و جوارح میں  
 میں تابع ہونے کی وجہ سے از خود یہ کیفیت پیدا ہو جائے گی جیسے کہ نبی اکرم صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الا ان فی الجسد مضغۃ  
 اذا صلحت صلح الجسد  
 كله و اذا فسدت فسد  
 الجسد كله الا وهی القلب  
 سنو، جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے  
 اگر وہ صحیح رہے تو تمام جسم صحیح اور  
 اگر وہ فاسد ہو گیا تو تمام جسم فاسد  
 ہو جاتا ہے یا درکھو وہ دل ہی ہے۔

(البخاری، ۱: ۱۱۷)

تو جب دل خشوع والا ہوگا تو کان، آنکھیں، سر، چہرہ اور بقیہ تمام اعضاء  
 حتیٰ کہ ان سے صادر ہونے والی اشیاء مثلاً کلام میں بھی خشوع کی کیفیت ہوگی۔  
 یہی وجہ ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے رکوع میں اللہ  
 کے حضور یوں عرض کرتے:

خشع لک سمعی و بصری      میسر کان، آنکھیں، دماغ،

دعنی وعظمیٰ فی روایۃ  
وما استقل بہ قدمی  
ہڈیاں اور ہر وہ شے جس پر میں کھڑا  
ہوں تیری بارگاہ میں جھکی ہوئی ہیں۔

(المسلم، ۷۷۱)

بعض اسلاف نے کسی شخص کو نماز میں ہاتھ کو ادھر ادھر کرتے دیکھا تو  
فرمایا :

لو خشع القلب هذا  
لخشعت جوارحہ۔  
اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے  
اعضاء پر بھی خشوع طاری ہوتا۔

یہ مذکورہ ارشاد حضرت خذیفہ اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب ہے بعض روایات کے مطابق یہ ارشاد نبوی ہے مگر  
سند صحیح کے ساتھ ثابت نہیں۔

شیخ مسعودی، البسنان کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت ابو طالب  
رضی اللہ عنہ نے اَلَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (وہ اپنی نماز میں خشوع  
کرنیوالے ہوتے ہیں) کے بارے میں فرمایا :

هو الخشوع في القلب  
وان تدين كنفك للمرء  
المسلم وان لا تلف في  
صلا تہ۔  
یہ دل کا خشوع ہے۔  
مسلمان کے لیے تو نرمی اختیار  
کرے اور نماز میں ادھر ادھر  
توجہ نہ کرے۔

(الزهد لابن مبارک : ۱۱۴۸)

حضرت عطاء بن سائب نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا :

الخشوع خشوع القلب  
وان لا تلفت يميناً  
ولا شمالاً۔  
خشوع دل کا جھکنا اور دائیں  
بائیں نہ دیکھنا ہے۔

حضرت علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
خاشعون کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کی ہے :

خاشعون ای خائفون      خشوع کرنے والے یعنی ڈرنے  
ساکنون۔      اور سکون والے۔

شیخ ابن شوذب، امام حسن بصری کے حوالے سے لکھتے ہیں :  
کان الخشوع فی قلوبہم      خشوع دلوں میں ہونے کا اثر  
فخضوا لہ البصر فی      یہ ہے کہ نماز میں ان کی آنکھیں نیست  
الصلاة۔      اور جھکی ہوئی ہوں۔

شیخ ابن ابی نجیح نے حضرت مجاہد سے "کانوا لنا خاشعین" کی  
تفسیر متواضعین (تواضع کرنے والے) کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں زمین کا وصفِ خشوع بیان کرتے ہوئے فرمایا:  
وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَرَى  
الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا  
أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ  
اهْتَزَّتْ وَرَبَّتْ۔  
اور اس کی نشانیوں میں سے ہے  
کہ تو زمین کو دیکھے بے قدر پڑی  
ہے۔ پھر جب ہم نے اس پر پانی  
اتارا، تو تازہ ہوئی اور بڑھ چلی۔

(رحم السجدة ۱۳۹)

تو زمین کا خشوع اس کا ساکن ہونا اور پست ہونا ہے۔ اسی طرح دل میں جب  
خشوع ہوگا تو اتباعِ نفس سے پیدا ہونے والے خیالات اور ارادوں سے وہ  
ساکن ہوگا اور اللہ کی بارگاہ میں منکسر اور جھکا ہوا ہوگا اور اس سے تکبر، بلندی  
اور بڑا ہونے کا تصور زائل ہو جائے گا تو جب دل ساکن ہوگا تو باقی اعضاء و جوارح  
اور حرکات حتیٰ کہ آواز میں بھی خشوع ہوگا۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے آواز کا وصف خشوع بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَمَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ

اور سب آوازیں رحمن کے حضور

لِلرَّحْمَنِ (طہ: ۱۰۸)

پست ہو کر رہ جائیں گی۔

آواز کا خشوع یہی ہے کہ وہ پست اور پُر سکون ہو۔

اسی طرح روز قیامت کفار کی آنکھوں اور چہروں کے بارے میں ہے کہ ان پر خشوع یعنی شرمندگی طاری ہوگی۔

یہ گفتگو واضح کر رہی ہے کہ خشوع تمام اعضاء میں ہوتا ہے۔

### خشوع لِنَفَاقٍ مِّنْعٍ هُوَ

اگر کوئی انسان باقی اعضاء میں بتکلف خشوع لائے مگر اس کا دل خشوع سے خالی ہو تو یہ خشوع نفاق ہوگا۔ اس سے اسلاف پناہ مانگتے رہے ہیں جیسے کہ منقول ہے کہ ایک بزرگ نے کہا خشوع نفاق سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔ ان سے عرض کیا گیا کہ یہ خشوع کونسا ہے؟ فرمایا:

ان تروى الجسد خاشعاً جسم خشوع والا مگر دل خشوع

و القلب ليس بخاشع۔ سے خالی ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نوجوان کو بہت زیادہ سر جھکاٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

ارفع رأسك فان الخشوع سر اٹھاؤ کیونکہ خشوع جو دل میں

لا يزيد على ما في القلب۔ ہے اس سے زائد کا اظہار نہ کرو

تو جس نے دل کے خشوع سے خالی ہوتے ہوئے خشوع کا اظہار کیا اس

نے نفاق در نفاق کا مظاہرہ کیا۔

تو اصلاً خشوع دل میں اللہ تعالیٰ کی معرفت، اس کے جلال و عظمت اور کمال کی معرفت سے پیدا ہوتا ہے جسے جتنی معرفت ہوگی وہ اتنا ہی زیادہ خشوع والا ہوگا۔ دلوں کے خشوع کے لیے مقتضی صفات کے مشاہدہ میں تفاوت کی وجہ سے خشوع میں تفاوت ہوگا۔ کوئی اللہ تعالیٰ کا بندے کے قریب ہونے، اس کے راز و اسرار کو جاننے پر اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے خشوع اختیار کرے گا اور اپنے حرکات و سکنات کی نگہداشت کرے گا تو کوئی اللہ تعالیٰ کے کمال و جمال کے مطالعہ سے اس کی محبت میں مستغرق اور اس کی ملاقات و زیارت کے شوق میں خشوع کرے گا۔ اور کوئی اس کی گرفت، انتقام اور عذاب کے خوف پر خشوع کرے گا۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ایسے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے والا ہے۔

اور وہ اس بندے کے نہایت ہی قریب ہوتا ہے جو نماز میں اس سے سرگوشی کرتا ہے اور اپنے چہرے کو حالت سجدہ میں مٹی پر رکھ دیتا ہے جیسا کہ دعا کرنے، اس مانگنے اور سحری کے وقت اپنے گناہوں پر معافی مانگنے والوں کے قریب ہوتا ہے۔ ان کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔ ان کے سوال پر عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب و مقبولیت سے بڑھ کر کوئی شے بندے کے دل کو جوڑنے والی نہیں ہو سکتی۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الزہد میں حضرت عمران سے روایت کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔

اللہ میں تجھے کہاں تلاش کروں؟	الہی ابن الغیث؟ قال
فرمایا مجھے میری خاطر ٹوٹے ہوئے دلوں	الغنی عند المنکسرة قلوبہم
کے پاس تلاش کرو میں ہر روز ان کے	من اجلی انی ادنو منہم کل
پاس ہوتا ہوں اگر ایسا نہ ہو تو وہ ختم	یوم باعنا فلولا ذلک
ہو جائیں۔	لا زہدوا (الزہد: ۶۱)



شیخ ابراہیم بن الجئید رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب المحبۃ میں جعفر بن سلیمان سے نقل کیا کہ میں نے حضرت مالک بن دینار سے مذکورہ گفتگو سنی تو میں نے ان سے یہ سوال کیا :

کیف المنکسرة قلوبہم؟ دلوں کے ٹوٹنے سے کیا مراد ہے؟  
 فرمایا میں نے یہی سوال اپنے شیخ سے کیا تھا تو انہوں نے فرمایا میرے شیخ نے حضرت عبد اللہ بن سلام سے یہی سوال پوچھا تھا تو انہوں نے فرمایا :  
 المنکسرة قلوبہم بحب اللہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی محبت کے  
 عزوجل۔ دہرے ٹوٹ جاتے ہیں۔

حدیث صحیح بھی اس پر شاہد ہے کہ جب کوئی بندہ اپنے اوپر آنے والی مصیبت پر اللہ کی قضا سمجھ کر راضی و مطمئن ہو جاتا ہے تو اسے اللہ کا قرب نصیب ہو جاتا ہے۔ مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ روز قیامت بندے سے فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار ہوا تھا تو نے میری عیادت نہیں کی وہ عرض کرے گا تو رب العالمین سے۔ میں تیری عیادت کیسے کرتا؟ فرمایا تو نہیں جانتا میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اور تو نے عیادت نہیں کی تھی۔

اما علمت انک لو عدتہ کیا تو نہیں جانتا اگر تو اس کی عیادت  
 لوجدتہ عندہ۔ کرتا تو اس کے پاس پالیتا۔

(المسلم حدیث ۶۹ ۲۵)

امام ابو نعیم نے شیخ حمزہ سے شیخ ابن شوذب کے حوالے سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا آپ جانتے ہیں میں نے آپ کو لوگوں میں سے کلام اور رسالت کے لیے کیوں منتخب کیا؟ عرض کیا اے رب کریم میں

نہیں جانتا فرمایا :

لانہلم بتواضع لی احد  
قط تو اضعف۔  
کیونکہ میری بارگاہ میں آپ جیسی تواضع  
کسی نے نہیں کی۔

اور تواضع، خشوع ہی کا دوسرا نام ہے اور یہی علمِ نافع جو علوم میں سے  
سب سے پہلے اٹھایا جائے۔ امام نسائی نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے  
روایت کیا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھا تو فرمایا اس  
وقت علم اٹھایا جائے گا تو ایک انصاری صحابی زید بن لبید نے عرض کیا یا رسول اللہ  
کیا علم اٹھ جائے گا حالانکہ وہ سینوں میں محفوظ ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
ان كنت لا صلب من  
افقه اهل المدينة۔  
اگرچہ تجھے تمام اہل مدینہ سے بڑا عالم  
تصور کیا جائے۔

اس کے بعد فرمایا کہ یہود کے پاس کتاب تھی اس کے باوجود وہ گمراہ ہو گئے۔  
صحابی کہتے ہیں میں حضرت شداد بن عوف رضی اللہ عنہ کو ملا اور یہ عوف بن مالک والی  
حدیث انہیں سنائی تو انہوں نے فرمایا عوف نے سچ کہا اور کہا کہ میں تجھے اس  
چیز کے بارے میں اطلاع نہ دوں جو پہلے اٹھالی جائے گی۔ میں نے عرض کیا ہاں  
ضرور تو انہوں نے فرمایا سب سے پہلے

المخشوع حتی لا تری  
خاشعاً۔  
خشوع اٹھایا جائے گا حتیٰ کہ تجھے  
کوئی خشوع کرنے والا دکھائی نہ

دے گا۔

امام ترمذی نے جبیر بن نفیر سے بیان کیا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ  
نے مجھ سے فرمایا:

لو شئت لحدثك باول  
اگر آپ چاہیں کہ میں تجھے بتا دوں

علم یرفع من الناس  
 الخشوع یوشک ان تدخل  
 المسجد الجامع فلا تری  
 فیہ رجلاً خاشعاً۔  
 کہ سب پہلا علم جو لوگوں سے اٹھا  
 لیا جائے گا وہ خشوع ہے۔ تو  
 جامع مسجد میں داخل ہوگا تو وہاں  
 کسی کو بھی خشوع کرنے والا نہیں  
 پائے گا۔

محدثین کے ہاں روایت نسائی راجح ہے :  
 سعید بن بشر نے امام حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے حضرت شہاد  
 بن اوس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :  
 اول ما یرفع من الناس  
 الخشوع۔  
 لوگوں سے سب سے پہلے جو چیز اٹھالی  
 جائے گی وہ خشوع ہے۔

ابوبکر بن ابی مریم نے اسے شیخ حمزہ بن حبیب سے مرسل روایت کیا ہے اور  
 حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے :  
 تو علم نافع وہ ہوتا ہے جو دل میں سکنت و طمانیت، اللہ کی بارگاہ میں خشوع و  
 خضوع اور تواضع و انکساری پیدا کر دے اور اگر علم ایسی بات پیدا نہیں کرتا تو یہ  
 فقط زباں پر ہوا جو ابن آدم کے خلاف بطور حجت ہوگا جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود  
 رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

ان اقواماً یقرؤن القرآن  
 لا یجاوز ترائقہم ولكن اذا  
 وقع فی القلب یرسخ فیہ  
 نفع صاحبہ۔  
 کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر وہ  
 ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے  
 گا لیکن جن کے دل میں راسخ ہو  
 گیا اسے یہ نفع دے گا۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ علم کی دو اقسام ہیں :

علم باللسان و علم بالقلب  
 فعلم القلب هو العلم النافع  
 و علم اللسان حجة الله على  
 ابن آدم - (الدارمی ۱: ۱۰۲)

زبان پر علم اور دل میں علم - دل کا  
 علم نافع ہے مگر زبان پر علم ابن آدم  
 کے خلاف بطور حجت ہوگا۔

امام حسن بصری نے اسے حضور علیہ السلام سے مرسلًا اور حضرت جابر اور حضرت  
 انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعًا روایت کیا ہے مگر اس کا متصل ہونا صحیح نہیں۔  
 رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آگاہ فرما دیا کہ اہل کتاب کے پاس  
 علم تھا مگر انہوں نے اس سے نفع حاصل نہ کر کے مقصود کو فوت کر لیا اور وہ  
 یہ تھا کہ علم کے ذریعے ایمان کی حلاوت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خشوع و خضوع  
 کی کیفیت پیدا ہو جاتی۔ لیکن علم فقط ان کی زبانوں تک ہی رہا جو ان کے خلاف  
 بطور حجت پیش ہوگا۔

اسی حقیقت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں علماء کے بارے میں فرمایا  
 کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خشوع اختیار کرتے ہیں :

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ  
 الْعُلَمَاءُ - (الفاطر، ۲۸)

بے شک اصحاب علم ہی اللہ سے ڈرتے  
 ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا :

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ  
 سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ  
 الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ  
 رَبِّهِ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي  
 الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ  
 كَمَا هُمْ لَا يَعْلَمُونَ

کہاں وہ جسے فرمانبرداری میں رات  
 کی گھڑیاں گزر رہی ہیں سجدہ میں اور  
 قیام میں آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب  
 کی رحمت کی آس لگائے کیا وہ نافرمانوں  
 جیسا ہو جائے گا۔ تم فرماؤ کیا برابر

لَا يَعْلَمُونَ - ہیں جاننے والے اور نہ جاننے

(الزمر، ۹) والے -

اہل کتاب علماء کے خشوع کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ  
مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ  
يَخِرُّونَ لِلْآذِقَانِ سُجَّدًا  
وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا  
إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا  
وَيَخِرُّونَ لِلْآذِقَاتِ  
يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ  
خُشُوعًا.

بے شک وہ جنہیں اس کے اترنے  
سے پہلے علم ملا جب ان پر پڑھا جاتا  
ہے سٹوڑی کے بل سجدہ میں گر  
پڑتے ہیں اور کہتے ہیں پاکیزگی ہے  
ہمارے رب کو بے شک ہمارے  
رب کا وعدہ پورا ہونا تھا۔ اور وہ  
ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے  
ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا

(الاسراء، ۱۰۷-۱۰۹) جھکنا بڑھاتا ہے -

ان اہل علم کی یوں تعریف کرنا کہ وہ روتے ہوئے چہرے کے بل گر پڑتے ہیں  
اور ان کے خشوع میں اضافہ ہو جاتا ہے واضح کر رہا ہے کہ ہر وہ شخص قابلِ مسح  
ہے جس کے دل میں کتاب اللہ کا سماع خشوع پیدا کر دے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:  
فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ  
مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ  
فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ. اللَّهُ  
نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ  
كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيًّا

ویل ہے ان دلوں کے لیے جو ذکر  
الہی نہ کرنے سے سخت ہیں۔ وہ  
کھلی گمراہی میں ہیں۔ اللہ نے اناری  
سب اچھی کتاب، اول سے آخر  
تک ایک سی ہے۔ دوہرے بیان

تَقْشَعِرُنَا جُلُودَ الَّذِينَ  
يُخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ  
جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى  
ذِكْرِ اللَّهِ -

والی اس سے بال کھڑے ہوتے  
ہیں۔ ان کے بدن پر جو اپنے رب سے  
ڈرتے ہیں۔ پھر ان کی کھالیں اور  
دل نرم پڑتے ہیں یادِ خدا کی طرف  
رغبت میں۔

(الزمر، ۲۲، ۲۳)

دلوں کی قساوت اور سختی کا زوال وہ نرمی ہے جو انہیں خشوع و رقت سے  
عارض ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تدمت فرمائی ہے جو اللہ کے کلام کو سننے اور  
اس میں تدبیر کرنے کے لیے دلوں میں خشوع پیدا نہیں کرتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ  
ہے۔

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ  
تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ  
وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ -

کیا ایمان والوں کے لیے وہ وقت  
نہیں آیا کہ ان کے دل جھک جائیں  
اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جو اتارا۔

(الحدید : ۱۶)

مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہمارے اسلام لانے  
اور اس آیت کے ذریعے ہمیں عتاب کرنے کے درمیان چار سال کا عرصہ ہے۔  
امام نسائی نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ اس کے بعد اہل ایمان نے ایک دوسرے  
کو (عدم خشوع پر) عتاب کرنا شروع کیا۔  
ابن ماجہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ متعدد  
صالحین کے بارے میں ہے کہ جب انہوں نے یہ آیت مذکورہ سنی تو بعض کے دل  
بھٹ گئے اور ان کا وصال ہو گیا اور بعض نے سُن کر اپنے دلوں کو درست کر لیا  
ایسے واقعات پر تفصیلی گفتگو ہم نے "الاستغنا بالقرآن" میں کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ  
عَلَى جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا  
مُتَّصِدًا عَاثِنًا مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ

اگر یہ قرآن ہم کسی پہاڑ پر اتارنے تو  
تو ضرور اسے دیکھتا ہوا جھکا ہوا  
پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔

(الحشر)

شیخ ابو عمران الجونی فرماتے ہیں اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ ہماری طرف اس قرآن  
میں وہ چیز بھیجی ہے کہ اگر پہاڑ پر رکھی جائے تو وہ انہیں مٹا دے۔

شیخ مالک بن دینار جب یہ آیت کریمہ پڑھتے تو کہتے :

اقسم لكم لا يؤمن عبداً  
بهد القرآن الا صدق  
قسم ہے جو بھی بندہ اس قرآن پر  
ایمان لائے گا۔ اس کا دل ضرور سق  
ہوگا۔

قلبه۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : اے انسان جب کوئی شیطان  
وسوسہ ڈالے یا تیرے دل میں کوئی خرابی پیدا کرے تو اس بات کو یاد کر کہ اللہ تعالیٰ  
نے اپنی کتاب میں تجھے وہ کچھ عطا کیا اگر وہ مضبوط پہاڑوں پر نازل ہو کر دب  
پھٹ جاتے۔ کیا تو نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا : لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى  
جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَّصِدًا عَاثِنًا مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ

یہ تمہیں اس لیے دی ہے تاکہ انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے۔ اے ابن  
آدم تو زیادہ اس لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عطا کردہ کتاب و حکمت  
پر خشوع اختیار کرے کیونکہ تیرا حساب ہونا ہے اور تیرے لئے جنت ہے یا  
دوزخ۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ خشوع سے خالی دل سے پناہ مانگتے

تھے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے:

اللہم انی اعوذ بک من علم لا ینفع و من قلب لا ینفخ و من نفس لا تشبع و من دعوة لا یتجاب لها۔  
 اے اللہ میں ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے، اس دل سے جس میں خشوع نہ ہو، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔  
 (المسلم، حدیث ۲۷۲۲)

حضرت کعب الاحبار سے منقول ہے کہ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قلب لا یخشی علمہ لا ینفخ و صوتہ لا یسمع و دعاءہ لا یرفع  
 جس دل میں خشوع نہ ہو اس کا علم نافع نہیں، اس کی آواز سنی نہیں جاتی اور اس کی دعا بلند نہیں ہوتی۔  
 شیخ اسد بن موسیٰ "کتاب الورع" میں مبارک بن فضالہ سے نقل کرتے ہیں امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اہل ایمان کے پاس جب اللہ کی طرف سے یہ پیغام آیا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی اور اس پر انہیں کامل یقین ہوا۔ ان کے دل، جسم اور آنکھیں اپنے رب کے لیے سراپا خشوع بن گئے اور اللہ کی قسم میں انہیں ایسی قوم دکھیتا تھا

"اللہ کی قسم نہ وہ لڑائی جھگڑا کرتے اور نہ عمل باطل، انہیں کتاب اللہ کے بغیر اطمینان نہ ملتا اور جو ان کے دلوں میں نہ ہوتا اس کا اظہار نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آگیا جس کی انہوں نے تصدیق کی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کی کیا ہی خوب تعریف فرمائی۔



وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ  
 يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا  
 وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ  
 قَالُوا سَلَامًا - (الفرقان، ۶۳، ۶۴) سلام!

اور فرمایا اہل علم، جاہل نہیں ہوتے اور ان کے ساتھ جاہلانہ سلوک ہو تو علم  
 اختیار کرتے ہیں۔ اور جہلاء کی ہر طرح کی سختی کے باوجود ان سے بہتر انداز میں  
 زندگی بسر کرتے ہیں۔

پھر ان کی بہتر راتوں کا ذکر خیر یوں فرمایا:  
 وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ  
 سُجَّدًا وَقِيَامًا -  
 اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب  
 کے لیے سجدے اور قیام میں۔

(الفرقان، ۶۴)

رب کے خوف سے ان کے رخسار آنسوؤں سے تر ہوتے ہیں  
 امام حسن بصری نے فرمایا:

یہ لوگ راتوں میں بیدار اور دنوں کو خوشنوع میں کیوں رہتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:  
 وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا  
 اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ  
 إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا -  
 اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے  
 رب ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب۔  
 بے شک اس کا عذاب گلے کا غلے  
 (پھندا) ہے۔

(الفرقان، ۶۵)

غرام کی تفسیر میں فرمایا جو چیز کسی انسان کو لاحق ہو اور پھر زائل ہو جائے وہ  
 غرام نہیں کہلاتی۔ غرام وہ شئی ہے جو ہمیشہ زائل نہ ہو۔  
 پھر فرمایا۔ قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کہتے اعلیٰ لوگ تھے

جو احکامِ الطہیہ پہ عمل کرتے تھے اور تم آرزوؤں میں لبتے ہو۔ ان غلط آرزوؤں سے  
 بچو۔ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اس کی غلط آرزوؤں پر دنیا و آخرت میں کبھی خیر نہیں

عطا فرماتا۔

کاش اس نصیحت سے دل کو زندگی حاصل ہو۔

## نماز میں خشوع کا بیان

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایسی عبادات عطا کی ہیں جن میں وہ اس جسمانی خشوع کا اظہار کریں جو ان کے دلی خشوع اور دل کی عاجزی و انکساری کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ سب سے کامل خشوع کا اظہار اعلیٰ عبادت نماز میں ہوتا ہے۔ نماز میں خشوع کرنے والوں کی تعریف میں فرمایا:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ  
الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ  
خَاشِعُونَ۔

بے شک مراد کو پہنچنے ایمان والے جو  
اپنی نماز میں گڑ گڑاتے ہیں۔

(المؤمنون، ۱۰-۱۲)

شیخ ابن لہیعہ نے عطا بن یسار سے اور انہوں نے حضرت سعید بن جبیر سے آذین ہُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کی ہے:

متواضعین لا يعرف  
من عن يمينه ولا من  
عن شماله ولا يلتفت  
من الخشوع لله عز وجل  
وہ تو واضح کرتے ہوئے دائیں  
بائیں والے کو نہیں پہچانتے اور نہ  
اللہ بزرگ و بہتر کی بارگاہ میں خشوع  
کی وجہ سے کسی اور طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

امام ابن المبارک نے ابو جعفر سے انہوں نے لیت سے اور انہوں نے حضرت

مجاہد سے

اللہ کی رضا کی خاطر اس کی بارگاہ میں  
ادب و نیاز کے ساتھ کھڑے ہوا کرو۔

قوموا لِلّٰہِ قانتین

(البقرة، ۲۳۸)

کی تفسیر یہ نقل کی ہے :

قنوت کا معنی جھکنا، خشوع، آنکھوں

القنوت الرکون والخشوع

کا جھکانا اور اللہ کی رحمت کے سامنے

و غص البصر و خفض

تواضع کرنا ہے۔

الجناح من رحمة اللہ تعالیٰ

اہل علم نے فرمایا ہے کہ جب نماز کے لیے قیام کرو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ نہ

آنکھیں سختی سے بند کرو نہ ادھر ادھر دیکھو نہ سگریزہ الٹ پلٹ کرو نہ کسی شے سے

کھیلو اور نہ دل میں دنیاوی خیال لاؤ۔ البتہ اگر نسیاناً ہو جائے تو معافی ہے۔

شیخ منصور، مجاہد سے نقل کرتے ہیں کہ آیت مبارکہ

سَيِّمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ

اَثْرِ السُّجُودِ - (الفتح، ۲۹) ہیں۔

میں نماز میں خشوع و خضوع ہی مراد ہے۔

امام احمد، نسائی اور ترمذی نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

الصلاة مثنی مثنی تشهد

فی کل رکعتین وتخشع وتضرع

وتمسکن لقتع یدیک

يقول ترفعها الی ربک

نماز دو دو رکعات ہے ہر دو کے

بعد تشهد ہے اور نماز سراپا خشوع

آہ وزاری، مسکینی اور ہاتھوں کو

رب کریم کی بارگاہ اقدس میں اٹھا کر عرض

عز وجل یارب یارب  
 فمن لم یفعل ذلك فیهی  
 خراج - (تحفة الاشراف ۸۱: ۲۶۲)  
 صحیح مسلم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے فرمایا:

ما من امری مسلم تحضرہ  
 صلاة مكتوبة یحسن  
 وضوءها و خشوعها  
 و رکوعها الا كانت كفارة  
 لما قبلها من الذنوب  
 ما لم تؤت کبیرة و ذلك  
 الدھر کلہ - (المسلم، حدیث ۲۶۶)

جو بھی مسلمان فرض نماز کے وقت  
 اچھی طرح وضو کرے اور نماز میں  
 رکوع و خشوع اچھی طرح کرے  
 تو اس کے باقی کے گناہ معاف ہو  
 جائیں گے بشرطیکہ اس کا کبیرہ  
 گناہ کا ارتکاب نہ کیا ہو اور یہ  
 ساری زندگی کے لیے ہے۔

افعال نماز میں سے جن چیزوں سے اظہار خشوع و خضوع اور عاجزی و انکساری  
 ہوتا ہے ان میں حالت قیام میں دونوں ہاتھوں کا ایک دوسرے پر رکھنا بھی ہے۔

امام احمد سے وضع الیدین کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا:

هو ذل باین یدیا عزیز  
 یہ عزت والے رب کے سامنے عاجزی

کا اظہار ہے۔

شیخ علی بن محمد الواعظ مصری نے فرمایا: میں نے اس سے اچھا قول نہیں سنا۔

حضرت بشر حافی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:

اشتھی منذ اربعین  
 میں چالیس سال سے تمنا رکھتا ہوں

سنة ان اضع یداً علی  
 کہ نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھوں مگر

یَدْفِي الصَّلَاةَ مَا يَمْنَعُنِي  
 اَلَا اِنْ يَكُوْنُ قَدْ اَظْهَرْتَ  
 مِنْ اَلْمَخْشَوْءِ مَا لَيْسَ فِي  
 الْقَلْبِ مِثْلَهُ -

یہ چیز منع کرتی ہے کہ میں آنا خشوع  
 کا اظہار نہ کروں جو میرے دل میں  
 نہیں۔

امام محمد بن نصر المروزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کا یہ ارشاد گرامی نقل کیا ہے:

يَحْشُرُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
 عَلَى قَدْرِ صِيْنَعِهِمْ فِي  
 الصَّلَاةِ -

روز قیامت لوگوں کا حشر ان کی  
 نماز کے درجہ کے مطابق ہوگا۔

اس کے بعض راویوں نے شرح کرتے ہوئے کہا کہ اس سے مراد بائیں ہاتھ  
 کو دائیں سے پکڑنا اور جھکنا ہے۔

اور انہوں نے حضرت ابوصالح السمان رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی نقل کیا:  
 يَبْعَثُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
 هَكَذَا وَوَضَعَ اِحْدَى  
 يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرَى -

لوگوں کو روز قیامت اسی طرح کھڑا  
 کیا جائے گا۔ ان کا ایک ہاتھ دوسرے  
 ہاتھ پر ہوگا۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ نمازی کو بارگاہِ ایزدی میں روز قیامت کھڑا ہونے  
 اور پیش ہونے کی یاد تازہ ہوتی رہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عابدین کی تعریف کرتے ہوئے  
 فرمایا:

"اگر کوئی شخص ان کو مسجد و محراب میں اپنے رب کی بارگاہ میں عاجزی کا  
 اظہار کرتے ہوئے دیکھ لے تو اس کا دل اس موقع کو یاد کرے گا جب بندہ

روزِ قیامت رب العالمین کے حضور پیش ہوگا تو اس کے دل اور عقل  
دہل جائیں گے۔"

اور اسی میں سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور اس کے غیر کی طرف عدم  
التفات ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ رب کریم کے لیے فارغ ہو اور  
وہ کسی غیر کی طرف متوجہ نہ ہو۔ صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلت و ثواب وضو کے بارے میں  
فرمایا :

فان هو قام و صلی	نمازی کھڑا ہوا ، نماز پڑھی۔ اللہ
فحمد الله و اشنی علیہ	کی حمد و ثنا اور بزرگی اس کے
و محبده بالذی هو اھله	شایان شان کی اور اپنا دل اللہ
و فرغ قلبہ لله انصرف	کے لیے فارغ کر لیا تو اب نماز
من فطیئته کیوم ولدته	سے اس حال میں فارغ ہوگا کہ ماں نے
امہ۔ (المسلم ، ۸۲۲)	اسے آج ہی جنا ہے۔

دوسرا یہ کہ نظر کو سجدہ کی جگہ رکھے اور ادھر ادھر نہ دیکھے۔ یہ خشوعِ قلب  
کے لوازمات اور تقاضوں میں سے ہے۔ اس لیے ایک صحابی نے کسی نمازی  
کو عیث کام میں مشغول دیکھا تو فرمایا :

لو خشع قلب هذا الخشت	اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا
جوارحہ۔	تو اس کے اعضاء پر بھی خشوع

طاری ہوتا۔

امام طبرانی نے امام ابن سیرین سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
سے بیان کیا کہ پہلے نماز میں رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دائیں بائیں

التفات فرماتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔  
 قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ      بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے  
 الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ      جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔  
 خَاشِعُونَ .

تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید خشوع فرماتے ہوئے اس عمل کو ترک فرمادیا۔  
 یہ ابن سیرین سے مرسل بھی مروی ہے اور یہی اصح ہے

### نمازیوں میں تبدیلی

ابن ماجہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور  
 علیہ السلام کی ظاہری حیات میں لوگ جب نماز پڑھتے تو ان کی نگاہ قدموں  
 کی جگہ سے تجاوز نہ کرتی تھی۔ حضور کے وصال کے بعد لوگ اس حال میں نماز  
 پڑھتے کہ ان کی نگاہ موضع سجدہ سے تجاوز نہ کرتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے  
 وصال کے بعد نماز میں لوگوں کی نگاہ موضع قبلہ سے متجاوز نہ ہوتی۔ حضرت عثمان  
 رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد توفاتہ پھیل گیا۔ اب لوگوں نے دائیں بائیں التفات  
 شروع کر دی۔

بخاری میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے رسالت مآب صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے نماز میں التفات کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:  
 هو اختلاس يختلسه      یہ شیطان کا بندے کی نماز سے  
 الشيطان من صلاة      اچک لینا ہے۔

العبد - (البخاری ۲۰ : ۱۹۴)

امام احمد نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ



وسلم نے فرمایا :

لا يزال الله مقبلاً على  
العبد في صلاته ما لم  
يلتفت فاذا انصرف  
عنه - (مسند احمد ۵: ۱۴۲)

جب تک نمازی غیر کی طرف متوجہ  
نہیں ہوتا اللہ بھی اس کی طرف متوجہ  
رہتا ہے۔ جیسے ہی بندہ دوسری  
طرف متوجہ ہوا اللہ تعالیٰ بھی توجہ  
پھیر لیتا ہے۔

امام احمد اور ترمذی نے حضرت حارث اشعری سے روایت کیا کہ نبی اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو  
پانچ چیزوں پر عمل کا حکم دیا ان میں سے ایک یہ ہے :

وامرکوا بالصلاة  
فان الله ينصب وجهه  
لوجه عبده ما لم  
يلتفت فاذا صليتم  
فلا تلتفتوا -

میں تمہیں نماز کا حکم دیتا ہوں۔ اللہ  
تعالیٰ اس وقت تک اپنا مقدس  
چہرہ نمازی کے چہرے کے سامنے  
رکھتا ہے جب تک نمازی غیر کی  
طرف التفات نہ کرے۔ لہذا تم  
نماز میں غیر کی طرف توجہ نہ کرو۔

حضرت عطا کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:  
اذا صلي احدكم فلا يلتفت  
فانه ينجي ربه امامه  
وانه ينجيه فلا يلتفت

جب تم نماز پڑھو تو غیر کی طرف توجہ نہ  
کرو کیونکہ نمازی اپنے سامنے اپنے  
رب سے مناجات کر رہا ہوتا ہے۔  
لہذا مناجات کی وجہ سے کسی اور طرف  
توجہ نہ کرو۔

اُنہی سے مروی ہے کہ ہمیں یہ روایت بھی پہنچی ہے کہ اللہ رب العزت  
ارشاد فرماتا ہے :

یا ابن آدم من تلتفت  
انا خیر لك ممن تلتفت  
اے نمازی تو کس کی طرف تک رہا  
ہے؟ تیرے تگنے کے لیے میری ذات  
الیہ۔

سب سے بہتر ہے۔

محدث بزار وغیرہ نے اسے موقوفاً روایت کیا اور یہی اصح ہے۔

شیخ ابو عمران الجونی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ  
وحی فرمائی۔

اذا قدرت بین یدی فقم  
مقام العبد الحقیر الذلیل  
و ذم نفسک فہی اولی بالذم  
و ناجتی بقلب و جمل و لسان  
صدق۔  
جب تو میرے سامنے کھڑا ہو تو عبد  
حقیر و فقیر کی طرح کھڑا ہو اور اپنے  
نفس کی خوب مذمت کر کیونکہ یہ  
مذمت ہی کے لائق ہے اور مجھ سے  
ڈرنے والے دل اور سچی زبان  
سے راز و نیاز کر۔

## رکوع سرایا خشوع

ان افعال میں سے رکوع بھی ہے جو ظاہری جسم کے لئے عاجزی و انکساری  
ہے۔ عرب اس عمل سے کتراتے تھے حتیٰ کہ وہ سجدہ بھی رکوع بغیر کرتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَ اِذَا قِيلَ لَهُمْ ارْكَعُوا  
لَا يَرْكَعُونَ (المسلا، ۲۸)  
اور جب ان سے کہا جائے کہ رکوع  
کرو تو وہ نہیں کرتے۔

رکوع میں کامل خشوع یہ ہے کہ جیسے جسم جھکا ہوا ہے اسی طرح دل بھی اپنے اللہ کے سامنے خوب عاجزی کے ساتھ جھکا ہوا ہوتا کہ بندے کو ظاہری و باطنی خضوع نصیب ہو۔ اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں یہ کلمات کہتے :

خشع لک سمعی و بصری تیرا بارگاہ میں میرے کان، آنکھیں

و محنی و عظمی و ما استقل دماغ، ہڈیاں اور ہر وہ شے جھکنے

بہ قدمی۔ والی ہے جس پر میں قائم ہوں۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رکوع کی صورت میں تمام اعضاء میں خضوع کی کیفیت ہوتی ہے اور ان میں سب سے اعظم دل ہے جو بقیہ اعضاء کا بادشاہ ہے اور وہ خشوع میں اس کے تابع ہیں۔

### سجدہ کامل خشوع کا منظر

ان افعال میں سے سجدہ بھی ہے جو ان تمام سے عظیم ہے کیونکہ اس صورت میں بندہ اپنے رب کے سامنے کامل خشوع کا اظہار کرتے ہوئے جسم کے اس حصہ کو زمین پر رکھ دیتا ہے جو تمام اعضاء سے اعلیٰ و افضل ہے اور یہ بھی دل کی تواضع اور خشوع کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ اسی لیے ایسے مومن کی جزا اللہ تعالیٰ کا کمال قریب ہے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اقرب ما یكون العبد بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب

من دبر و هو ساجد حالت سجدہ میں ہوتا ہے۔

(المسلم، حدیث ۲۸۲)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

وَأَسْجُدْ وَاقْتَرِبْ - اور سجدہ کرو اور ہم سے قریب

ہو جاؤ -

(العلق ۱۹۱)

مشرکین تکبر کرتے ہوئے بطور عبادت الہی سجدہ سے بھی گریز کرتے۔ بعض کہتے ہیں ایسا عمل پسند نہیں کرتے اس میں دُبر اوپر ہو جاتی ہے۔ بعض سجدہ کے لیے نیچے جھکنے کے بجائے مٹھی میں مٹی اٹھا کر پیشانی پر رکھ لیتے۔ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے اس لیے دھتکار دیا کہ اس نے اس ذات کو سجدہ نہ کیا جسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ اسی لیے جب مومن اللہ کے حضور سجدہ کرتا ہے تو وہ روتا ہوا کہتا ہے :

امر ابن آدم بالسجود ففعل

ابن آدم کو اللہ نے سجدہ کا حکم

فله الجنة وامرت بالسجود

دیا وہ سجالاتو اس کے لیے

فعضيت فلى النار -

جنت ہے۔ مجھے سجدہ کا حکم دیا

(مسند احمد ۲: ۲۲۲)

گیا مگر میں نے نافرمانی کی تو

میرے لیے دوزخ ہے۔

بندے کا رکوع و سجدہ میں اللہ تعالیٰ کی عزت و کبریائی اور عظمت و بزرگی کے گن گانا بھی کمال خشوع میں سے ہے گویا بندہ یہ کہہ رہا ہوتا ہے :

الذل والتواضع وصفى

ذلت و عاجزی میرا وصف ہے۔

اور اے مالک

العلو والعظمة والكبريا

بلندی، عظمت و کبریائی تیری

وصفك -

شان اور کمال ہے۔

اسی لیے بندے کے لیے رکوع میں سبحان ربی العظیم اور

سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کے الفاظ عطا کئے گئے ہیں۔

بعض اوقات حالتِ سجدہ میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات بھی پڑھتے :

سبحان ذی الملک والملکوت پاک ہے تیری ذات ، تمام ملکوں  
والجبروت والکبریاد اور سلطنتوں کا مالک تو ہے۔ کبریائی  
والعظمتہ - وعظمت تیری ہی شان ہے ۔

(النسائی ۲۰ : ۱۹۱)

یہ بھی مروی ہے کہ ایک رات آپ حالتِ سجدہ میں یہ پڑھ رہے  
تھے کہ میں وہی کہہ رہا ہوں جو میرے بھائی داؤد علیہ السلام نے کہا:  
اعضد وجهی فی التراب میں اپنے آقا کے لیے اپنا چہرہ خاک  
لسیدی وحق لسیدی آلود کرتا ہوں اور میرا آقا اس چیز کا  
ان تعضد الوجوه له۔ سب سے زیادہ حق دار ہے کہ اس کے لئے  
چہرے خاک آلود کئے جائیں ۔

شیخ محمد بن نصر المرزوی نے نقل کیا کہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت  
کرتے ہوئے فرمایا :

”جب نماز شروع کرو تو اس طرح کھڑے ہو جس طرح اللہ تعالیٰ  
نے حکم دیا ہے اور سھو والتفات سے بچو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تمہاری  
طرف متوجہ ہو اور تم غیر کی طرف اور ایسا بھی نہ ہو کہ زبان سے جنت  
میں داخلہ اور جہنم سے پناہ مانگ رہا ہو مگر دل اس طرح غافل کہ اسے  
علم ہی نہ ہو کہ زبان کیا کہہ رہی ہے۔“

حضرت عثمان بن ابی اوس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے نماز میں بالجہر قرأت فرمائی۔ فارغ ہو کر پوچھا۔ اس سورت سے میں نے کوئی شئی

چھوڑی ہے؟ دیگر اصحاب نے عرض کیا آقا! ہمیں علم نہیں۔ حضرت ابی بن کعب نے عرض کیا ہاں فلاں فلاں۔ تو آپ نے فرمایا: اس قوم کا کیا حال ہے جس پر کتاب اللہ کی تلاوت کی جائے اور انہیں علم ہی نہ ہو کہ کیا پڑھا جا رہا ہے اور کیا پھوڑا جا رہا ہے۔

ہکذا اخرجت عظمۃ	بنی اسرائیل کے دل عظمتِ الہی
اللہ من قلوب بنی اسرائیل	سے اسی طرح خالی ہوئے ان کے
شہدت ابدانہم و غابت	بدن حاضر مگر دل غائب۔ اللہ تعالیٰ
قلوبہم ولا یقبل اللہ من	بندے کا وہ عمل قبول نہیں کرتے
عبد عملا حتی یشہد	جس میں دل، جسم کے ساتھ حاضر
قلبہ مع بدنہ۔	نہ ہو۔

(مجمع الزوائد ۲، ۶۹)

شیخ عصام بن یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مجلس کے پاس گزرے وہ وعظ کر رہے تھے تو کہا کیا آپ نماز اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں؟ کہا ہاں۔ پوچھا آپ کیسے نماز ادا کرتے ہیں۔ تو کہا:

”میں اللہ کے حکم سے اٹھتا ہوں، خشیتِ الہی سے چلتا ہوں، نیت سے داخل ہوتا ہوں، اللہ کی عظمت کی تکبیر کہتا ہوں، تمہیل و تدبیر کے ساتھ قرأت کہتا ہوں، خشوع کے ساتھ رکوع، سجدہ اور تواضع کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں۔ تشہد کے لیے خوب اطمینان سے بیٹھتا ہوں، نیت سے سلام کہتا ہوں۔ اللہ کے لیے اخلاص کے ساتھ نماز کا اختتام کرتا ہوں۔ اس کے بعد اپنے اوپر اس بات کا خوف کھاتا ہوں کہ مبادا یہ نماز قبول نہ ہو۔“

فرمایا اب وعظ کر و تمہاری نماز کامل ہے۔

## دُعا اور خشوع

حسن عبادات میں خضوع و خشوع کا اظہار ہوتا ہے ان میں دعا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے :

اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا  
وَّخُفْيَةً۔ (الاعراف، ۵۵)

اپنے رب سے دعا کرو گڑ گڑاتے  
اور آہستہ۔

دوسرے مقام پر فرمایا :

إِنَّهُمْ كَالَّذِي لِيَسَارِعُونَ  
فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا  
رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَالَّذِي  
لَنَا خَاشِعِينَ۔ (الانبیاء)

بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی  
کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے  
امید اور خوف سے اور ہمارے حضور  
گڑ گڑاتے ہیں۔

یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اکثر مقامات  
دعا میں ہاتھ اٹھاتے خصوصاً بارش کے لیے دعا میں مبارک ہاتھ اتنے بلند فرماتے  
کہ آپ کی مبارک بغلیں نظر آتیں۔ اسی طرح عرفات میں شام کے وقت دعائیں  
کرتے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ :

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو لِعَرَفَاتِ  
وَيُدْعُو إِلَى صَدْرِهِ كَالسُّعْطَاءِ  
الْمُسْكِينِ۔ (فيض القدير، ۲: ۱۱۸)

میں نے عرفہ کے دن رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دعا کرتے  
ہوئے دیکھا کہ آپ نے ہاتھ سینے تک  
اٹھائے ہوئے تھے جیسے کوئی مسکین

سائل کتاب

اللہ سے خشیت رکھنے والے بعض لوگ سناری رات سر جھبکائے اور سناٹوں  
کی طرح لاتھ پھیلائے رب کے حضور حاضر رہتے ہیں اور یہ عاجزی، مسکینی  
اور محتاجی کے اظہار کی بہتر صورت ہے۔  
اللہ کے لیے دل کا دعائیں سوز و گداز سے شکستہ ہونا اور محتاجی کا اظہار  
کرنا بھی

ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الله لا يستجيب دعاء  
من قلب غافل لاه -  
اللہ تعالیٰ غافل اور بے پرواہ دل والے  
کی دعا قبول نہیں فرماتا۔

(الترمذی حدیث ۲۲۷۹)

ایک صورت خشوع کی مانگنے میں الحاج دزاری بھی ہے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا:

افضل الدعاء الحاج علي  
الله و التضرع اليه -  
سب سے بہتر دعا اللہ تعالیٰ سے الحاج  
وزاری کر کے دعا کرنا ہے۔

طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یوم عرفہ

کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات سے دعا فرمائی:

اللهم انك ترونى مكاني  
وتسمع كلامى ولا تخفى  
عليك شئى من امرى انا  
البأس الفقير المستجير  
الرجل المشفق المقر  
المعتوف بذنبه اسألك  
اے اللہ تو میری جگہ دیکھ رہا ہے۔  
میرا کلام سن رہا ہے۔ تجھ پر میرا کوئی  
معاملہ مخفی نہیں۔ میں محتاج، پیناہ  
طلب کرنے والا، شرمندہ ڈرنے  
والا اور اپنے گناہوں کا اعتراف  
کرنے والا۔ تجھ سے مسکینوں کی



سأله المسكين وابتهل  
الیک ابتھال المذنب  
الذلیل وادعوك دعا الخائف  
الضریب دعاء من خضعت  
لك رقبتك وذل لك جسده  
ورغم الفه وفاضت  
عیناه اللهم لا تجعلنی  
بدعائك رب شقیا و  
كن بی رؤفا رحیما  
یا خیر المسئولین  
و یا خیر المعطین -

طرح مانگتا ہوں۔ نہایت ہی  
گنہ گار و حقیر کی طرح تیری پناہ  
مانگتا ہوں۔ میں تیری بارگاہ میں ڈرنے  
والے، نقصان اٹھانے والے اس  
شخص کی طرح التجا کرتا ہوں جس کی  
گردن تیرے لیے اس کا  
جسم تیرے لیے جھکا ہوا ہے اور ناک  
تیرے لیے خاک آلود ہے اور اس  
کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔  
اے اللہ مجھے دعا میں ناامید نہ فرمانا  
مجھ پر مہربانی اور رحمت فرمادے  
اے سب بہتر امید اور سب سے  
بہتر عطا فرمانے والے۔

بعض اسلاف یہ دعائیہ کلمات کہتے:

بعزتک و ذلی و بغناک  
وفقری۔  
تو عزت والا ہے میں ذلیل اور تو  
غنی ہے میں محتاج ہوں۔

امام ابن ابی الدنیا حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ  
امام علی بن حسین رضی اللہ عنہ ایک رات حجرہ میں داخل ہوئے۔ نماز پڑھی۔ میں نے  
حالتِ سجدہ میں یہ کلمات کہتے ہوئے سنا

عبدک بغناک فقیوک  
بغناک مسکینک بغناک  
تو غنی من غلام، تو غنی من فقیر  
تو غنی من مسکین

حضرت طاووس کہتے ہیں کہ میں نے ان کلمات کو یاد کر لیا۔ ہر مشکل میں پڑھتا وہ دور ہو جاتی۔ شیخ ابن باکویہ الصوفی نے بیان کیا کہ ایک عابد نے اسی دفعہ پیدل چل کر حج کیا۔ ایک مرتبہ انہوں نے طواف کرتے ہوئے کہا یا حبیبی! (اے میرے حبیب) تو ہاتھ غیبی نے آواز دی کیا تو مسکین بننا پسند نہیں کرتا۔ تاکہ تو حبیب بن جائے؟ تو ان پر غشی طاری ہو گئی۔ پوش آیا تو کہہ رہے تھے:

مسکینک و انا تائب عن  
تیرا مسکین حاضر ہے اور اپنے قول  
قولی "حبیبی"۔  
"حبیبی" سے توبہ کرتا ہے۔

اے اللہ مجھے مسکینوں میں رکھو

امام ابن ماجہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حضور علیہ السلام کی یہ دعا نقل کی ہے:

اللہم احييني مسكينا و  
افني مسكينا واحشني  
في زمرة المساكين۔  
اے اللہ مجھے مسکینوں میں زندہ  
رکھ، مسکینوں میں موت دے اور  
مسکین کے گروہ میں مجھے اٹھا۔

امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا کیوں فرمایا:

لانهم يدخلون الجنة قبل  
اغنياءهم باربعين خريفاً  
يا عائشة لا تردى المسكين  
ولو لبشق تمرّة يا عائشة  
کیونکہ اغنیاء سے چالیس سال پہلے  
جنت میں جائیں گے۔ اے عائشہ  
مسکین کو رد نہ کرنا خواہ کھجور  
کا ایک چھلکا ہی کیوں نہ دے۔ اے

اجبى المساكين و قريبيهم  
 فان الله يقربك يوم  
 القيامة - (الترمذى حديث ۸۱۴)  
 عائشہ مساکین سے محبت کر اور  
 انہیں اپنے قریب رکھ۔ روز قیامت  
 اللہ تعالیٰ تجھے اپنے قریب رکھے گا۔  
 امام احمد وغیرہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مجھے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی:

ان احب المساكين وان  
 ادلو منهم  
 مساكين سے محبت رکھو اور ان کے  
 قریب رہو۔  
 حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں حضور کی دعا کے یہ کلمات  
 ہیں:

اسألك فعل الخيرات  
 وترك المنكرات وحب  
 المساكين -  
 (مناصحہ ۵۱: ۲۲۳)

میں تجھ سے نیکیوں پر کاربند،  
 برائیوں کے ترک اور مساکین سے  
 محبت مانگتا ہوں۔

## مسکین کا معنی

ان تمام احادیث میں جو مسکین کا ذکر آیا ہے اس سے مراد یہ ہے:

من كان قلبه مسكينا  
 خاضعا لله خاشعا له  
 وظاهرا كذلك -  
 کہ اس کا دل اللہ کی بددگاہ میں  
 خشوع و عاجزی اور مسکینی کرنے  
 والا ہو اور اسی طرح اس کا ظاہر بھی۔

اور یہ کیفیت اکثر طور پر انہیں ہی حاصل ہوتی ہے جو مال نہیں رکھتے۔  
 کیونکہ مال و دولت آدمی کو اللہ کا باغی بنا دیتے ہیں۔ حدیث انس اس پر شاہد ہے

اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے۔ امام نسائی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الفقر فقر النفس و  
الغنى غنى القلب۔  
حقیقی فقر نفس کا فقر ہے اور حقیقی  
غنا دل کا غنا ہے۔

(المستدرک، ۴: ۹۲)

اسی لیے امام احمد، ابن عینیہ، ابن وہب اور ایک جماعتِ ائمہ نے فرمایا جس فقر سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے وہ نفس کا فقر ہے۔ تو جس کا دل اللہ کے لیے عاجز و خاشع ہو وہ مسکین کہلائے گا اگرچہ وہ مالی لحاظ سے غنی ہو کیونکہ دل کا خاشع ہونا جوارج کے خشوع کو مستلزم ہے اور جس کا ظاہر تو خاشع ہو مگر دل میں خاشع نہ ہو تو وہ مسکین نہیں بلکہ وہ ہے۔ امام نسائی وغیرہ نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستے سے گزرے تو اس میں ایک کالے رنگ کی خاتون تھی۔ اسے ایک آدمی نے کہا راستہ!

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دعوها فانها جبارة۔ اسے چھوڑ دو یہ کمزور ہے۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! — آپ کی مراد اس کا مسکین ہونا ہے؟

فرمایا: "اس کا مقام دل ہوتا ہے۔"

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب لوگوں نے تو واضح لباس میں بنالی ہے حالانکہ دلوں میں تکبر ہے۔

یہ بات صحت کی بات ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی

لفی فرمائی ہے کہ اچھا لباس اور جوتا تکبر ہوتا ہے۔ بلکہ فرمایا تکبر دل میں ہوتا ہے اور وہ حق کے سامنے گردن نہ جھکانا اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا ہے تو جو شخص لوگوں کو حقیر سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو بڑا تصور کرے اور حق کے سامنے جھکنے سے انکار کرے وہ متکبر ہے اگرچہ اس کے کپڑے اور جوتے اچھے نہ ہوں یا جس شخص نے اللہ کی بارگاہ میں تواضع و عاجزی کرتے ہوئے اچھا لباس اس لیے نہ پہنا کہ کہیں ان کی وجہ سے دل میں تکبر نہ آجائے تو یہ اچھا ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہی عمل ہے۔ حضور علیہ السلام نے جبہ

پہننے کے بعد فرمایا تھا:

المصنعي الفأ عن صلاتي۔ میری نماز میں مجھے یہ مشغول کر رہا تھا۔

اور یہ مذکور گفتگو پر دال ہے۔

## مقامِ عبدیت کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ ملکیت اور مقامِ عبدیت دونوں میں سے مقامِ عبدیت کو اپنے لیے منتخب فرمایا۔ فتح مکہ کے دن ایک شخص آپ کی بارگاہ میں آیا تو وہ کانپنے لگا۔ آپ نے فرمایا:

ہون علیک انی لست بملک  
و انما انا ابن امرأة من  
قریش کانت تاكل القديد۔  
پریشان نہ ہوں۔ میں ملک نہیں ہوں  
میں تو اس قریشی خاتون کا بیٹا ہوں  
جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔

(ابن سعد، ۱، ۲۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

لا تطرونی کما اطرت  
میری مدح میں اس طرح کا مبلغ

النصاری عیسیٰ بن مریم      نہ کرو جس طرح نہ، اے نے عیسیٰ  
انما انا عبد فقولوا عبد الله      بن مریم کے بارے میں کیا۔ میں تو عبد  
ورسوله۔ (البخاری ۶: ۳۵۲)      ہوں۔ لہذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا  
رسول کہو۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا  
ہے کہ جبریل امین حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس حاضر تھے۔ آپ  
نے آسمان کی طرف دیکھا تو اچانک ایک فرشتہ دکھائی دیا۔ جبریل علیہ السلام نے  
عرض کیا یا رسول اللہ یہ فرشتہ اس وقت سے پہلے کبھی زمین پر نہیں آیا۔ اس فرشتے  
نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ!

ارسلنی الیک ربک افملکا      مجھے آپ کے رب نے آپ کی خدمت  
نبیاً یجعلک ام عبداً      میں یہ پوچھنے کے لیے بھیجا ہے کہ  
رسولاً۔      میں آپ کو فرشتہ بنا دوں یا عبد

(مسند احمد ۲: ۲۳۱) رسول؟

شیخ یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ کے مراسیل میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا:

اکل کما یا کل العبد واجلس      میں اسی طرح کھاؤں گا جس طرح  
کما یجلس العبد فانما انا عبد۔      بندہ کھاتا ہے اور اسی طرح بیٹھوں  
تخریج الاحیاء ۲: ۲۰ (۴)

گا جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔ میں  
بلاشبہ عبد ہی ہوں۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا رب کریم سلام کہتے

ہیں اور فرماتے ہیں، آپ چاہیں تو فرشتہ بنی بن جائیں یا عبد رسول۔ جبرئیل امین نے مجھے اشارہ کیا تو میں نے کہا میں عبد نبی بنتا پسند کرتا ہوں۔ آپ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد کبھی ٹیک لگا کر نہیں کھایا بلکہ فرمایا کرتے۔

اکل مکا یا کل العبد و میں اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح بندہ

اجلس مکا یجلس العبد کھاتا ہے اور اسی طرح بیٹھتا ہوں

داخلاق لنسی ۲۱۳۱ جس طرح عبد بیٹھتا ہے۔

مرا سیل زہری میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جبرئیل امین کے ساتھ ایک ایسا فرشتہ آیا جو پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ فرشتہ بن جائیں یا نبی عبد؟ آپ نے جبرئیل کی طرف مشورہ کی نظر سے دیکھا تو انہوں نے اشارہ کیا کہ آپ تو واضح اختیار فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا میں نبی عبد بنتا پسند کرتا ہوں۔ زہری کہتے ہیں کہ اہل علم نے بیان کیا کہ اس کے بعد وصال تک آپ نے ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا۔

مسند احمد میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالتہا صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

عرض علی ربی عزوجل میرے رب بزرگ و برتر نے فرمایا:

ان يجعل بطحاء مکة اگر آپ چاہیں تو بطحاء مکہ کو سونا بنا دوں

ذہباً فقلت لا یا رب د میں نے عرض کیا۔ میرے رب میں

لکن اشبع يوماً و اجوع ایسا نہیں چاہتا۔ ہاں ایک دن میں

یوماً و قال ثلاثاً نحو هذا سیر سو جاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں

فاذا حجت لضرعت الیک آپ نے تین دفعہ ایسے کہا۔ پس جب

واذا شبعت شکر تک۔ مجھے بھوک لگے تو میں تیری طرف لضع

(مسند احمد، ۵: ۲۵۴) کروں اور جب سیر سو جاؤں تو تیرا  
شکر ادا کروں۔

بعض اہل معرفت کا یہ قول ہے کہ جو شخص بھی عبدیت کا دعویٰ کرے پھر اپنے  
ارادے کو باقی رکھے وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ عبودیت تو اسی کو حاصل ہوگی  
جو اپنے ارادوں کو ترک کر دے اور اپنے آقا کے ارادہ کے مطابق چلے۔ اس کا نام  
وہی جو مالک رکھ دے۔ اس کا وصف وہی جو مالک عطا کرے۔ جب اس کے نام  
سے بلایا جائے تو عبودیت سے جواب دے۔ اس کا کوئی نام نہیں رہتا اور نہ کوئی  
نشان۔ بلاتے والے کو اپنے مالک کی عبدیت کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ اس کے  
بعد انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

یا عمرو ثاری عند دھری يعرفہ السامع والرائی  
(اے عمرو میرا انتقام میرے زمانے کے پاس ہے، سننے والا اور دیکھنے والا اس سے آگاہ ہے)

لا تدعنی الا بیاعبدی فانہ اصدق اسمائی  
(مجھے صرف اے میرے بندے کہہ کر پکار پس یہی میرا سب سے خوبصورت نام ہے۔)

مالی وللفقرا لی عاجز مثلی لا یملک اعنائی  
(میرے اور میرے فقر کے لیے کوئی عاجز نہیں جو میری طرح غنا کا مالک نہ ہو)

وانما یحسن فقری الی مالک اسعادی واشقائی  
(اور میرا فقر اچھا ہے اس کی طرف جو تیرے پاس ہے میری سعادت اور میری محرومی)

ایتہ عجباً بانتما الی البوابہ اذ قلت مولائی  
(میں اسکے دروازوں کی طرف نسبت کرتے ہوئے پسندیدگی سے آیا جبکہ میں اے میرے مولا کہہ رہا ہوں)

لا تدعنی الا بیاعبدی فانما اشرف اسمائی  
(تو مجھے اے میرے بندے کہہ کر پکار پس یہی میرا زیادہ فضیلت والا نام ہے۔)



## حکمت لقمان کو جامع چھ چیزیں

حافظ ابو نعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے "اسماء الصحابة" میں شیخ ابوسلیمان الدارانی کے حوالے سے بیان کیا کہ مجھے علقمہ بن حارث ازدی نے اپنے دادا سے بیان کیا کہ حضرت لقمان حکیم کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ میں تجھے اپنی تمام حکمت تیرے لئے ان چھ باتوں میں جمع کر دیتا ہوں۔

- |  |  |
|--|--|
| ۱۔ اعمل للدنيا بمقدار بقائك <sup>۱</sup> | دنیا میں اتنا کما جتنا یہاں رہنا ہے      |
| فيها - و اعمل للأخرة                     | اور آخرت کے لیے اتنا کما جتنا وہاں       |
| بمقدار بقائك فيها -                      | رہنا ہے۔                                 |
| ۲۔ و اعمل من المعصية                     | اتنے گناہ کر جتنا وہاں رہنا ہے۔          |
| بمقدار بقائك فيها -                      |  |
| ۳۔ و اعمل لله بمقدار حاجتك               | اللہ کے لئے اتنا کر جتنی تیری ضرورت      |
| اليها -                                  | ہے۔                                      |
| ۴۔ و اعمل من المعصية                     | اتنے گناہ کر جن کی سزا کی تو طاقت        |
| بمقدار ما تطيق من                        | رکھتا ہے۔                                |
| العقوبة -                                |  |
| ۵۔ ولا تسأل الا من لا يحتاج              | اسی سے مانگ جو کسی کا محتاج نہیں۔        |
| الي احد -                                |  |
| ۶۔ و اذا اردت ان تعصى الله               | اگر تو اللہ کی نافرمانی کرنا چاہتا ہے تو |
| فامعه في مكان لا يرالوفيه                | وہاں کر جہاں وہ نہ دیکھ رہا ہو۔          |

## دلوں کی دوا پانچ چیزیں

شیخ ابراہیم الخواص رحمۃ اللہ نے فرمایا دلوں کا علاج پانچ چیزیں ہیں :-  
 (i) تدبیر کے ساتھ قرأتِ قرآن (ii) بطن کا خالی ہونا (iii) رات کا قیام (iv)  
 سحری کے وقت رونا (v) اور صالحین کی صحبت

## دعا قبول نہ ہونے کی دس وجوہات

حضرت ابراہیم ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان  
 ہے :

ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ - تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

(سورۃ النافر، ۶۰)

ہم دعا کرتے ہیں مگر قبول نہیں کی جاتی تو آپ نے فرمایا :

۱۔ عرفتم اللہ فلم تطيعوه۔ اللہ کو پہچاننے مگر اس کی اطاعت

نہیں کرتے۔

۲۔ قرأتم القرآن فلم تعملوا به۔ قرآن پڑھتے ہو مگر اس پر عمل نہیں

کرتے۔

۳۔ و عرفتم الشيطان فوافقتموه۔ تم شیطان کے بارے میں جانتے ہو

مگر اس کی موافقت کرتے ہو۔

۴۔ و ادعيتم حب رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم و ترکتم سنتہ۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

کا دعویٰ کرتے ہو مگر ان کا طریقہ چھوڑ

چکے ہو۔

۵- وادعیتم حب الجنة ولو  
تعملوا لها۔  
تم جنت کی محبت کا دم بھرتے ہو  
مگر اس کے لیے عمل نہیں کرتے۔

۶- وادعیتم خوف النار ولو  
تنتهوا عن الذنوب  
تم دوزخ سے خوف کی بات تو کہتے  
ہو مگر گناہوں سے بچتے نہیں۔

۷- وقلتم ان الموت حق ولو  
تستعدوا له۔  
تم مانتے ہو کہ موت حق ہے مگر اس  
کے لیے تیاری نہیں کرتے۔

۸- واشتعلتم بعیوب غیرکم  
ولو تنظروا الی عیوبکم  
تم غیروں کے عیوب دیکھتے ہو لیکن  
اپنے عیوب تمہیں دکھائی نہیں دیتے۔

۹- و تاکلون رزق اللہ ولا  
تشکرون۔  
تم اللہ کا رزق کھاتے ہو مگر شکر ادا  
نہیں کرتے

۱۰- و تدفنون امواتکم و  
لا تعبرون  
تم اپنی اموات کو دفن کرتے ہو  
مگر عبرت حاصل نہیں کرتے۔

ہم اللہ سے مانگتے ہیں کہ ہمیں ایسے اعمال کی توفیق دے جن سے اپنی رحمت  
کے ساتھ راضی ہو جائے۔ بلاشبہ وہ اسم الرحیم اور رب العالمین ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّينَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِينَ وَحَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ  
وَلَعَمْرُ الْوَكِيْلُ۔

ترجمہ بروز جمعرات بوقت ۱۲ بجے دن بمقام جامعہ اسلامیہ لاہور تکمیل پذیر ہوا۔ مترجم)





# اللہ تعالیٰ سے تعلق بندگی اور حضور صلی علیہ وآلہ وسلم سے تعلق غلامی مستحکم بنانے کیلئے یہ عالمی ہفت روزہ اسلام آباد کی دیر علمی تحقیقی کتب

- |  |  |   |
|--|--|---|
| ۳۱- مزاج نبوی ﷺ  | ۲۱- حضور رمضان المبارک کیسے گزارتے؟                  | ۱- شاہکار ربوبیت                                  |
| ۳۲- تبسم نبوی ﷺ  | ۲۲- صحابہ کی وصیتیں                                  | ۲- ایمان والدین مصطفیٰ                            |
| ۳۳- گریہ نبوی ﷺ  | ۲۳- رفعت ذکر نبوی ﷺ                                  | ۳- حضور کا سفر جرج                                |
| ۳۴- مجلس نبوی ﷺ  | ۲۴- کیا رسول اللہ نے لوگوں کی اجرت پر بکریاں چرائیں؟ | ۴- امتیازات مصطفیٰ                                |
| ۳۵- فضائل و برکات زمزم                                       | ۲۵- حضور کی رضاعی مائیں                              | ۵- در رسول کی حاضری                               |
| ۳۶- اللہ حضور ﷺ کی باتیں                                     | ۲۶- ترک روزہ پر شرعی وعیدیں                          | ۶- ذخائر محمدیہ                                   |
| ۳۷- جسم نبوی ﷺ کی خوشبو                                      | ۲۷- عورت کی امامت کا مسئلہ                           | ۷- محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ          |
| ۳۸- کیا سگ مدینہ کھلوانہ جائز ہے؟                            | ۲۸- عورت کی کتابت کا مسئلہ                           | ۸- فضائل نعلین حضور                               |
| ۳۹- ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی                               | ۲۹- منہاج النحو                                      | ۹- شرح سلام رضا                                   |
| ۵۰- مقصد اعتکاف  | ۳۰- منہاج المنطق                                     | ۱۰- حبیب خدا سیدہ آمنہ کی گود میں                 |
| ۵۱- سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی                             | ۳۱- معارف الاحکام                                    | ۱۱- نور خدا سیدہ حلیمہ کے گھر                     |
| ۵۲- صحابہ اور بوسہ جسم نبوی                                  | ۳۲- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم                      | ۱۲- نماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟ |
| ۵۳- رسول اللہ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی حکمتیں (مسئلہ ترک) | ۳۳- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم                       | ۱۳- حضور نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟               |
| ۵۴- محبت و اطاعت رسول ﷺ                                      | ۳۴- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم                      | ۱۴- اسلام اور تحدید ازواج                         |
| ۵۵- آنکھوں میں بس گیا سراپا حضور کا                          | ۳۵- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم                      | ۱۵- اسلام میں چھٹی کا تصور                        |
|  | ۳۶- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم                       | ۱۶- مسلک صدیق اکبر - عشق رسول                     |
|  | ۳۷- ترجمہ اشعث اللغات جلد ششم                        | ۱۷- شب قدر اور اس کی فضیلت                        |
|  | ۳۸- صحابہ اور محافل نعت                              | ۱۸- صحابہ اور تصور رسول                           |
|  | ۳۹- صحابہ کے معمولات                                 | ۱۹- مشتاقان جمال نبوی کی کیفیات جذب و مستی        |
|  | ۴۰- خواب کی شرعی حیثیت                               | ۲۰- اسلام اور احترام والدین                       |